احکامِ پردہ

عقل ونقل کی روشنی میں

افادات

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

انتخاب وترتیب

محمد زید مظاہری ندوی
استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر

ادارہ افادات اشرفیہ دوبگا ہردوئی روڈ لکھنؤ

تفصیلات

نام کتاب	احکام پردہ
افادات	حکیم الامت حضرت تھانویؒ
انتخاب وترتیب	محمد زید مظاہری ندوی
صفحات	۱۶۸
تعداد	۱۰۰۰
سن اشاعت	بارھواں ایڈیشن ۱۴۳۷ھ
ویب سایٹ	www.alislahonline.com

ملنے کے پتے

دیوبند وسہارنپور کے جملہ کتب خانے

ندوی بکڈ پو، ندوہ لکھنؤ

مکتبۃ الفرقان، نظیر آباد لکھنؤ

مکتبہ اشرفیہ، ہردوئی

اجمالی فہرست

فہرست

باب ۵

باب ۶

باب ۷

باب ۸

باب ۹

فصل

باب ۱۰

باب ۱۱

باب ۱۲

باب ۱۶

باب ۱۷

☆☆☆

☆

رائے عالی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل عزیز مولوی محمد زید مظاہری ندوی مدرس جامعہ عربیہ ہتورا (بارك الله فی حیاته وفی افادته) نے جو حضرت حکیم الامت کے افادات وارشادات اور تحقیقات ونظریات کو مختلف عنوانوں اور موضوعات کے ماتحت اس طرح جمع کررہے ہیں کہ حضرت کے علوم وافادات کا ایک دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) تیار ہوتا جارہا ہے......

ان خصوصیات اور افادیت کی بنا پر عزیز گرامی قدر مولوی محمد زید مظاہری ندوی نہ صرف تھانوی اور دیوبندی حلقہ کی طرف سے بلکہ تمام سلیم الطبع اور صحیح الفکر حق شناسوں اور قدردانوں کی طرف سے بھی شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں۔

اور اسی کے ساتھ اور اس سے کچھ زیادہ ہی داعی الی اللہ اور عالم ربانی مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی سرپرست جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی) اس سے زیادہ شکریہ اور دعاء کے مستحق ہیں جن کی سرپرستی اور نگرانی، ہمت افزائی اور قدردانی کے سایہ میں ایسے مفید اور قابل قدر کام اور ان کے زیر اہتمام دانش گاہ اور تربیت گاہ میں انجام پارہے ہیں۔ اطال الله بقائه وعمم نفعه جزاه الله خیرا۔

ابوالحسن علی ندوی

دائرہ شاہ علم اللہ حسنی رائے بریلی ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

دعائیہ کلمات

عارف باللہ حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حکیم الامت حضرت مولانا ومقتدانا الشاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بزمانۂ طالب علمی اکابر امت نے اس کا اندازہ لگالیا تھا کہ آگے چل کر مسند ارشاد پر متمکن ہوکر مرجع خلائق ہوں گے اور ہر عام وخاص ان کے فیوض وبرکات سے متمتع ہوں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے کارہائے نمایاں نے اساطین امت کے اس خیال کی تصدیق کی، کہنے والے نے سچ کہا ہے "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" خداوند قدوس نے حضرت والا کو تجدید اور احیاء سنت کے جس اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا تھا اس کی اس دور میں نظیر نہیں، آج بھی مخلوق حضرت کی تصنیفات وارشادات عالیہ اور مواعظ حسنہ سے فیضیاب ہورہی ہے، حضرت کے علوم ومعارف کے سلسلہ میں مختلف عنوان سے ہندوپاک میں کام ہورہا ہے، لیکن بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے محض اپنے فضل سے عزیزی مولوی مفتی محمد زید سلمہ مدرس جامعہ عربیہ ہتورا کو جس نرالے انداز سے کام کی توفیق عطا فرمائی اس جامعیت کے ساتھ ابھی تک کام نہیں ہوا تھا اس سلسلہ کی تین درجن سے زائد ان کی تصانیف ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اس کو قبولیت تامہ عطا فرمائے اور مزید توفیق نصیب فرمائے۔

احقر صدیق احمد غفرلہ

خادم جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)

مبارک سلسلہ اور سلیقے کا کام

رائے عالی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی کو اللہ تعالیٰ نے بزرگوں سے تعلق اور ان کے ملفوظات وہدایات کو ان کی افادیت کے پیش نظر مرتب کرنے اور جمع کرنے سے خصوصی دلچسپی عطاء فرمائی ہے، چنانچہ انہوں نے بزرگوں کے افادات کو مختلف رسالوں اور کتابوں کی صورت میں جمع کیا ہے اور یہ کام اس سلیقہ سے کیا ہے کہ اس میں تحقیقی وعلمی انداز بھی پایا جاتا ہے اور دینی وتربیتی مقصد بھی پورا ہوتا ہے۔

ہم کو مسرت ہے کہ مولانا مفتی محمد زید صاحب جنہوں نے حضرت تھانویؒ کے ملفوظات اور اصلاح وراشاد کے سلسلے میں مختلف نوعیّتوں کی وضاحت پر مشتمل مضامین کو علیحدہ علیحدہ شائع کرنے کا ایک مبارک سلسلہ شروع کیا ہے۔

مولانا زید صاحب نے دینی افادات کا، اصلاح دین کا حامل بہت مفید لٹریچر جمع کر دیا ہے، اصلاح باطن ودرستگئ احوال کے لئے یہ انتخاب اور لٹریچر انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔

مفتی محمد زید صاحب کی یہ علمی کوششیں قابل ستائش ہیں جو ایک طرف تو ایک اچھا علمی کام ہے اور دوسری طرف اس کی دینی واخلاقی افادیت ہے۔

محمد رابع حسنی

جدت وقدامت کا سنگم

اظہار خیال

حضرت مولانا سید سلمان صاحب حسینی ندوی دامت برکاتہم

عمید کلیۃ الدعوہ والاعلام، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولانا محمد زید مظاہری ندوی کی جدت وقدامت نے انہیں دوآتشہ بنادیا ہے، یعنی طرز قدیم کے بزرگوں کے ایک ایک ملفوظ کی تحقیق وترتیب جدید میں مصروف ہیں، اور جدید وسائل کتابت وطباعت سے کام لے کر اپنی تصنیفی خدمات کو انہوں نے تحقیقی مقام تک بھی پہونچادیا ہے، اور دیدہ زیب بھی بنادیا ہے۔

مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی کا تعارف ہی اہل علم میں حضرت تھانویؒ کی نسبت سے ہے، اس میں شک نہیں کہ تھانویؒ علوم ومعارف کی نسبت سے وہ کسی ''متخصص'' اور ''ڈاکٹر'' سے کم نہیں، یقیناً تھانویؒ علوم کی ترتیب وتحقیق پر انہیں پی ،ایچ ،ڈی کی ڈگری ملنی چاہئے۔

مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کہاں کہاں سے تنکے جمع کر کے ایک آشیانہ تیار کردیا۔

اللہ تعالیٰ اس سعی سعد کو قبولیت سے نوازے، اور مرتب کو علمی موتیوں کی تلاش میں کامیابیوں سے ہمیشہ بہرہ ورفرمائے۔ آمین۔

سلمان حسینی ندوی

علمی وتحقیقی کام

واقعہ یہ ہے کہ آپ کی توجہ اس قدر مفید بلکہ نہایت اہم کام کی طرف مبذول ہوئی ہے کہ اس کے لئے خداوندی رہنمائی اور ذکاوت نافعہ کے بغیر آمادگی نہیں ہوسکتی تھی یہ محض اللہ کا فضل ہے، ہوسکتا ہے کہ ناواقف کی نظر میں یہ کام اتنا اہم نہ ہو جتنا فی نفسہ ہے لیکن حقیقۃً کسی بڑے تحقیقی وعلمی کام سے کم اہم نہیں۔ (مولانا برہان الدین صاحب مدظلہٗ)

مشکل ترین کام، ترتیب نہیں تصنیف

تمہاری کتابوں کو دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی یہ آسان کام نہیں ہزاروں صفحات کا مطالعہ کرنا، ان کا فن اور موضوع مقرر کرنا، پھر ان کی ترتیب دینا بہت مشکل کام ہے، یہ کتابیں محض تمہاری ترتیب نہیں بلکہ تصنیف ہیں، اللہ کا شکرادا کرو۔

(حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور)

اہم اور نافع کام

اہم اور نافع کام کی توفیق آپ کو منجانب اللہ ملی، مسرت ہے، بارک اللہ وتقبل اللہ ۔(خود بھی) منتفع ہوا، طلبہ اور اہل علم کو یہ مضامین سنائے گئے۔(مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ)

چشمۂ فیض

مجھے خوشی ہے کہ جناب مولانا زید صاحب زید مجدہم نے محنت شاقہ برداشت کر کے بکھرے ہوئے مضامین کو موضوع وار عناوین کے تحت جمع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو خاص طور پر طلباء اور اہل مدارس کو اس چشمۂ فیض سے سیراب ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری)

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح معاشرہ سے متعلق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے افادات پر مشتمل احقر نے کئی کتابیں مرتب کی تھیں، جن کے نام یہ ہیں: اصلاح خواتین، اسلامی شادی، تحفۂ زوجین، احکام پردہ، تربیت اولاد، اسلامی تہذیب اور آداب زندگی، حقوق معاشرت، یہ کتابیں ہاتھ کی کتابت کے ساتھ ہندوپاک میں برابر شائع ہورہی ہیں الحمدللہ مقبول خاص وعام ہیں اور امت کو ان سے فائدہ پہنچ رہا ہے، الحمدللہ اب ان ساری کتابوں کو کمپوز کرا کر خوبصورت انداز میں شائع کیا جارہا ہے اور اپنی ویب سائٹ میں بھی ڈال دیا گیا ہے تاکہ لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں۔

''احکام پردہ عقل ونقل کی روشنی میں'' نامی کتاب بھی اصلاً حکیم الامت مجددالملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف اور ان کے فتاویٰ، ملفوظات ومواعظ سے ماخوذ ومنتخب ہے جو آج سے تقریباً بیس سال قبل ہاتھ کی کتابت سے ہندوپاک میں شائع ہورہی تھی الحمدللہ اب اس کو بھی کمپوز کرا کر خوبصورت انداز میں شائع کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرمائے۔

محمد زید مظاہری ندوی

استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲ر محرم ۱۴۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمين و الصلوٰة و السلام على سيد المرسلين
محمد وعلىٰ الہٖ و أصحابہٖ اجمعين

باب ۱

پردہ، لباس، زینت سے متعلق احادیث نبویہ

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے دریافت فرمایا کہ بتلاؤ عورت کے لئے کونسی بات سب سے بہتر ہے، اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش ہوگئے اور کسی نے جواب نہ دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے واپس آکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں نہ مرد ان کو دیکھیں، میں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میری لخت جگر ہیں (اس لئے وہ خوب سمجھیں)۔

(رواہ البزار والدار قطنی فی الافراد)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں کچھ حصہ نہیں مگر یہ کہ مجبور و مضطر ہوں (یعنی بغیر ضرورت و مجبوری کے عورتوں کو

گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے)اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ عورتوں کے لئے راستوں میں چلنے کا کوئی حق نہیں سوائے کنارہ پر چلنے کے(یعنی اگر ضرورت میں باہر نکلنا اور راستہ میں چلنا ہو تو کنارہ کنارہ چلیں)۔ (طبرانی فی الکبیر)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔(مطلب یہ ہے کہ عورت کے ذریعہ شیطان لوگوں کو گمراہ کرتا اور بدنگاہی کے گناہ میں مبتلا کرتا ہے) (رواہ مسلم)

(۴) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت عطر وخوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گذرے تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں، وہ عورت زنا کار ہے اور ہر آنکھ جو اس کو دیکھے زنا کار ہے۔

(رواہ النسائی وابن خزیمہ)

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سراپا پوشیدہ رہنے کے قابل ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ)

یہ حدیث نہایت بلاغت اور وضاحت سے عورت کو پوشیدہ رہنے کی تاکید اور باہر نکلنے کو شیطانی فتنہ کا سبب ہونا بیان کررہی ہے۔

(٦) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ اتنے میں عبداللہ بن ام مکتوم (نابینا صحابی) رضی اللہ عنہ آئے اور اندر آنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ تم دونوں پردہ میں ہو جاؤ، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم وہ تو نابینا ہیں ہم کو دیکھتے بھی نہیں، آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں؟ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

دیکھئے باوجودیکہ اس مقام پر خرابی کا کوئی قریب احتمال بھی نہ تھا کیونکہ ایک طرف ازواج مطہرات جو مسلمانوں کی مائیں ہیں، دوسری طرف نیک صحابی پھر وہ بھی نابینا، لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کے لئے یا امت کی تعلیم کے لئے آپ نے اپنی بیبیوں کو پردہ کرایا، تو جہاں پر ایسے موانع (روکاوٹیں) نہ ہوں وہاں پر کیوں نہ پردہ قابل اہتمام ہوگا۔ (القول الصواب فی مسئلۃ الحجاب)

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کا زنا، نامحرم کو پکڑنا ہے، اور آنکھ کا زنا، نامحرم کو دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا، نامحرم سے بات کرنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۸) حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھودی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔ (طبرانی، حاکم، بیہقی)

(۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا ساتھی شیطان ضرور ہوتا ہے۔ (رواہ الترمذی)

نامحرم مرد عورت کا تنہا جگہ بیٹھنا حرام ہے، اگر پردہ نہ ہو تو عادت اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ہرگز اس میں احتیاط نہ کی جائے گی۔

(۱۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق حکم

دریافت کیا تو مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فوراً نظر کو ہٹالو۔ (رواہ مسلم)

(۱۱) حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو، کسی نے کہا یا رسول اللہ شوہر کے بھائی (یعنی دیور) وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوہر کا بھائی تو موت ہے۔ (یعنی ہلاکت اور گناہ کا سبب ہے اس لئے اس سے بھی پردہ واجب ہے) (رواہ البخاری والمسلم)

اس حدیث میں بے ضرورت و بے تکلف عورتوں کے پاس آمد ورفت رکھنے کو حرام فرمایا ہے۔ (القول الصواب)

(۱۲) حضرت اسماء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغہ ہو جائے تو یہ جائز نہیں کہ مرد اس کے کسی عضو کو دیکھیں سوا اس کے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا کہ بس ان دونوں کا کھولنا جائز ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

(۱۳) ابن ابی ملیکۃ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی شکل بنانے والی عورتوں پر (یعنی مردوں کے مشابہ لباس اور جوتہ پہننے والی عورتوں پر) لعنت فرمائی ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

(۱۴) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے دے۔

(طبرانی، حاکم بیہقی)

نیز عورت کو شوہر کی مرضی کے خلاف باہر نکلنا بھی جائز نہیں اور اس بارے میں کسی کی اطاعت بھی جائز نہیں۔

(۱۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے منع فرمایا ہے کہ عورتوں سے بغیر شوہروں کی اجازت کے بات چیت کی جائے۔ (طبرانی)

(۱۶) اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اپنے محرموں کے سوا اور مردوں سے بات نہ کریں۔ (رواہ ابن سعد)

(۱۷) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے (۱) دیوث (۲) مردانی شکل بنانے والی عورتیں (۳) اور ہمیشہ شراب پینے والا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ دیوث کسے کہتے ہیں؟ فرمایا کہ جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والی عورتوں کے پاس کون آتا ہے کون جاتا ہے۔ (طبرانی فی الکبیر)

(۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک عورت قبیلہ مزینہ کی زیب و زینت کے لباس میں (یعنی بناؤ سنگار کے ساتھ) مٹکتی ہوئی مسجد میں آئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگوں اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجد وغیرہ میں مٹکنے سے روکو، کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کی گئی جب تک ان کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس پہن کر مٹکنا اختیار نہیں کیا۔ (رواہ ابن ماجہ)

(۱۹) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا ہے۔

(رواہ ابوداؤد، ثبات الستو رالقول الصواب)

(۲۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے لئے عورتوں سے زیادہ خطرناک کوئی فتنہ نہیں سمجھتا۔

(الفیض الحسن ص۱۶۹)

فقہاء و محققین کے ارشادات

جو آیات و احادیث اوپر گذری ہیں اور ان سے جو اصول مستنبط ہوئے جن کا حاصل فتنہ کا دروازہ بند کرنا ہے ان کی بنا پر فقہاء اسلام نے جو فتاویٰ ارشاد فرمائے ہیں ان میں سے بعض کو نمونہ کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) عورت کا جہری نماز میں پکار کر قرأت کرنا جائز نہیں۔

(۲) عورت کا حج میں لبیک (آواز کے ساتھ) پکار کر کہنا جائز نہیں۔

(۳) اگر عورت مقتدی ہو مثلاً اپنے شوہر یا محرم (بھائی باپ وغیرہ) کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہے اور امام کو کچھ سہو ہو گیا تو عورت کو زبان سے بتلانا جائز نہیں بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مار دے تاکہ امام اس کو سن کر سمجھ جائے کہ میں کچھ بھولا ہوں اور پھر سوچ کر یاد کر لے۔

(۴) جوان عورت کا نامحرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں۔

(۵) جب زور سے قرأت اور لبیک کہنا اور امام کے سہو کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز نہیں تو بلا ضرورت کلام کرنا، یا اشعار سنانا یا خط و کتابت کرنا جو کہ بات

چیت سے زیادہ جذبات کو بھڑکانے والا ہے یا اخباروں میں مضمون دینا جیسا کہ آج کل رواج ہے کہ اپنا پتہ اور نشان بھی لکھ دیا جاتا ہے (یہ سب) کیسے جائز ہوگا؟

(٦) اجنبی عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں۔

(٧) تو پھر اس کا ہاتھ ہاتھ میں لینا جیسا کہ جاہل پیر بیعت کے وقت لیتے ہیں کیسے جائز ہوگا؟

(٨) اجنبی عورت کے بدن سے ملے ہوئے (یعنی پہنے ہوئے) کپڑے پر نفس کے میلان کے ساتھ نظر کرنا جائز نہیں۔

(٩) آئینہ یا پانی پر جو کسی عورت کا عکس پڑتا ہو تو اس کا دیکھنا جائز نہیں اس بناء پر اس کا (یعنی اجنبی عورت کا) فوٹو دیکھنا جائز نہیں۔

(١٠) اجنبی مرد کے سامنے کا بچا ہوا کھانا عورت کو کھانا یا اس کا الٹا (یعنی عورت کا بچا ہوا مرد کو کھانا) اگر نفس کو اس میں لذت ہو تو یہ کھانا مکروہ ہے۔

(١١) رضاعی (دودھ شریکی) بھائی اور داماد اور اسی طرح شوہر کا بیٹا (جو پہلی عورت سے ہو) گو یہ سب محارم میں سے ہیں (جن سے پردہ نہیں) مگر زمانہ کے فتنہ پر نظر کر کے ان سب سے مثل نامحرم کے پردہ کرنا ضروری ہے۔

(١٢) عورت کے بال اور ناخن جو بدن سے جدا ہو گئے ہوں ان کا دیکھنا جائز نہیں۔

(١٣) اجنبی عورت کے تذکرہ سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں۔

(١٤) اجنبی عورت کے (خیال) وتصورات سے لذت لینا حرام ہے۔

(١٥) حتیٰ کہ اگر اپنی بیوی سے متمتع ہو (یعنی صحبت کرے) اور اجنبی عورت کا تصور کرے وہ بھی حرام ہے۔ (ثبات الستو رص ١٤١)

باب۲

پردہ اور عورت عقل وفطرت کی نظر میں

عورت کے ذریعہ فتنہ اور اس کا سدّباب

عورت میں جہاں بہت سے منافع ہیں وہیں کچھ نقصانات بھی ہیں چنانچہ اس نقصان کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے۔

مَااَتَخَوَّفُ فِتْنَةً اَضَرَّعَلیٰ اُمَّتِیْ مِنَ النِّسَاءِ : کہ میں اپنی امت کے لئے عورتوں سے زیادہ خطرناک کوئی فتنہ نہیں سمجھتا۔

نیز قرآن پاک میں ہے:

یَااَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْااِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْفَاحْذَرُوْهُمْ.

اے ایمان والو! تمہارے بیوی بچوں میں بعض تمہارے لئے دشمن بھی ہیں ان سے ڈرتے رہو۔

آیت کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ بیوی بچوں سے فتنہ لگا ہوا ہے، تم کو لپٹ ہی جائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں تم کو ضرورت کے لئے دی گئی ہیں اور ان سے تمہارا امتحان بھی مطلوب ہے کہ تم ان سے بقدر ضرورت ہی تعلق رکھتے ہو یا بس انہی کے ہوکر رہ جاتے ہو۔

بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں میں نقصان کی بھی شان ہے اور واقعی ہے بھی، کوئی عورتوں کی وجہ سے سود میں مبتلا ہے، کوئی رشوت میں تا کہ ان کی زیور

وغیرہ کی فرمائش پوری کی جائے اور کوئی حرام و ناجائز تعلق میں گرفتار ہے اور سب سے بڑھ کر فتنہ جو تمام فتنوں کی جڑ ہے وہ بے پردگی ہے لیکن شریعت نے ام المفاسد (سب سے بڑے فتنہ) کے بند کرنے کا جو طریقہ مقرر کیا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو یہ فتنہ بند ہوسکتا ہے اور وہ طریقہ پردہ ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ صاحب پردہ میں بھی فتنہ ہوجاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی پردہ میں کوتاہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی پردہ میں کچھ بے پردگی ہوتی ہے تب فتنہ ہوتا ہے اور اگر پردہ میں ذرا بھی بے پردگی نہ ہو تو فتنہ کی کوئی وجہ نہیں۔ (الفیض الحسن ص ۱۶۹)

جہاں پردہ نہیں ہے ذرا ان کے واقعات دیکھ لیجئے وہ واقعات دیکھ کر آپ خود کہیں گے کہ پردہ ہونا چاہئے ، اِس وقت علماء کو وحشیانہ خیال والا کہتے ہیں مگر آئندہ چل کر معلوم ہوجائے گا۔ (العاقلات الغافلات ملحقہ حقوق الزوجین ص ۳۵۰)

پردہ عورت کا فطری و طبعی تقاضا ہے

پردہ مسلمان عورتوں کی طبیعت کے خلاف نہیں کیونکہ مسلمان عورت کے لئے حیاء (شرم) طبعی امر ہے لہٰذا پردہ طبیعت کے موافق ہو، اور اس کو قید کہنا غلطی ہے، ان کی حیا (شرم) کا تقاضا ہی یہی ہے کہ پردہ میں مستور (چھپی) رہیں بلکہ اگر ان کو باہر پھرنے پر مجبور کیا جائے تو یہ خلاف طبیعت ہوگا اور اس کو قید کہنا چاہئے۔

پردہ کا منشاء (سبب) حیا ہے اور حیا عورت کے لئے طبعی امر ہے اور امر طبعی کے خلاف کسی کو مجبور کرنا باعث اذیت (و تکلیف) ہے اور اذیت پہنچانا دلجوئی کے خلاف ہے، پس عورتوں کو پردہ میں رکھنا ظلم نہیں بلکہ حقیقت میں دلجوئی ہے، اگر کوئی عورت بجائے دلجوئی کے (پردہ کو) ظلم سمجھے تو وہ عورت نہیں اس سے اس وقت کلام

نہیں، یہاں ان عورتوں سے بحث ہے جن عورتوں میں فطری حیا موجود ہے بے حیاؤں کا ذکر نہیں، افسوس ہم ایسے زمانہ میں ہیں جس میں فطری امور کو بھی دلائل سے ثابت کرنا پڑتا ہے۔

صاحبو! پردہ اول تو عورت کے لئے فطری امر ہے، دوسرے عقلی مصالح کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عورتوں کو پردہ میں رکھا جائے، مگر آج کل بعض ناعاقبت اندیش (انجام سے بے خبر) پردہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، میں بقسم کہتا ہوں کہ پردہ کے توڑنے میں خلاف شرع اور گناہوں سے قطع نظر اتنی خرابیاں ہیں کہ آج جو عقلاء پردہ کی مخالفت کرتے ہیں اور پردہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں ان خرابیوں کو دیکھ کر بعد میں خود ہی یہ تجویز کریں گے کہ پردہ ضرور ہونا چاہئے مگر اس وقت بات قابو سے نکل چکی ہوگی، پھر پچھتائیں گے اور کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔

(وعظ کساء النساء، معارف حکیم الامت ص ۵۲۰،۵۲۱)

عورت کو پردہ میں رکھنا غیرت اور فطرت کا تقاضہ ہے

پردہ فطری شئی ہے، غیرت مند حیادار طبیعت کا خود یہ تقاضا ہوتا ہے کہ عورتوں کو پردہ میں رکھا جائے، کوئی غیرتمند آدمی اس کو گوارہ نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی کو تمام مخلوق کھلے منہ دیکھے۔

اور شریعت نے فطری باتوں کے بیان کرنے کا خاص اہتمام نہیں کیا چنانچہ پیشاب پاخانہ کی طہارت وناپاکی سے تو بحث کی ہے لیکن یہ کہیں قرآن وحدیث میں نہیں آیا کہ پیشاب پاخانہ کھانا حرام ہے، کیونکہ اس سے طبیعتیں خود نفرت کرتی ہیں، اس قاعدہ کا مقتضی تو یہ تھا کہ شریعت پردہ کے احکام سے بحث نہ کرتی مگر

شارع کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ میں طبیعتوں پر بہیمیت (جانوروں کی صفت) غالب ہوگی جس سے حیا کم ہوجائے گی یا جاتی رہے گی اس لئے اس کے متعلق احکام بیان فرمادیئے ہیں۔ (الفیض الحسن ص ۱۶۹)

بعض لوگ (عورتوں کو) گھروں میں رکھنے (اور باہر نکلنے کی ممانعت کو) کو قید کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ قید نہیں ہے بلکہ باہر نکلنا حقیقت میں قید ہے کیونکہ قید کی حقیقت ہے مرضی کے خلاف مقید کرنا، پس قید تو جب ہوتا کہ وہ باہر نکلنا چاہیں اور تم ہاتھ پکڑ کر اندر لے جاؤ، اگر طبیعت سلیم ہو تو عورت کے لئے بے پردہ ہوکر باہر نکلنا موت ہے، پس بے پردگی قید ہوئی، پردہ میں رہنا قید نہ ہوا، بعض عورتوں نے جانیں دیدیں ہیں اور باہر نہیں نکلیں، اعظم گڑھ میں ایک شخص کے مکان میں آگ لگ گئی اس کی بیوی جل کر مرگئی لیکن باہر نکل کر دوسروں کو صورت نہیں دکھائی، میں یہ فتویٰ بیان نہیں کرتا کہ اس نے یہ اچھا کیا، مطلب صرف ان کے فطری جذبات کو بیان کرنا ہے، پھر عورت کے معنی ہی ہیں چھپانے کی چیز۔

(العاقلات الغافلات ملحقہ حقوق الزوجین ص ۳۵۰)

میں تو کہتا ہوں اگر خدا اور رسول کا پردہ کے وجوب کا حکم بھی نہ ہوتا اور واقعات بھی نہ ہوتے تب بھی آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے، مرد کو تو طبعاً غیرت آنی چاہئے کہ اس کی عورت کو کوئی دوسرا دیکھے، پھر واقعات مزید برآں۔

علماء نے لکھا ہے کہ جوان داماد یا دودھ شریک بھائی سے بھی احتیاط کرنا چاہئے بے محابا سامنے نہ آنا چاہئے، اس کے متعلق واقعات ہوچکے ہیں۔

(ملفوظات حکیم الامت)

فصل ۲

پردہ کے ضروری ہونے کی عقلی وعرفی دلیل

میں نے ایک بار مجمع میں کہا تھا کہ پردہ کے مسئلہ میں قرآن وحدیث کو بیچ میں لانے کی ضرورت ہی کیا ہے جب کہ قرآن وحدیث کے بغیر ہی اس کی ضرورت ثابت ہوسکتی ہے، اس کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ کبھی ان لوگوں نے ریل میں سفر کیا ہوگا اور نوٹ بھی ساتھ لئے ہوں گے، کبھی ایسا بھی کیا ہے کہ نوٹ جیب سے نکال کر باہر رکھ دیئے ہوں؟ یا یہ کیا جاتا ہے کہ اندر کی جیب کے اندر بھی جو جیب ہے اس میں رکھے ہوں گے، تو کیا اس طرح نوٹ کو چھپا کر رکھنے کا حکم قرآن پاک میں ہے؟ صرف اسی واسطے چھپا کر رکھا جاتا ہے کہ اس کے اظہار میں خطرہ ہے، اور یہ طبعی امر ہے اس لئے خطرہ کے سبب سے اس کا پوشیدہ کرنا ضروری ہوگا۔

اسی طرح یہاں بھی سمجھئے! نیز غیرت کا مقتضی بھی یہی ہے کہ عورت کو پردہ میں رکھا جائے ، یہ بھی ایک طبعی امر ہے جو شرعی حکم کے علاوہ پوشیدہ رکھنے (یعنی پردہ) کے ضروری ہونے کا تقاضا کرتا ہے، بلکہ جو خطرہ یہاں نوٹ کو نکال کر سامنے رکھنے میں ہے اس سے زیادہ خطرہ عورت کو باہر نکالنے میں ہے، نوٹ تو دو چار ہزار ہی کے ہوں گے تو ان کی تو آپ کے دل میں ایسی قدر اور عورت کی اتنی بھی آپ کے نزدیک قدر نہیں؟ (تعجب ہے)

(الافاضات الیومیہ ص۱۴۲ج۱)

پردہ کے ضروری ہونے کی لغوی دلیل

لغت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ عورتوں کا پردہ کرایا جائے کیونکہ اردو میں عورت کو عورت کہتے ہیں، جس کے معنی لغت میں ہیں چھپانے کی چیز تو اس کے ساتھ یہ کہنا کہ عورتوں کو پردہ نہ کراؤ ایسا ہے جیسے یوں کہا جائے کہ کھانے کی چیز کو نہ کھاؤ، پہننے کی چیز کو نہ پہنو اوراس کا لغو ہونا ظاہر ہے، تو یہ قول بھی لغو ہے کہ عورتوں کا پردہ نہ کراؤ، ان کو عورت کہنا خود اس کی دلیل ہے کہ وہ پردہ میں رہنے کی چیز ہیں۔

(اسباب الغفلۃ دین ودنیا ص۴۲۴)

پردہ کے ضروری ہونے کی تمدنی دلیل

حق تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (پ۱۵ کہف)

(ترجمہ) مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت اور آرائش ہیں، حق تعالیٰ نے یہاں البنون فرمایا البنات نہیں فرمایا یعنی بیٹوں کو دنیاوی زندگی کی زینت بتلایا ہے بنات (لڑکیوں) کو بیان نہیں فرمایا۔

حق تعالیٰ نے بتلادیا کہ لڑکیاں دنیا کی بھی زینت نہیں بلکہ صرف گھر کی زینت ہیں اگر وہ بھی دنیا کی زینت ہوتیں تو حق تعالیٰ ان کو یہاں ذکر فرماتے پس صرف لڑکوں کو دنیا کی زینت فرمانا اور لڑکیوں کو ذکر نہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ لڑکیاں دنیا کی بھی زینت نہیں کیونکہ عرفاً دنیا کی زینت وہ سمجھی جاتی ہے جو منظر عام پر زینت بخش ہو، جو چیز منظر عام پر لانے کی نہیں ہوتی وہ دنیا کی زینت نہیں ہوتی بلکہ زینت کے لئے تو ظہور ضروری ہے، اس لئے بنون (لڑکوں) کو فرمایا کہ یہ دنیا

کی زینت ہیں، لڑکیاں ایسی زینت نہیں کہ تم ان کو ساتھ لئے لئے پھرو اور سب دیکھیں کہ اتنی لڑکیاں ہیں اور ایسی آراستہ پیراستہ ہیں بلکہ وہ تو محض گھر کی زینت ہیں، اس سے عورتوں کے پردہ میں رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔ (مظاہر الاعمال ص ۴۲۴)

پردہ کے ضروری ہونے کی معاشرتی دلیل

عورتیں فطرۃً اور قانوناً مردوں کے تابع ہیں اور مرد محبت کی وجہ سے (عورتوں کے) تابع ہوجاتے ہیں اور یہ تابع رہنا محبت کے باقی رہنے تک ہے اور محبت کا باقی رہنا اس وقت تک ہے جب تک کہ پردہ باقی ہے اور یہ مسئلہ عقلی بھی ہے، چنانچہ ایک یورپین عورت نے اس کے متعلق ایک اخبار میں اپنی تقریر شائع کی ہے کہ عورتوں کے لئے جو بے پردگی کی کوشش کی جاتی ہے یہ عورتوں کیلئے سخت مضر ہے، کیونکہ اس وقت تو مردوں کو عورت کی راحت رسانی کا پورا اہتمام ہے اور اس کا سبب محبت ہے، اور محبت کا منشاء (سبب) خصوصیت ہے اور مشاہدہ ہے کہ جو چیز عام ہوجاتی ہے اس سے قوی (اور خصوصی و گہرا) تعلق نہیں ہوتا اور یہ خصوصیت پردہ کی وجہ سے قائم رہتی ہے پس محبت کی بنیاد پردہ ہے، اس انگریزن کی تقریر سے پردہ کی تاکید معلوم ہورہی ہے ہندوستان کے لوگوں کو شرم کرنا چاہئے کہ ایک یورپین عورت تو پردہ کی خوبی بیان کرے اور تم ایشیائی ہوکر پردہ کی مذمت کرتے ہو؟

(الفیض الحسن ص ۷۰ ملحقہ حقوق الزوجین)

پردہ کے ضروری ہونے کی ایک اور عقلی دلیل

پردہ کے متعلق ایک موٹی سی بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جن کو

مجنوں (پاگل) بنایا ہے ان کو آپ خود قید کر دیتے ہیں (ہاتھ پیر تک باندھ دیتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ نقصِ عقل موجب قید ہے (یعنی عقل کم ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو قید میں رکھا جائے) جب یہ بات مسلم ہوگئی تو عورتوں کے لئے بھی اسی وجہ سے قید (پردہ) کی ضرورت ہے، کیونکہ ان کا ناقص العقل (کم عقل والا ہونا) مسلّم (طے شدہ) ہے ہاں یہ فرق ضرور ہونا چاہئے کہ جیسا نقص (کمی) ہو ویسا ہی قید ہو مجنون کامل کے لئے قید بھی کامل ہوتی ہے کہ ایک کوٹھری میں بند کر دیتے ہیں، ہاتھ پیر باندھ دیتے ہیں اور مجنون ناقص (یعنی عورت) کے لئے قید ناقص ہونا چاہئے کہ اس کو بلا اجازت گھر سے نکلنے کا اختیار نہ دیا جائے۔ (ملفوظات اشرفیہ ص ۲۷)

عورت کے لئے پردہ عقل وفطرت کا مقتضٰی ہے

بے پردگی کا ثمرہ

فرمایا پردہ ایسی چیز ہے کہ اگر شریعت نہ بھی تجویز کرتی تب بھی غیرت کا مقتضی اور فطری امر ہے کہ عورتوں کو پردہ میں رکھا جائے۔

ایک شخص نے شبہ پیش کیا کہ پردہ کا ذکر کونسی آیت یا حدیث میں آیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ آپ جو سو دو سو کے نوٹ سب سے اندر والی جیب میں رکھتے ہیں اور بڑی حفاظت کرتے ہیں یہ کونسی حدیث میں آیا ہے کیا عورت کی قدر آپ کے نزدیک نوٹ کے برابر بھی نہیں؟

افسوس ہر روز اس بے پردگی کی بدولت نئے نئے شرمناک واقعات سننے میں آتے ہیں مگر پھر بھی ہوش نہیں آتا، ابھی ایک اخبار میں دیکھا ہے کہ حیدرآباد

میں ایک عام باغ ہے وہاں ایک رئیس زادی زیب وزینت کے ساتھ ٹہل رہی تھی اسے بدمعاشوں نے چھیڑنا شروع کیا وہ عورتوں کے مجمع کی طرف بھاگی وہاں بھی پناہ نہیں ملی تو پولیس نے بچایا۔

اور لیجئے ایک جنٹلمین صاحب جنہوں نے (اپنے خاندانی شرافت کے خلاف) نیا نیا پردہ توڑا تھا وہ اپنی بیگم کو تفریح کی غرض سے منصوری پہاڑ پر لے گئے اور تفریح کے لئے اس سڑک پر گئے جہاں بڑے افسر انگریزوں کے بنگلے تھے وہاں ایک کوٹھی کے سامنے سے گذرے جو کسی بڑی افسر کی تھی اور وہاں تین گورے پہرے پر تھے ان کو دیکھ کر انہوں نے کچھ آپس میں گفتگو کی اور ایک ان میں سے چلا اور ان کی بیگم کا ان کے ہاتھ میں سے ہاتھ چھڑا کر ایک طرف لے گیا اور اسے خراب کر کے لے آیا، پھر دوسرے اور تیسرے نے بھی یہی عمل کیا اور یہ اپنا سا منھ لے کر چلے آئے۔

افسوس لوگوں کو شرم غیرت نہیں رہی، یہ تو شریعت کی رحمت ہے کہ اس کا بھی حکم دے دیا، باقی غیرت خود ایک ایسی چیز ہے کہ اس (بے پردگی) کو غیرت کے ہوتے ہوئے کوئی برداشت ہی نہیں کر سکتا وہ تو ایک قسم کی محبوبہ ہوتی ہے عاشق کب چاہتا ہے کہ میرے محبوب پر کوئی دوسرا نظر ڈالے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت پردہ میں بھی تو ایسے قصے ہوجاتے ہیں پھر پردہ سے کیا فائدہ ہوا؟ فرمایا سبحان اللہ جب پہلے تعلق ہوا ہے تو بے پردگی ہی سے ہوا ہے، وہ عورت پہلے اس سے بے پردہ ہی تو ہوئی تھی جب ہی تو تعلق ہوا، پردہ کے ہوتے ہوئے کوئی خرابی نہیں ہوسکتی جہاں خرابی ہوتی ہے بے پردگی سے ہوتی ہے، جہاں خرابی ہوتی ہے وہاں پردہ ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو محض نام

کا ہوتا ہے، پردہ کے متعلق اکبرالہ آبادی نے خوب خوب لکھا ہے ؎

کل بے حجاب چند نظر آئیں بیبیاں اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

اس وقت پردہ اٹھانے کی تحریک کا ثمرہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوسکتا کہ عورتیں بے حیاو بے شرم ہوکر علانیہ (کھلم کھلا) فسق و فجور (بدکاری) میں مبتلا ہوں ،اورشوہروں کے تصرف سے نکل کران کے عیش کو برباد کریں۔

(ملحوظات جدید ملفوظات ص ۱۵،۱۶)

عورتوں کو آزادی دینے کی خرابی

صاحبو! اسلام کی تعلیم کی قدر کرو، اسلام کی تعلیم یہ ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ الآیۃ یعنی حقوق میں تو عورتیں مردوں کے برابر ہیں مگر درجہ میں مرد بڑھے ہوئے ہیں جن کو دوسرے مقام پر صاف طور سے بیان فرمایا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ الآیۃ کہ مرد عورتوں پر سردار ہیں کیونکہ خدا نے ان کو فضیلت دی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عورتیں مردوں کی امام نہیں بن سکتیں نہ ان پر حکومت کرسکتی ہیں آگے فرماتے ہیں وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہیں اگر وہ چاہتے تو مرد وعورت دونوں کو برابر کردیتے مگر وہ حکیم بھی ہیں، حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ برابر نہ ہوں۔

اگر عورتوں کو آزادی دے دی جائے تو پھر ان کی آزادی کی روک تھام بہت دشوار ہوگی جیسا کہ اہل یورپ کو بہت سی دشواریاں پیش آ رہی ہیں یورپ والے عورتوں کی آزادی سے خود بہت گھبرا گئے ہیں، عورتوں نے ان کا ناطقہ بند کردیا ہے

،اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اہل یورپ کو عورتوں نے کیسا پریشان کررکھا ہے، (اس لئے عورتوں کو آزادی نہیں دینا چاہئے) کیونکہ اول تو آزادی کی روک تھام عقل سے ہوتی ہے ۔اور عورتوں میں عقل نہیں ،ان کا ناقص العقل ہونا مشاہد ہے، دوسرے طبعی قاعدہ ہے کہ جو قوت ایک زمانہ تک بندرہی ہو جب اس کو آزادی ملتی ہے تو اک دم سے ابل پڑتی ہے۔ (اس کا جو انجام ہوگا ظاہر ہے)

اس قاعدہ کی بناء پر ہندوستان کی عورتوں کو بلکہ مسلمان عورتوں کو ہرگز آزادی دینا مناسب نہیں کیونکہ اب تک تو وہ قید میں رہیں اگر ان کو آزادی مل گئی تو یقیناً ایک دم سے ابل پڑیں گی۔

غرض اسلام میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ مساوات تو نہیں ہے مگر حقوق کی رعایت ہے۔ (التبلیغ وعظ الحدود والقیود ص ۱۸۸)

عورت میں عقل کم ہوتی ہے اور جس میں عقل کم ہو اس سے ہر کام میں غلطی کرنے کا احتمال ہے لہٰذا اسکے واسطے سلامتی اسی میں ہے کہ وہ زیادہ عقل والے کا تابع ہو، حق تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے کہ عورتوں کو آزاد نہیں بنایا ہے ورنہ ان کا کوئی کام بھی درست نہ ہوتا، دین و دنیا سب کاموں میں ان سے غلطیاں ہوا کرتیں۔

(التبلیغ وعظ کساء النساء ص ۹۸ ج ۷)

بے حیائی و بے باکی و بے غیرتی

آج کل بے پردگی کی زہریلی ہوا چل رہی ہے، بڑی ہی خطرناک چیز کی طرف مخلوق جاری ہے، اس کے نتائج نہایت ہی خراب نکلیں گے بے حیائی کا بازار تو پہلے ہی سے کھلا ہوا تھا اب بیباکی بھی شروع ہوگئی ہے اور غضب یہ ہے کہ قرآن

وحدیث سے اس پر استدلال کرتے ہیں (یعنی بے پردگی کے جواز پر) جو سراسر دین کی تحریف ہے، یہ سب بے حیائی کے کرشمے ہیں، بڑے ہی فسق وفجور اور الحاد کا زمانہ ہے، چاروں طرف سے دین پر حملے ہورہے ہیں ہر شخص ماشاءاللہ نفسیانیت پر اترا ہوا ہے، جانوروں کی طرح آزاد ہیں، بالکل بے مہار ہیں جو چاہے کریں، کوئی روک ٹوک کرنیوالا نہیں۔ برے کام اچھے سمجھے جارہے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا سے خیر وبرکت رخصت ہوگئی، آئے دن ارضی وسماوی (زمین وآسمان سے) بلاؤں کا ظہور ہورہا ہے لیکن عبرت پھر بھی نہیں، حق تعالیٰ سب کو ہدایت فرمائیں۔

(الافاضات الیومیہ ج۶ ص۱۷)

بے پردگی کے حامی

جتنے لوگ بے پردگی کے حامی ہیں سب میں دو چیزیں مشترک ہیں "بے حیائی" اور "عیاشی" واقعی ایسے ہی لوگ بے پردگی کے حامی بنے ہوئے ہیں جن کو دین سے بے تعلقی ہے لیکن اگر ان میں دین نہیں تب بھی غیرت بھی تو آخر کوئی چیز ہے۔

(الافاضات ملفوظ ص ۲۸۷، اصلاح المسلمین ص ۴۵۳)

جن لوگوں نے پردہ اٹھادیا ہے اور بے پردگی کے حامی ہیں یہ لوگ بے غیرت ہیں، احکام شرعیہ کے علاوہ طبعی غیرت بھی تو اس سے مانع ہے (یعنی روکتی ہے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بے غیرت بے حیا پہلے ہی سے تھے اسی لئے انہوں نے دین کو دنیا کی خواہشات اور نفسیانیت کا تابع بنادیا، کیا یہ اسلام ہے۔؟

(الافاضات ج۵ ص۴۳۲)

بے پردگی کے بہت برے نتائج ظاہر ہورہے ہیں، یورپ میں اس بے

پردگی کی بدولت عورتیں اس قدر خراب اور برباد ہو رہی ہیں کہ مرد عاجز اور پریشان ہیں کچھ نہیں کر سکتے۔ (الافاضات ج۵ص۲۷۱و۲۷۸)

مرد عورت کے درمیان مساوات کا بھوت

(عورتوں کو عہدے اور اعلیٰ درجہ کی زیادہ تعلیم کا نقصان)

مردوں عورتوں میں قدرتی فرق ہے، یہ عورتیں کسی طرح مردوں کی برابری نہیں کر سکتیں عقل ان میں کم، برداشت کی قوت ان میں کم، قویٰ ان کے کمزور، اس لئے یہ جلدی ضعیف بھی ہو جاتی ہیں جب خدا نے تم کو ہر بات میں مردوں سے کم رکھا ہے تو آخر کس بات میں تم مساوات (برابری) کی مدعی ہو۔

آج کل بعض قومیں مساوات کی بہت مدعی ہیں وہ عورتوں کو مردوں کے برابر کرنا چاہتے ہیں مگر کسی نے کر تو نہ لیا، چنانچہ آج کل اس مساوات کے دعویٰ کی بناء پر عورتیں پارلیمنٹ میں ممبری کا دعویٰ کر رہی ہیں۔

(غور کرنے کی بات ہے) بھلا کہیں قدرتی فرق بھی کسی کے مٹانے سے مٹ سکتا ہے؟ اور اگر ایسا کیا بھی گیا اور عورتوں کو مردوں کے برابر سب عہدے دے بھی دئے گئے مگر ظاہر ہے کہ اس کے لئے عورتوں کو لیاقت حاصل کرنا پڑے گی علوم وفنون بھی حاصل کرنا ہوں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اولاد کا سلسلہ بند ہو جائے گا، کیونکہ میں نے امریکن ڈاکٹر کا قول دیکھا ہے کہ عورت کو زیادہ تعلیم دینے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے اولاد نہیں ہوتی یا ہوتی ہے تو کمزور ہوتی ہے (جو جلد مر جاتی ہے) تو قدرتی طور پر عورتوں کے قویٰ دماغیہ زیادہ تعلیم کے متحمل نہیں، جب یہ بات ہے تو قدرتی طور پر مردوں اور عورتوں میں مساوات نہیں ہو سکتی پھر نہ معلوم عورتوں کو

برابری کا دعویٰ کیوں ہے۔ (حقوق البیت ص ۵۰)

کیا پردہ تعلیم اور دنیوی ترقی میں رکاوٹ ہے

ایک ترقی یافتہ صاحب کہتے تھے کہ عورتیں پردہ کی وجہ سے علمی ترقی سے رکی ہوئی ہیں (یعنی پردہ علمی ترقی کی راہ میں سب سے بڑا روڑہ ہے) میں نے کہا کہ جی ہاں اسی وجہ سے تو چھوٹی قوموں کی عورتیں جو پردہ نہیں کرتیں بہت تعلیم یافتہ ہوگئی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ ہونے میں پردہ یا بے پردگی کو کوئی دخل نہیں، بلکہ اس میں بڑا دخل توجہ کو ہے، اگر کسی قوم کو عورتوں کی تعلیم پر توجہ ہو تو وہ لوگ پردہ میں بھی تعلیم دے سکتے ہیں ورنہ بے پردگی میں بھی کچھ نہیں ہوسکتا بلکہ غور کیا جائے تو پردہ میں تعلیم زیادہ ہوسکتی ہے کیونکہ تعلیم کے لئے یکسوئی اور خیالات کے اجتماع کی (یعنی ذہنی سکون کی) ضرورت ہے اور وہ تنہائی کے گوشہ میں زیادہ حاصل ہوتی ہے، اسی لئے (سمجھدار) مرد بھی مطالعہ کے لئے تنہائی کا گوشہ اختیار کیا کرتے ہیں۔

پس عورتوں کا پردہ میں رہنا تو علوم کے لئے معین (ومددگار) ہے نہ کہ مانع، نہ معلوم لوگوں کی عقلیں کیا ہوئیں جو پردہ کو تعلیم کے منافی (اور نقصان دہ) سمجھتے ہیں۔

(وعظ مظاہر الآمال ملحقہ اصلاح المسلمین ص ۴۵۶)

کیا پردہ عورت کے لئے قید وظلم ہے؟

آج کل ایسا مذاق بگڑ گیا ہے کہ کوئی پردہ کو خلاف فطرت کہتا ہے کوئی قید اور حبس کہتا ہے، ایک مسلمان انجینئر سے ایک پادری انجینئر نے کہا کہ مسلمانوں کا

مذہب بہت اچھا ہے اس میں سب خوبیاں ہیں سوا اس کے کہ عورتوں کو قید میں رکھا جاتا ہے، مسلمان انجینئر نے کہا کہاں؟ ہم نے تو کسی مسلمان عورت کو قید میں نہیں دیکھا، کہا وہی قید جس کا نام تم نے پردہ رکھا ہے، مسلمان انجینئر نے پادری سے کہا کہ پہلے آپ یہ بتلایئے کہ قید کس کو کہتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ قید خلاف طبیعت کو کہتے ہیں اور جو قید طبیعت کے خلاف نہ ہو اس کو قید ہرگز نہیں کہیں گے ورنہ پاخانہ میں جو آدمی پردہ کر کے بیٹھتا ہے اس کو بھی قید کہنا چاہیئے، کیونکہ پاخانہ میں آدمی تمام آدمیوں کی نگاہوں سے چھپ جاتا ہے، سب سے الگ ہو جاتا ہے مگر اس کو کوئی قید نہیں کہتا کیونکہ یہ طبیعت کے خلاف نہیں بلکہ طبیعت کے موافق ہے اس لئے کوئی یہ نہیں کہتا کہ آج ہم اتنی دیر قید میں رہے، اور فرض کرو اگر اسی پاخانہ میں کسی کو بلا ضرورت بند کر دیا جائے کہ باہر سے زنجیر لگا دی جائے اور ایک پہرہ دار کھڑا کر دیا جائے اور اس سے کہہ دیا جائے کہ خبردار یہ آدمی یہاں سے نکلنے نہ پائے تو اس صورت میں بیشک یہ حبس (قید) طبیعت کے خلاف ہوگا اور اس کو ضرور قید کہیں گے، اور اس صورت میں بند کرنے والے پر بے جا قید کرنے کا مقدمہ قائم ہو سکتا ہے

بتلایئے ان دونوں صورتوں میں کیا فرق ہے؟ فرق صرف یہ ہے کہ پہلی صورت میں حبس (قید) طبیعت کے خلاف نہیں اور دوسری صورت میں طبیعت کے خلاف ہے پس ثابت ہوا کہ مطلق حبس (یعنی ہر پابندی اور روکنے) کو قید نہیں کہہ سکتے بلکہ طبیعت کے خلاف حبس کو قید کہتے ہیں، پس پہلے آپ کو یہ تحقیق کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمان عورتیں جو پردہ میں رہتی ہیں وہ ان کی طبیعت کے موافق ہے یا خلاف؟ اس کے بعد یہ کہنے کا حق تھا کہ پردہ قید ہے یا نہیں۔

میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ پردہ مسلمان عورتوں کی طبیعت کے خلاف نہیں

ہے کیونکہ مسلمان عورت کے لئے حیا امر طبعی ہے (یعنی فطرت اور طبیعت کا تقاضہ ہے) لہٰذا پردہ (حبس) طبیعت کے موافق ہوا اور اس کو قید کہنا غلط ہے، ان کی حیا کا مقتضاء یہی ہے کہ (عورتیں) پردہ میں مستور (چھپی) رہیں بلکہ اگر ان کو باہر پھرنے پر مجبور کیا جائے تو یہ طبیعت کے خلاف ہوگا اور اس کو قید کہنا چاہئے۔

(وعظ کساء النساء معارف حکیم الامت ص ۵۲۲)

پردہ میں غلو اور عورت پر ظلم مردوں کی ذمہ داری

ایسا پردہ نہ ہونا چاہئے جو قید کا مصداق ہو یعنی پردہ تو ضرور ہو مگر پردہ میں اس کی دلجوئی کا سامان بھی مہیا ہو، یہ نہیں کہ میاں صاحب نماز کو جائیں تو باہر سے تالا لگا کر جائیں کسی سے اس کو ملنے نہ دیں نہ اس کی دسراہت (دلجوئی) کا سامان کریں (یہ بیشک پردہ میں غلو اور عورتوں پر ظلم وزیادتی ہے) مردوں کو لازم ہے کہ پردہ میں عورتوں کی دلچسپی کا ایسا سامان (انتظام) کریں کہ ان کو باہر نکلنے کی ہوس ہی نہ ہو۔

سمجھنے کی بات ہے کہ اگر مردوں کو کسی وقت وحشت ہوتی ہے تو باہر جا کر ہم جنسوں میں دل بہلا سکتے ہیں، بیچاری عورتیں پردہ میں اکیلی کس طرح دل بہلائیں، تم کو چاہئے کہ یا تو خود اس کے پاس بیٹھو یا تم کو فرصت نہیں ہے تو اس کی کسی ہم جنس عورت کو اس کے پاس رکھو، اگر کسی وقت کسی بات پر وہ شکایت بھی کرے تو معمولی بات پر برامت مانو تمہارے سوا اس کا کون ہے جس سے وہ شکایت کرنے جائے اس کی شکایت کو ناز ومحبت پر محمول کرو۔

(معارف حکیم الامت ص ۵۲۳ کساء النساء التبلیغ ج ۷)

پردہ کی وجہ سے دنیا سے بے خبری اور بھولے پن کا شبہ

ہندوستان کی عورتیں اکثر تو ایسی ہیں کہ ان کو اپنے سواد نیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی چاہے ان پر کچھ ہی گزر جائے مگر اپنے کونے سے الگ نہیں ہوتیں، بس ان کی وہ شان ہے جو حق تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے **المحصنات الغافلات المومنات** یعنی پاکدامن ہیں اور بھولی ہیں چالاک نہیں، یہ غافلات (بھولی بھالی) کا لفظ کیسا پیارا معلوم ہوتا ہے کہ واقعی نقشہ کھینچ دیا اور یہ صفت عورتوں کے اندر پردہ کی وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کو چاردیواری کے سواد نیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی جس کو آج کل کہا جاتا ہے کہ عورتوں کے پردہ نے مسلمانوں کا تنزل کر دیا کیونکہ عورتوں کو قید میں رہنے کے وجہ سے دنیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی نہ صنعت وحرفت سیکھتی ہیں نہ علوم وفنون سے آگاہ ہیں، بس کمانے کا سارا بوجھ مردوں پر رہتا ہے، دوسری قومونکی عورتیں خود بھی صنعت وحرفت سے کماتی رہتی ہیں۔

تو صاحبو! میں کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کی تعریف میں ’’بے خبر‘‘ فرمایا ہے تو ہزار خبرداریاں اس بے خبری پر قربان ہیں، جب حق تعالیٰ عورتوں کے بھولے پن اور بے خبری کی تعریف فرماتے ہیں تو سمجھ لو اسی میں خیر ہے اور اس خبرداری میں خیر نہیں جس کو تم تجویز کرتے ہو، تجربہ خود بتلا دے گا اور جو قرآن کو نہ مانے گا اسے زمانہ ہی خود بتلا دے گا، قرآن کی تعلیم یہی ہے کہ عورتوں کے لئے غافل و بے خبر ہونا ہی اچھا ہے۔ (حقوق البیت ص ۴۴)

باب ۳

پردہ کے وجوب اور ثبوت کے شرعی دلائل

مردوں کے لئے تو (اللہ تعالیٰ نے) یہ حکم فرمایا قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (ترجمہ) آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور عورتوں کے لئے یہ حکم بھی فرمایا اور اس پر اضافہ فرمایا وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ یعنی بناؤ سنگار کا موقع ظاہر نہ کریں اور ظاہر ہے کہ بناؤ سنگار کا موقع وہ ہے جو اکثر کھلا رہتا ہے (یعنی چہرہ) جب اس کا ظاہر کرنا (اور کھولنا) بھی اجنبیوں کے سامنے جائز نہیں تو تمام بدن کا کیسے جائز ہوگا۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِىْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِيْنَةٍ یعنی جو عورتیں بوڑھی ہیں وہ اگر اپنے زائد کپڑے اتار کر رکھ دیں، جیسے اوپر تلے کے کپڑے ہوں اور اوپر کا کپڑا اتار دیں بشرطیکہ بدن ظاہر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں، لیکن اس حالت میں بھی اپنے زینت کے مواقع (جگہوں) کی زینت کو ظاہر نہ کریں، مثلاً گردن، کان کہ ان میں زیور پہنا جاتا ہے اور آگے ارشاد ہے وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ "یعنی (یہ بوڑھی عورتیں) ان زائد کپڑے اتار کر رکھنے سے بچیں تو ان کے لئے زیادہ بہتر ہے" پس جب بوڑھیوں تک کے لئے یہ حکم ہے تو اے لڑکیو! اور اے جوان عورتو! تم کو کہاں اجازت ہوگی کہ دور دور کے رشتہ داروں کے سامنے بے محابا آجاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تو کوئی نہ ہوا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کی حالت یہ تھی کہ آپ) خود اپنے سے عورتوں کو پردہ کراتے تھے، ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کے پیچھے سے خط دیا، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے عورتوں کو نہ آنے دیتے تھے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سے پردہ کرائیں تو کونسا پیر اور کونسا رشتہ دار ہے جس سے بے پردگی جائز ہوگی، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آج کل جو بعض نو تعلیم یافتہ کہتے ہیں کہ پردہ ضروری نہیں اور ایسا پردہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں یہ محض غلط ہے، بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے قرآن وحدیث کو دیکھا ہی نہیں بس دیکھا کیا ہے کوئی اخبار دیکھ لیا، اگر کچھ عربی پڑھی ہے تو مصری اخبار دیکھ لیا، سو سمجھ لو کہ یہ پردہ جو آج کل مروج ہے یہ قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا۔

(العفہ ص ۷ اشرف الجواب معارف ص ۵۷۵)

نگاہ کی حفاظت کی ضرورت

حق تعالیٰ نے یہ تدبیر بتلائی کہ نگاہ نیچی رکھو اگر بضرورت تم کو کسی غیر کے سامنے آنا پڑے تو نگاہ نیچی رکھو اور کپڑوں میں لپٹ کر آؤ۔

یہ نگاہ بظاہر ہے بہت ہلکی لیکن تمام پھل پھول کی جڑ یہی ہے جیسے زکام ہے کہ بظاہر بہت ہلکی بیماری ہے لیکن پھر سینکڑوں بیماریوں کا ذریعہ بن جاتا ہے، اسی واسطے (اللہ تعالیٰ نے) پہلے اسی (بدنگاہی) کو روکا ہے۔

دیکھو نبی کی بیبیوں سے زیادہ تو (پاکدامن) کوئی عورت نہیں ہوسکتی میں تم

کو قصہ سناتا ہوں جس سے تم کو اندازہ ہوگا کہ پردہ کس درجہ ضروری ہے (وہ قصہ یہ ہے کہ) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ایک نابینا صحابی ہیں وہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے ازواج مطہرات میں سے غالباً حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیٹھی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پردہ میں ہو جاؤ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ تو اندھے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ** یعنی کیا تم بھی اندھی ہو؟ اس کو دیکھتی نہیں ہو؟

دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں امہات المؤمنین (تمام مسلمانوں کی مائیں) دوسری طرف نابینا صحابی بھلا یہاں کون سے وسوسہ کا احتمال ہوسکتا ہے مگر پھر بھی کس درجہ اہتمام کرایا۔ (العفہ، اشرف الجواب معارف ص ۵۷۶)

نگاہ کی حفاظت اور پردہ کی ضرورت عقل وشریعت کی روشنی میں

قرآن پاک کی جس آیت میں نگاہ کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت دونوں کا حکم ہے اس میں حق تعالیٰ نے نگاہ نیچی رکھنے کے حکم کو مقدم کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے **قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ** یعنی کہہ دیجئے مؤمنین سے کہ اپنی نگاہیں نیچی کریں یعنی نظر سے بچیں، اس حکم کو دوسرے حکم پر یعنی شرمگاہ کی حفاظت کے حکم پر مقدم کیا یعنی اصل فعل سے بچنے پر نگاہ نیچی رکھنے کے حکم کو مقدم کیا، اس کی وجہ یہی ہے کہ غض بصر (یعنی نگاہ کو نیچی رکھنا) شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور ذریعہ آسان ہوتا ہے، اسی واسطے اس کو اختیار کیا جاتا ہے، معلوم ہوا کہ اصل فعل یعنی زنا میں ملوث ہونا تو مشکل ہے مگر نظر کو بچالینا آسان

ہے اس سے ثابت ہوا کہ نگاہ نیچی رکھنا زیادہ مشکل کام نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت مقدسہ نے آسانی کے واسطے تدبیر بتلائی ہے اور اسی واسطے پردہ کا حکم رکھا ہے ۔لوگ کہتے تو ہیں کہ پردہ کی کیا ضرورت ہے اصل گناہ یعنی زنا نہ کیا جائے ،پردہ ہو یا نہ ہو، میں کہتا ہوں کہ ذرائع کو اختیار کرنے کے بعد بھی اگر مقصود میں کامیابی ہو جائے تو بہت ہے چہ جائیکہ ذرائع کو اختیار ہی نہ کیا جائے اور کامیابی کی امید رکھی جائے ، میں کہتا ہوں کہ پردہ کے بعد بھی زنا سے بچ جاؤ تو بڑی بات ہے کیونکہ شیطان کے اثر سے کہیں بے پردگی ہو جاتی ہے اور پردہ کو توڑ کر امید رکھنا کہ زنا سے حفاظت رہے گی سراسر حماقت ہے ،ان لوگوں نے شرعی انتظام کو بالکل لغو سمجھا ہے۔

ذرا بتائیں کہ اس آیت میں یَغُضُّوْا کو یَحْفَظُوْا پر مقدم پر مقدم کرنے میں کیا حکمت ہے سوائے اس کے کہ شرمگاہ کی حفاظت کے لئے اس کو مقدم کیا ہے کیونکہ وہ حفاظت کا ذریعہ ہے، شریعت کو حفاظت کا اتنا اہتمام منظور ہے کہ اس کے لئے ذرائع اختیار کرنے کا حکم دیا، نیز شریعت کے نزدیک شرمگاہ کی حفاظت اس قدر مشکل ہے جس کے لئے ذریعہ اختیار کرنے کو ضروری بتلایا ہے اور براہ راست کامیابی (یعنی زنا سے بچے رہنے کو) عادۃً ناممکن قرار دیا ،مگر یہ شخص جو پردہ کا مخالف ہے شریعت کی اصلاح کرنا چاہتا ہے کہ وہ تو ایک کام کو اتنا مشکل سمجھتی ہے اور یہ اس کو آسان سمجھیں۔

صاحب تجربہ کر کے دیکھ لیجئے کہ جہاں پردہ نہیں ہے وہاں زبانی دعویٰ جو کچھ بھی ہو،لیکن زنا سے حفاظت بالکل نہیں، پردہ کے مخالفین کے گھروں میں جب ایسے واقعات ہوں گے اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی ، بہت اچھا یہ پردہ کو توڑ کر

دیکھیں انشاءاللہ اب سے بیس برس کے بعد ان کو وہی کہنا پڑے گا جو شریعت کہہ رہی ہے مگر جب یہ بے پردگی کے برے نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اس وقت پھر اپنی غلطی کے اقرار کا وقت نہ رہے گا کیونکہ پھر روکنا کسی کے اختیار میں نہ ہوگا۔(الکاف ملحقہ مفاسد گناہ ص ۱۷۴)

باب ۴

شریعت میں پردہ مقرر کرنے کی وجہ اور حکمت

انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوت کا سرچشمہ ہے (یعنی خواہش نفس) جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا، ایسی ہے کہ اس کے (نفسانی) جذبات موقع محل پا کر جوش مارنے سے باز نہیں رہ سکتے یا اگر باز بھی رہ سکے تاہم سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔

اگر ہم بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں ان روٹیوں کا خیال تک نہ آئے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔

اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قوتوں (یعنی نفسانی خواہشات) کو پوشیدہ کاروائیوں کا بھی موقع نہ ملے، اور ایسی کوئی تقریب (یا ایسا کوئی موقع) پیش نہ آئے جس سے یہ خطرات جنبش کرسکیں۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو دیکھ تو لیا کریں اور ان کی تمام زینتوں پر نظر بھی ڈال لیں، اور ان کے تمام ناز انداز ناچنا وغیرہ بھی مشاہدہ کرلیں لیکن پاک نظر سے (جیسا کہ لوگ کہہ دیتے ہیں خدا نے یہ تعلیم نہیں دی) اور نہ ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم ان بیگانہ (اجنبی) عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور ان کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے۔ بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ

ناپاک نظر سے۔اوران کی خوش الحانی کی آوازیں اوران کے حسن کے قصے نہ سنیں نہ پاک خیال سے،اور نہ ناپاک خیال سے، بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے سننے اور دیکھنے ہی سے ایسی نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے (رکھتے ہیں) تا کہ ٹھوکر نہ کھائیں، کیونکہ ضروری ہے کہ بے قیدی کی (یعنی آزاد) نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آئیں، بیشک آزادی گناہ کا ذریعہ تو ضرور ہو جاتی ہے۔

چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور ہمارے دل اور ہمارے خیالات سب پاک رہیں اس لئے اس نے (پردہ کی) یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔

ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو یہ نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لئے اس تمدنی زندگی میں غض بصر (یعنی نگاہوں کی حفاظت) کی عادت ڈالنا ضروری ہے، یہی وہ عادت ہے جس کو احصان، عفت (پاکدامنی) کہتے ہیں۔

(المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ ص ۲۷۵ باب الطلاق)

عفت و پاک دامنی کی ضرورت اوراس کا طریقہ

خوب سمجھ لیجئے کہ عفت نہایت قابل اہتمام چیز ہے اوراس کے لئے ان ذرائع کی ضرورت ہے جو شریعت نے تجویز کی ہیں اور وہ ذرائع اختیار میں ہیں مثلاً نگاہ کا بچانا کہ یہ قابو سے باہر نہیں ہے گو اس میں کچھ تکلیف ہو مگر وہ تکلیف نگاہ کو آلودہ کرنے کی تکلیف سے کم ہے۔

غرض نفس کو نگاہ روکنے سے تکلیف تو ہوتی ہے مگر یہ روک لینا اختیار میں ہے اگر اپنے اختیار سے کام لیا جائے اور اس تھوڑی سی تکلیف کو گوارہ کرلیا جائے تو

شیطان آخر تک نہیں پہونچا سکتا، شیطان کو ہر معصیت میں اختیار صرف بلانے اور ترغیب دینے ہی کا ہے، بڑی چیز وہ تقاضہ ہے جو خود آپ کے اندر موجود ہے، یعنی تقاضائے نفس، تو شیطان سے بڑا نفس ہوا، نفس کو روکئے یہاں تک دو مقدمے ہوئے ایک یہ کہ معصیت کا اصلی سبب تقاضائے نفس ہے اور شیطان صرف محرک ہے وہ کوئی فعل جبراً ہم سے نہیں کرا سکتا کہ ہم ارادہ بھی نہ کریں اور کام ہو جائے۔ اور دوسرا مقدمہ یہ ہوا کہ تقاضائے نفس کے بعد ہمارا ارادہ معصیت کا سبب ہوتا ہے تو جب معصیت نفس کے تقاضے سے ہوتی ہے تو کوئی تدبیر معصیت سے بچنے کی اس کے سوا نہیں ہو سکتی کہ تقاضائے نفس کو ضبط کیا جائے اور یہ مشکل ہے۔

اس کے لئے سہل تدبیر یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ تقاضائے نفس کیوں ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ معاصی میں نفس کو لذت آتی ہے وہ لذت گناہ کرنے والے کے پیش نظر ہوتی ہے اور واقع میں اس گناہ پر ایک عقوبت بھی مرتب ہونے والی ہے وہ پیش نظر نہیں ہوتی اور وہ خدا کی ناراضی اور عذاب جہنم ہے، اس کو دوسرے الفاظ سے اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ گناہ کرنے والے کو ارادہ گناہ کے وقت صرف ایک مخلوق پیش نظر ہوتی ہے یعنی لذت اور خدا پیش نظر نہیں ہوتا۔ اگر خدا بھی پیش نظر ہو جائے تو گناہ کا تقاضا کبھی نہ ہو۔ (مفاسد گناہ ص ۱۷۶)

اور صبر عن الشہوات بہت مشکل ہے، کیونکہ شہوت رانی میں قضاء شہوت (شہوت پورا ہو جانے) کے بعد کچھ کوفت نہیں ہوتی اگر کسی کو روحانی کوفت ہو تو ممکن ہے لیکن ایسے بہت کم ہیں، عام حالت یہی ہے کہ شہوت رانی کے بعد اس کا مزہ پڑ جاتا ہے پہلے سے زیادہ آگ بھڑک جاتی ہے، گو تھوڑی دیر کے لئے سکون ہو جاتا ہے۔ (دین و دنیا ص ۲۶۷)

اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے دیکھنے سے منع کیا ہے ان سے باز رہنا ضروری ہے

فرمایا محرمات شرعیہ (یعنی جن چیزوں کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان) کی مثال بادشاہی چیزوں کی طرح ہے مثلاً بادشاہ نے یہ فرمایا کہ ان چیزوں کو ہاتھ مت لگاؤ تو بس جن چیزوں کے چھونے سے منع کیا ہے ان کو ہرگز نہ چھونا چاہئے اگرچہ سب چیزیں بادشاہ کی ہیں، مگر منع کرنے کی وجہ سے ان کو چھونا ہرگز درست نہ ہوگا، اور بلا اجازت چھولے گا تو مجرم قرار دیا جائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ مثل بادشاہ کے ہیں اور ہم لوگ مثل غلام کے ہیں پس جب کہ اللہ تعالیٰ نے اجنبی عورتوں کو دیکھنے اور (بے ضرورت) گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے تو ان عورتوں کو برا سمجھنا ضروری نہیں وہ شاہی چیزوں کی طرح اچھی بھی ہوں تب بھی منع کرنے کی وجہ سے ہم کو چاہئے کہ ہرگز ان سے گفتگو نہ کریں اور نہ ان کو دیکھیں بلکہ بیعت کے وقت بھی ان کو ہاتھ نہ لگائیں صرف زبانی بیعت کرلیں۔ (مقالات حکمت دعوات عبدیت ص ۱۳۸ ج ۲۰)

زنا اور لواطت کے حرام ہونے کی وجہ

فاسق فاجر کا دل ٹٹولا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ وہ مفید تدبیروں کے تو معتقد ہیں لیکن ان پر نفسانی خواہشیں غالب ہوجاتی ہیں جو ان سے نافرمانیاں کراتی ہیں، وہ خود خوب جانتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں اور لوگوں کی بہو بیٹیوں سے زنا

کرتے ہیں اوراگر کوئی ان کی بیوی یا بہن سے ایسی حرکت کرے تو غصہ سے کانپنے لگیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ لوگوں پر ان برائیوں کا بھی اثر ہوتا ہے اور ایسے اثرات کا ہونا تمدنی انتظام کے لئے سخت مضر (نقصان دہ) ہے، لیکن اس جاننے کے باوجود نفسانی خواہشات ان کو اندھا کر دیتی ہیں، اوراس وجدانی اثر کا راز یہ ہے کہ تمدن میں بہ نسبت عورتوں کے مردوں کو زیادہ دخل ہوتا ہے اس واسطے الہام الٰہی سے ان میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ ہر شخص کی بیوی دوسرے سے علیحدہ ہو اس میں دوسرا شخص کسی قسم کی مزاحمت نہ کرے، اور زنا کی اصل یہی مزاحمت ہے، اس لئے یہ خیال اور یہ اثر ہر شخص کا فطری اور وجدانی ہو گیا ہے، پس ایک سبب تو زنا کی حرمت کا یہ فطری امر ہے۔

اور دوسرا سبب ایک عقلی مصلحت ہے وہ یہ کہ زنا سے نسب مخلوط ہو جاتا ہے اور نیز وہ قتل وفساد کا سرچشمہ ہے اس لئے یہ بھی بہت برا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا (سورۃ الاسرا) یعنی ان اسباب کے نزدیک بھی نہ جاؤ جن سے زنا تک نوبت پہنچے کیونکہ زنا بے حیائی کا کام اور برا طریقہ ہے۔

اور اسباب کے نزدیک نہ جانے کا یہ مطلب ہے کہ بیگانہ (اجنبی اور غیر کی) عورتوں کو نہ دیکھو اور نہ ان کے حسن محاسن کی باتیں سنو جن کو دیکھ کر یا سن کر تمہارے خیالات زنا کی طرف برانگیختہ ہوں اور جن سے زنا تک نوبت پہنچے۔

(المصالح العقلیہ ص ۳۲۳)

لواطت کی حرمت

ایسی عادت سے نسل انسانی کی بیخ کنی ہوتی ہے،اس طریقہ سے گویا انسان نظام الٰہی کو بگاڑ کراس کے مخالف طریقہ سے قضاء حاجت کرتا ہے اس وجہ سے ان افعال کا برااور مذموم ہونا لوگوں کی طبیعتوں میں جم گیا ہے، فاسق فاجر ایسے افعال کرتے ہیں لیکن ان کے جواز کا اقرار نہیں کرتے اگران کی طرف ایسے افعال کی نسبت کی جائے تو شرم وحیا سے مرجانا گوارہ کرتے ہیں۔ہاں جوفطرت ہی سے جدا ہو گئے ہوں تو ان کو پھر کسی قسم کی حیا باقی نہیں رہتی اور کھلم کھلا وہ ایسے افعال کرتے ہیں۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۲۳)

پردہ میں بھی بدکاری ہوجانے کی حقیقت

ایک جگہ اعتراض کیا گیا کہ پردہ میں بھی سب کچھ ہوجاتا ہے جن طبیعتوں میں خرابی ہوتی ہے وہ کسی صورت میں بھی باز نہیں رہ سکتیں کیا پردہ داروں میں زنا نہیں ہوتا؟

میں نے کہا کہ جب کبھی بھی کچھ ہوا تو بے پردگی ہی سے ہوا،اورا کثر تو یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں میں ایسے واقعات ہوئے ہیں ان کو پردہ دار کہنا ہی برائے نام ہے ورنہ ان کے یہاں نہ چچازاد بھائی سے پردہ ہے نہ ماموں زاد بھائی سے،نہ خالہ زاد سے، نہ بہنوئی سے، نہ دیور سے، نہ جیٹھ سے، جب ہی تو یہ مفاسد مرتب ہوئے ہیں،اس حالت میں ان کو پردہ دار کہنا ایسا ہے جیسے کوئی عزت دار آدمی جوا کھیل کر یا شراب پی کر جیل خانہ میں پہنچ جائے تو کوئی کہے کہ لو صاحب جیل خانہ

میں معززین (عزت والے) بھی جانے لگے، یہ غلط ہے بلکہ وہ معززین جیل خانہ میں جب ہی پہنچے جب کہ عزت (والے کام) کو چھوڑ دیا، اس وقت ان کو معزز کہنا صرف خاندانی نسبت کی وجہ سے ہے ورنہ عزت تو رخصت ہوچکی کیونکہ عزت تو عزت والے کام کا نام ہے جب جوا کھیلا یا شراب پی تو افعال بگڑ چکے پھر عزت کہاں ایسے ہی پردہ داروں میں جو زنا ہوجاتا ہے ان کو پردہ دار کہنا باعتبار ما کان (یعنی پہلے کے اعتبار سے) ہوگا یا باعتبار رسم کے ہوگا ورنہ پردہ ٹوٹنے کے بعد ہی تو اس فعل کی نوبت آئی، غرض یہ ان لوگوں کی غلطی ہے جو پردہ کے خلاف ہیں اور یہ خیال غلط ہے کہ زنا سے حفاظت سد ذرائع کے بغیر ہوسکتی ہے۔

جب شریعت اس کو ایسا مشکل سمجھتی ہے کہ اس کے لئے ذرائع اور تدابیر کی ضرورت سمجھتی ہے تو وہ واقع میں مشکل ہی ہے، شریعت کی نظر ہم سے کہیں غامض ہے، اس کے سامنے ہماری تحقیق کیا چیز ہے اور پھر وہ کچھ تحقیق بھی تو ہو صرف تقلید اور خودرائی کا نام تو تحقیق نہیں ہوسکتا۔ (الکاف ملحقہ مفاسد گناہ ص ۱۷۵)

عورتوں کو پردہ میں رکھنے کی ایک اور شرعی دلیل

اَلْمُحْصَنٰتُ ، اَلغَافِلاَتُ، اَلْمُؤمِنَاتُ ، دو صفت میں تو اسم فاعل کا صیغہ لائے ہیں یعنی **اَلْغَافِلاَتُ** ، **اَلْمُؤمِنَاتُ** ، مگر المحصنٰت، اسم مفعول کا صیغہ لایا گیا ہے اور اس طرح لانے سے ہمیں ایک سبق دیا گیا ہے جس کی ضرورت چودھویں صدی میں آکر (زیادہ) واقع ہوئی، وہ یہ کہ اس میں مردوں کو پردہ کی تاکید کی گئی ہے کیونکہ المحصنٰت کے معنی ہیں پارسا رکھی ہوئی عورتیں، یعنی مردان کو پارسا رکھیں، پارسا رکھنا ان کے ذمہ (واجب) ہے معلوم ہوا کہ اکیلی عورت کافی

نہیں جب تک مرد اس کو محفوظ نہ رکھے، اسم فاعل کے صیغہ سے یہ بات حاصل نہ ہوتی اس لئے اسم مفعول کا صیغہ لائے۔ (العاقلات الغافلات ص ۳۵۰)

عورت کو اپنے چہرہ کا پردہ کرنا بھی ضروری ہے

ستر اور پردہ کا فرق

حضرات فقہاء نے عورت کے چہرہ اور ہاتھ کی ہتھیلیوں کو ستر سے مستثنیٰ فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں یہ چیزیں کھلی رہیں تو نماز ہو جائے گی اس میں خلل نہ آئیگا اس میں فقہاء نے قدموں کا بھی یہی حکم بتلایا ہے، اس کے علاوہ عورت کا سارا بدن ستر میں داخل ہے اس میں سے کوئی عضو نماز میں کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی یہ مسئلہ تو ستر پوشی کا ہے۔

اور غیر محرموں سے عورت کا پردہ یہ الگ مسئلہ ہے اس کا مدار فتنہ کے اندیشہ پر ہے، اور ظاہر ہے کہ عورت کا چہرہ اس کے بدن کا ممتاز حصہ ہے اس کے غیر محرموں کے سامنے کھولنے میں بڑا فتنہ ہے، اسی لئے حضرات فقہاء نے غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں دی۔

(مجالس حکیم الامت ص ۱۲۶)

باب ۵

پردہ کے واجب ہونے کا دارومدار

پردہ کا مدار فتنہ کے اندیشہ پر ہے (یعنی پردہ کا) حکم فتنہ کے سبب سے ہوا، تو جو حکم کسی علت کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ علت پائی جائے گی حکم بھی ضرور پایا جائے گا پس جب پردہ کا حکم خوف فتنہ کی علت سے ہوا تو جہاں فتنہ کا خوف واندیشہ ہوگا جیسے جوان عورت اس پر یہ حکم بھی ضرور واجب ہوگا، اگر نہ کرے گی تو واجب کی تارک اور گنہگار رہوگی، البتہ جہاں فتنہ کا احتمال نہ ہو جیسے ساٹھ ستر برس کی بڑھیا تو اس پر یہ حکم بھی واجب نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۸۰ ج ۴)

غیر محرموں سے پردہ کا مدار فتنہ کے اندیشہ پر ہے اور ظاہر ہے کہ عورت کا چہرہ اس کے بدن کا ممتاز حصہ ہے، غیر محرموں کے سامنے اس کے کھولنے میں بڑا فتنہ ہے اس لئے حضرات فقہاء نے غیر مردوں کے سامنے عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں دی۔ (مجالس حکیم الامت ص ۱۲۶)

پردہ کے واجب ہونے کا مدار اور محرم و نامحرم کی تعریف

الغرض پردہ کے واجب ہونے کا مدار محرمیت (اور فتنہ) پر ہے (یعنی جہاں فتنہ کا احتمال ہوگا وہاں پردہ واجب ہو جائے گا) اور محرم وہ رشتہ ہے جس سے ابداً (یعنی ہمیشہ کے لئے) نکاح حرام ہو خواہ نسب سے (جیسے ماں، بہن، بیٹی) یا مصاہرۃ سے (جیسے ساس سسر) یا رضاع سے (یعنی دودھ کے رشتہ سے) البتہ

بعض فقہاء نے زمانہ کے فتنوں کو دیکھ کر مصاہرۃ اور رضاع سے خلوت میں بیٹھے رہنے کو منع کیا ہے۔ (بیان القرآن ص۱۶ ج۸ سورہ نور)

محرم کی تعریف

شرعی محرم وہ ہے جس سے عمر بھر کسی طرح نکاح صحیح ہونے کا احتمال نہ ہو ،مثلاً باپ ،بیٹا، بھائی یا ان کی اولاد، یا بہنوں کی اولاد اور ان کے مثل جن جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو۔

اور جس سے عمر میں کبھی بھی نکاح صحیح ہونے کا احتمال ہو وہ شرعاً محرم نہیں ، بلکہ نامحرم ہے اور جو حکم شریعت میں محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے وہی ان کا ہے ،گو کسی قسم کا رشتہ قرابت کا بھی ہو مثلاً چچا یا پھوپھی کا بیٹا ،ماموں یا خالہ کا بیٹا، دیور یا بہنوئی یا نندوئی وغیرہم ۔یہ سب نامحرم ہیں ،ان سے وہی پرہیز ہے جو نامحرم سے ہوتا ہے، چونکہ ایسے رشتہ داروں سے فتنہ ہونا سہل ہے اس لئے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔ (مجالس حکیم الامت ص۱۲۶)

رضاعی بہن اور جوان ساس سے پردہ

اس زمانہ میں علماء نے لکھا ہے کہ جوان داماد یا دودھ شریکی بھائی سے بھی احتیاط کرنا چاہئے، بے محابا سامنے نہ آنا چاہئے اس کے متعلق واقعات ہو چکے ہیں۔

(اصلاح الرسوم ص۱۰۰)

خوش دامن (یعنی ساس) سے فی نفسہٖ پردہ واجب نہیں لیکن للعارض شابۃ (جوان ساس) سے لکھا ہے۔ (العاقلات الغافلات ص۳۵۱)

فقہاء نے بعض محارم سے پردہ کرنا لکھا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ رضاعی بہن کے ساتھ تنہائی جائز نہیں۔ (حسن العزیز ص۲۳۴ ج۳)

پردہ کا حکم عارض کی وجہ سے دائمی ہے

نقلی و عقلی مسلمہ مسئلہ ہے کہ بعض احکام اصلی ہوتے ہیں بعض عارضی، مثلاً ہتھیار، گولی بارود کی تجارت کہ اصل کے اعتبار سے دوسری تجارتوں کی طرح بلا کسی قید کے جائز ہونا چاہیئے اور یہ حکم اصلی ہے، لیکن اس کے مضر نتائج پر نظر کر کے عوارض کی بناء پر اس میں لائسنس کی قید قانوناً لگادی گئی۔

اور ایسے عوارض اگر ممتد (گویا کہ دائمی) ہوں تو حکم بھی ممتد (دائمی) ہوتا ہے اور اگر محدود ہوں تو حکم بھی محدود ہوتا ہے، مثلاً ہتھیار کی آزاد تجارت میں ہمیشہ نقصان کا اندیشہ تھا وہاں ممانعت بھی دائمی (ہمیشہ کے لئے) ہوگئی۔

یہاں (عورت کے حق میں) عوارض و مفاسد کا امتداد و اشتداد (ہمیشگی و زیادتی) ظاہر و مشاہد ہے پس حکم بھی ممتد ہوگا، اسی بنا پر فقہاء نے فساد زمانہ کی وجہ سے رضاعی بہن اور جوان ساس کو غیر محارم کے مثل قرار دیا ہے، اور اسی بنا پر صحابہ نے عورتوں کو مسجد میں حاضر ہونے سے منع فرمادیا تھا۔

(امداد الفتاویٰ ص۱۹۵ ج۴)

باب ٦

چہرہ کا پردہ واجب ہونے کی شرعی دلیل

یَاَیُّھَاالنَّبِیُّ قُل لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذَالِکَ اَدْنیٰ اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَایُؤْذَیْنَ ۔

(ترجمہ) اے پیغمبر اپنی بیبیوں اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ سر سے نیچی کرلیا کریں اپنے چہرہ کے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔

یعنی کسی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو چادر سے سر اور چہرہ بھی چھپا لیا جائے، جیسا کہ سورہ نور کے ختم کے قریب غَیْرَمُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَۃٍ میں اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ (بیان القرآن ص ۶۵ ج ۹، احزاب)

یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ کی تفسیر میں صاحب درمنثور نے محمد ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے اس کے معنی پوچھے تو انہوں نے چادر میں سر کے ساتھ چہرہ بھی چھپالیا اور ایک آنکھ کھلی رہنے دی، اور اس حکم کی جو علت وہاں مذکور ہے ذَالِکَ اَدْنیٰ اَنْ یُّعْرَفْنَ الخ اس کا حاصل بھی خوف فتنہ ہے، گو فتنہ کے انواع مختلف ہوں۔ (بیان القرآن ص ۲۳ ج ۸، نور)

ایک شبہ اور اس کا جواب

پردہ کی آیت کے متعلق کسی صاحب نے ذکر کیا کہ اس (حکم) کی مخاطب

تو ازواج مطہرات ہیں، فرمایا لوگوں (کی سمجھ) میں بڑی کجی ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ ایمان محفوظ رکھے، اس قدر فتنے ہیں، حالانکہ یہ موٹی سی بات ہے کہ اگر اس کو مان بھی لیا جائے تو سمجھنا چاہئے کہ وہاں تو فتنہ کا احتمال کم تھا جب وہاں انسداد کیا گیا (یعنی پردہ کا حکم کیا گیا) یہاں تو بدرجہ اولیٰ اور زیادہ ضروری ہے (کیونکہ یہاں تو واقعی فتنہ کا احتمال ہے) فرمایا تعجب نہیں کچھ زمانہ بعد یہ کجی پیدا ہو کہ کلام مجید کے ہم مخاطب ہی نہیں کیونکہ (اس وقت) ہم موجود ہی نہیں تھے۔

(حسن العزیز ص ۱۶۳، ملفوظ ص ۲۶۱)

چہرہ کا پردہ واجب ہونے کی قطعی دلیل

يَـا أَيُّهَـا الـنَّبِـيُّ قُـل لِّأَزْوَاجِـكَ وَبَنٰتِـكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذَالِكَ أَدْنىٰ أَنْ يُّعْرَفْنَ۔ (احزاب)

(ترجمہ) اے پیغمبر کہہ دیجئے اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے لٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں اِس آیت میں گھر سے باہر نکلنے کے ضابطہ کی تعلیم ہے کہ جو (نکلنا) کسی سفر وغیرہ کی ضرورت سے واقع ہو اس وقت بھی بے حجاب مت ہو بلکہ اپنی چادر کا پلّہ اپنے چہرہ پر لٹکا لیں تا کہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔

ظاہر ہے کہ اس تصریح کے بعد اس کہنے کی گنجائش کب ہے کہ چہرہ کا چھپانا فرض اور واجب نہیں۔

(القول الصواب فی تحقیق مسئلہ الحجاب ص ۶۰)

چہرہ کا پردہ ضروری ہونے کی ایک اور دلیل

اِحْـرَامُ الـرَّجُـلِ فِـیْ رَاسِـهٖ وَاِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِیْ وَجْهِهَا (یعنی مرد کا احرام اس کے سر میں اور عورت کا احرام اس کے چہرہ میں ہے مطلب یہ ہے کہ) حج میں مردوں کو سر ڈھانکنا حرام ہے اور عورتوں کو چہرہ پر کپڑا ڈالنا ناجائز ہے، مگر اس سے یہ استنباط نہیں ہوسکتا کہ پردہ عورتوں کو نہ کرنا چاہئے بلکہ اس سے تو اور پردہ کے تاکد (ضروری ہونے) پر استدلال ہوتا ہے کہ عورت کو ساری عمر چہرہ ڈھانکنا ضروری ہے صرف حج میں اس کو منہ کھولنا چاہئے، اگر یہ حج کی خصوصیت نہ ہوتی تو اِحْـرَامُ الْـمَـرْاَةِ فِیْ وَجْهِهَا کے معنی کچھ نہیں ہوں گے۔ اگر عورت کو ساری عمر چہرہ کھولنا جائز ہوتا تو اس کے کیا معنی کہ عورت کا احرام چہرہ میں ہے، اسی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورت کے لئے چہرہ (کا پردہ) بہت قابل اہتمام ہے۔

احرام میں حکم دیا گیا ہے کہ مرد سر کھلا رکھیں اور عورتیں چہرہ کھلا رکھیں مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ کپڑا چہرہ سے نہ لگے یہ نہیں کہ اجنبی مردوں کو چہرہ دکھلاتی پھریں، پس (احرام میں بھی) عورتیں اپنے چہرہ پر اس طرح کپڑا لٹکائیں کہ چہرہ سے علیحدہ رہے۔ (الحج المبرور، التبلیغ ج ۳)

عورت کے لئے چہرہ کھولنے اور مردوں کو دیکھنے کا شرعی حکم

آیات واحادیث وروایات فقہیہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لئے اصلی حکم احتجاب واستتار بجمیع اعضائہا وارکانہا (یعنی پورے جسم اور تمام اعضاء کا پردہ اور خود پردہ میں رہنا شرعاً) ثابت ہے، البتہ جہاں ضرورت شدیدہ ہوں یا بہ

سبب کبرسنی (بڑھاپے کی وجہ سے) مطلقاً فتنہ کا احتمال اور خواہش باقی نہیں وہاں چہرہ اور ہتھیلی کا کھولنا جائز ہے،اور یہی مطلب ہےان کے ستر نہ ہونے کا۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ مشتہات عورتوں کا اجنبی کے سامنے آنا از روئے قرآن وحدیث وفقہ ناجائز ہے ،اور ضرورت میں برقعہ اوڑھ کر نکلے۔(آیات واحادیث وروایات فقہیہ اصل کتاب میں موجود ہیں)۔

(امداد الفتاویٰ ص۱۸۱ ج۴)

اور چہرہ کھولنے یا نہ کھولنے کی سب تفصیل عورت کے فعل میں ہے باقی جو مرد کا فعل ہے یعنی نظر کرنا اس کا جدا حکم ہے، یعنی چہرہ کھولنے کا جواز نظر کرنے کے جواز کو مستلزم نہیں، پس جس صورت میں عورت کو کسی عضو کا کھولنا جائز ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مرد کو اس کا دیکھنا بھی جائز ہو بلکہ وہ محل محرم یا احتمال شہوت کی صورت میں غض بصر (نگاہ نیچی رکھنے) کا مامور رہے گا چنانچہ خود آیت میں اس کی دلیل موجود ہے قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا الخ۔ (امداد الفتاویٰ ص۱۸۴ ج۴)

باب ۷

عورت کی آواز کا پردہ

عورت کی آواز (کے عورت ہونے) میں اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ وہ عورت نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۹۷ ج ۴)

لیکن عوارض کی وجہ سے بعض جائز امور کا ناجائز ہوجانا فقہ میں معروف ومشہور ہے (اس لئے فتنہ کی وجہ سے عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے)۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۹۷ ج ۴)

بعض فقہاء نے عورت کی آواز کو عورت (ستر) کہا ہے گو بدن مستور (پردہ) ہی میں ہو، کیونکہ گفتگو اور کلام سے بھی عشق ہوجاتا ہے، اور (آواز سے بھی) میلان ہوجاتا ہے۔ (ملفوظات اشرفیہ ص ۲۹)

عورت کی آواز تو بیشک عورت ہوتی ہے، اس کو آہستہ بولنا چاہئے تاکہ کبھی کوئی آواز سن کر عاشق نہ ہوجائے، اس کے زور سے بولنے میں فتنہ ہے اس لئے (عورت کو) زور سے نہ بولنا چاہئے۔ (الافاضات الیومیہ ص ۱۸۲ ج ۲)

عورت کی قرأت اور نعت وغیرہ اجنبی مرد کو سنانا جائز نہیں

اجنبی عورت یا امرد مشتہی سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے حتی کہ اگر کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرارت ہو تو اس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔

(دعوات عبدیت ص ۱۶۲ ج ۹)

(سوال ۲۴۰) میں نے اپنے گھر میں عرصہ سے تجوید سکھائی ہے اللہ کا شکر ہے باقاعدہ پڑھنے لگی ہیں، جن لوگوں کو اس امر کی اطلاع ہے وہ کبھی آ کر کہتے ہیں کہ ہم سننا چاہتے ہیں، اور ہیں معتمد لوگ تو پردہ کے ساتھ سنوا دینا جائز ہے یا نہیں، اگر چہ ایسا کیا نہیں اب جیسا حکم ہوگا ویسا کروں گا۔

(الجواب) ہرگز (جائز) نہیں **لانه اسماع صوت المرأة بلاضرورة شرعية** (کیونکہ عورت کی آواز کو بغیر شرعی ضرورت کے سنانا ہے اسلئے جائز نہیں)

(امداد الفتاویٰ ص ۲۰۰ ج ۴)

امرد اور عورت کی آواز اگر بلا قصد بھی کان میں پڑے تو کانوں کو بند کرلے۔

(انفاس عیسیٰ ص ۳۵۹)

حضرت مولانا گنگوہیؒ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے روایت کی تھی کہ دہلی میں ایک شخص تھا اس نے ایک بار (گانا) گایا تھا، اس کی وجہ سے تمام درودیوار میں ایک زلزلہ سا آ گیا تھا۔

اسی طرح سے بعض اوقات (کسی کی آواز سننے سے) نفس میں مذموم ہیجان (براجوش) پیدا ہوجاتا ہے اسی وجہ سے اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

(الافاضات الیومیہ ص ۳۰۰ ج ۸)

اگر قرآن شریف سن کر نفسانی کیفیت پیدا ہو تو محمود نہ ہوگی (بلکہ فتنہ کی وجہ سے مذموم اور ممنوع ہوگی) مثلاً کسی امرد سے قرآن شریف سنا اور اس کی آواز یا صوت سے قلب میں کیفیت پیدا ہوئی تو یہاں اسباب کو نہ دیکھیں گے آثار کو دیکھیں گے، اور ظاہر ہے کہ وہ کیفیت یقیناً نفسانی ہوگی (اس لئے ناجائز ہونے کا حکم لگایا جائے گا) (ملفوظات اشرفیہ ص ۳۷۶)

عورت کے رونے کی آواز سے بہت احتیاط کرنا چاہئے

فرمایا عورت کی آواز سے حتی الامکان بچنا چاہئے خصوصاً اس کے رونے کی آواز سے، میرے ایک رشتہ دار قتل کردئے گئے تھے میں ان کے کفن دفن میں منتظم تھا بہت سخت حادثہ تھا مجھ کو رونا کم آتا ہے مگر اس وقت ایک دو آنسو آئے، میں جب دفن سے فارغ ہو کر مکان پر آیا دہلیز میں بیٹھا تھا کہ عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو بس اسی وقت اختلاج قلب (دل کی دھڑکن) کا دورہ شروع ہو گیا کہ جان بچنا مشکل ہو گیا وطن پہنچ کر بیمار ہو گیا۔ (کلمۃ الحق ص ۱۰۲)

عورت کی آواز اور چہرہ کا پردہ ضروری ہونے کی شرعی دلیل

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ یعنی عورتوں کو حکم ہے کہ اپنے پیروں کو زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ اس سے زیور وغیرہ کی آواز نکلے اور غیر محرموں تک پہنچے۔ اور ظاہر ہے کہ زیور عورت کا کوئی جز نہیں بلکہ ایک منفصل (علیحدہ) چیز ہے اور اس کی آواز سے اتنا فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ بھی نہیں جتنا چہرہ کھولنے (یا آواز) سے ہوتا ہے تو جب ایک منفصل (علیحدہ) چیز کی آواز سے پیدا ہونے والے فتنہ کو اس نص قرآنی (آیت) میں روکا گیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ عورت کی زینت کے ممتاز حصہ یعنی چہرہ کھولنے (اور آواز) سننے کی اجازت دیدی جائے۔ (مجالس حکیم الامت ص ۱۲۶)

(الغرض) اس آیت سے یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ جب زیور کی آواز کے پوشیدہ رکھنے کا ایسا اہتمام ہے تو خود صاحب زیور (یعنی عورت) کی آواز جو کہ اکثر فتنہ اور میلان کا ذریعہ ہو جاتی ہے اس کا اخفاء (پوشیدہ رکھنا) کیوں قابل اہتمام نہ

ہوگا، الا بضرورۃ، چنانچہ دوسری جگہ اس کی تصریح بھی ہے **فَلاَ تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ**، اور نیز یہ مفہوم ہوسکتا ہے کہ جب آواز ایسی قابل اخفاء ہے تو صورت (چہرہ) کیوں نہ قابل اخفاء ہوگا جو کہ اصل فتنہ کا مبدا ہے۔ (بیان القرآن ص ۱۷ ج ۸ سورہ نور)

عورتوں کے نام کا پردہ

عورتوں کو اپنی تصنیف میں نام لکھنے میں بھی آج کل بے پردگی ہے ہاں مرنے کے بعد ظاہر کردیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، (وجہ اس کی یہ ہے کہ) عورت کے ساتھ مرد کو طبعی میلان ہوتا ہے اس لئے بہت احتیاط کرنا چاہئے، ازواج مطہرات جو امہات المؤمنین (تمام مسلمانوں کی ماں) تھیں اور ہمیشہ کے لئے سب پر حرام تھیں، ان کے لئے حکم ہے **لاَتَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ** یعنی نرم لہجہ سے بات نہ کرو شاید سننے والے کے دل میں کوئی روگ پیدا ہو، اب تو عورتیں غضب کرتی ہیں۔ (حسن العزیز ص ۴۸۲ ج ۱)

اب تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اخباروں میں عورتوں کے اشعار چھپتے ہیں اور اخیر میں ان کا نام یا فلاں کی بیٹی یا فلاں کی بیوی بھی چھپتا ہے میں نے یہاں تک دیکھا ہے کہ ایک شخص میرے سامنے اخبار پڑھ رہے تھے اس میں ایک عورت کا پورا پتہ لکھا ہوا تھا کہ فلاں کی بیٹی فلاں شہر فلاں محلّہ کی رہنے کی والی، وہ کہنے لگے عورتوں کے نام اس طرح اخباروں میں چھاپنا گویا ان کو سرِ بازار بٹھلا دینا ہے، واقعی سچ ہے اس طرح تو گویا ظاہر کردینا ہے کہ جو کوئی ہم سے ملنا چاہے اس پتہ پر چلا آئے اور اگر کسی کی یہ نیت نہ بھی ہو تو بدمعاشوں کو پتہ معلوم ہوجانے سے سہولت تو ہوجائے گی۔ (حقوق البیت ص ۳۳)

میری رائے میں عورتوں کو اپنی تصانیف میں اپنا نام نہیں لکھنا چاہیئے بلکہ صرف یہ کافی ہے کہ خدا کی ایک بندی۔ (حسن العزیز ص۲۳۷ج ا)

عورتوں کو اس طرح رکھنا چاہیئے کہ محلّہ والوں کو بھی خبر نہ ہو کہ اس گھر میں کتنی عورتیں ہیں اور ہیں بھی یا نہیں اسی میں آبرو کی خیر ہے، عورت کے لئے یہی مناسب ہے کہ اس کی خبر اپنے گھر والوں کے سوا کسی کو بھی نہ ہو۔ (حقوق البیت ص۳۳)

عورت کے نام کا پردہ

(سوال ۲۳۷) آج کل یہ امر طے شدہ مان لیا گیا ہے کہ پردہ نشین عورتوں کا نام مردوں کی طرح خط یا اخبارات وغیرہ میں ضرور ظاہر کر دینا چاہیئے ، چنانچہ اخبارات میں شائع بھی ہوتے ہیں اور یہ اخبارات ہمارے گھروں میں بھی آتے ہیں ان کے پتے وغیرہ پر عورتوں کے نام لکھے جاتے ہیں ، غرض جس طرح عام مرد اپنا نام اخبارات وغیرہ میں ظاہر کرتے ہیں عورتیں بھی ظاہر کرتی ہیں تو غرض یہ ہے کہ اس میں کوئی شرعی قباحت تو نہیں ، پہلے اکثر لوگ اس کو ناپسند کرتے تھے مگر ایک مضمون میں شرعی طور پر بتلایا گیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ، عورتوں کو اپنا نام ظاہر کرنے سے شریعت نے نہیں روکا ، حضور تحریر فرمائیں کہ یہ طریقہ کیسا ہے اور اخبارات وغیرہ میں عورتوں کا اپنا مضمون اپنے نام سے شائع کرانا کیسا ہے؟

(الجواب) عوارض سے قطع نظر تو یہی جواز کا حکم صحیح ہے لیکن عوارض کی وجہ سے بعض جائز امور کا ناجائز ہو جانا فقہ میں مشہور و معروف ہے ، اور یہاں ایسے عوارض کا وجود (بظن غالب بلکہ) یقینی ہے اس لئے ضرور اس کو ناجائز کہا جائے گا۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۹۹ ج ۴)

باب ۸

اجنبی مردوں سے عورت کو گفتگو کرنے کا شرعی طریقہ

قرآن مجید کے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اجنبی مردوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جس سے نفرت پائی جائے نہ کی محبت والفت، واقعی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں جذبات کی پوری رعایت ہے نرم لہجہ سے اجنبی شخص کو ضرور میلان ہوتا ہے کیسی عجیب سچی بات ہے، اور سخت لہجہ سے اجنبی مرد کو نفرت ہوتی ہے (الغرض) عورتوں کے لئے قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ پردہ کے ساتھ بھی اجنبی مرد کے ساتھ نرم لہجہ سے گفتگو بھی مت کرو، اس طرح سے آواز کا بھی پردہ ہے۔

عورت کے لئے تہذیب یہی ہے کہ غیر آدمی سے روکھا برتاؤ کرے، افسوس ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا، حق تعالیٰ تو فرماتے ہیں **فَلاَ تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفاً** یعنی کسی سے نرم لہجہ سے بات نہ کرو، دیکھئے اس آیت کی مخاطب وہ عورتیں ہیں جو مسلمانوں کی مائیں تھیں یعنی ازواج مطہرات، ان کی طرف کسی کی بری نیت جا ہی نہیں سکتی تھی مگر ان کے لئے بھی یہ سخت انتظام کیا گیا تو دوسری عورتیں تو کس شمار میں ہیں۔ ازواج مطہرات سے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مردوں کے ساتھ نرم لہجہ سے بات مت کرو، جب بات کرنا ہو تو خشک لہجہ سے کرو، جس سے مخاطب یہ سمجھے کہ بڑی کھری اور کڑی

اور تلخ (بد) مزاج ہیں، تاکہ لاحول ہی پڑھ کر چلا جائے، نہ یہ کہ نرمی سے گفتگو کرو کہ میں آپ کی محبت کا شکریہ ادا کرتی ہوں، مجھے جناب کے الطاف کریمانہ کا خاص احساس ہے، استغفر اللہ لوگوں نے آج کل اس کو تہذیب سمجھ لیا ہے اور بعض لوگ اس پر کہہ دیتے ہیں کہ صاحب بتلایئے کیا فساد ہو رہا ہے ہم کو تو نظر نہیں آتا، میں کہتا ہوں کہ اول تو فساد موجود ہے اور اگر تم کو نظر نہیں آتا تو ممکن ہے کہ بہت قریب آگے چل کر یہ لہجہ کچھ رنگ لائے اس وقت سب کو معلوم ہوگا، اور مجھ کو تو اس وقت معلوم ہو رہا ہے اہل نظر شروع ہی میں کھٹک جاتے ہیں کہ یہ چیز کسی وقت میں رنگ لائے گی۔

(العاقلات الغافلات ص ۳۴۳، کساء النساء ص ۶۴۰ ملحقہ حقوق الزوجین)

حیا وفطرت کا مقتضیٰ

اول تو عورتوں کو غیروں سے بولنا ہی نہیں چاہئے مگر بضرورت بولنا جائز ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ سختی سے گفتگو ہو تاکہ دوسرے کے دل میں کشش اور میلان پیدا نہ ہو، اور عورتوں کے لئے یہ طریقہ شرعی حکم ہونے کے علاوہ طبعی (اور فطری تقاضا) بھی ہے، حیا عورت کے لئے طبعی امر ہے اور اس کے آثار ان دیہاتی عورتوں میں جن پر حیا زائل ہونے کے اسباب نے اثر نہیں کیا موجود ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ طبعی بات عورت کے لئے یہی ہے موجود ہیں، اس سے پتہ ہے کہ طبعی بات عورت کے لئے یہی ہے کہ غیر مردوں سے میل جول نہ کرے، اور کوئی ایسی بات، قول (گفتگو) یا عمل میں اختیار نہ کرے جس سے میل جول یا کشش پیدا ہو، دیہات میں دیکھئے کہ بھنگن و چمارن سے خطاب کیجئے تو وہ منہ پھیر کر اول تو

اشارہ سے جواب دیگی، مثلاً راستہ پوچھیئے تو انگلی اٹھا کر بتا دے گی کہ ادھر ہے، اور اگر بولنا ہی پڑے تو بہت تھوڑے الفاظ میں مطلب کو ادا کردے گی نہ اس میں القاب ہوں گے نہ آداب نہ ضرورت سے زیادہ الفاظ، نہ آواز نرم ہوگی بلکہ اس طرح بولے گی جیسے کوئی زبردستی بات کرتا ہے، یہی شریعت کی تعلیم ہے، تو شریعت فطرت کے بالکل موافق ہے، چونکہ دیہات والوں میں یہ اخلاق طبعی موجود ہوتے ہیں اور ان سے انحراف (یعنی آزادی بے باکی) کے اسباب وہاں نہیں پائے جاتے اس واسطے دیہاتیوں کے اخلاق دعادات اپنی اصلی حالت پر ہوتے ہیں۔

مگر افسوس ہے کہ آج کل طبعی اخلاق سے دوری ہوگئی ہے اور جو باتیں بری سمجھی جاتی تھیں وہ اچھی سمجھی جانے لگی ہیں حتی کہ اس قسم کے مضامین اور ایسے خیالات اور ایسے جذبات جن سے خوامخواہ میلان ہو آج کل ہنر سمجھے جانے لگے ہیں ،اس سے بہت پرہیز کرنا چاہئے، اللہ محفوظ رکھے، یہ سب اثر ہے اس نئی تعلیم کا۔

یہ (کالجوں اسکولوں کی) تعلیم عورتوں کے لئے تو نہایت ہی مضر ہے، عورتوں کی تعلیم کا وقت بچپن کا ہوتا ہے مگر آج کل شہروں میں بچپن ہی سے لڑکیوں کو نئی تعلیم دی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس تعلیم کے آثار ونتائج ان کی رگ وپے میں سرایت کر جاتے ہیں پھر دوسری کوئی تعلیم ان پر اثر ہی نہیں کرتی ،لڑکیوں کی مثال بالکل کچی نرم لکڑی کی سی ہے اس کو جس صورت پر قائم کر کے خشک کردو گے تمام عمر ویسی ہی رہے گی، جب بچپن ہی سے نئی تعلیم دی گئی، نئے اخلاق سکھائے گئے ،نئی وضع قطع نئی طرز معاشرت ان کی نظروں میں رہا تو وہ اسی میں پختہ ہوگئیں بڑی ہوکر ان کی اصلاح کسی طرح نہیں ہوسکتی لہذا ضرورت ہے کہ بچیوں کو نئی تعلیم کے بجائے پرانی (دینی) تعلیم دیجئے۔ (کساء النساء ص ۲۴۴)

اجنبی مرد سے نرمی سے گفتگو کرنے کا نقصان

اس کی دلیل بھی خود اس آیت میں موجود ہے کہ فَلاتَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ کے بعد ہی بطور نتیجہ کے فرماتے ہیں فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ کہ اگر نرم لہجہ سے بات کی گئی تو جس کے دل میں روگ ہے اس کے دل میں لالچ پیدا ہوگا اور وہ لہجہ کی نرمی سے سمجھ لے گا کہ یہاں قابو چل سکتا ہے پھر وہ اس کی تدبیریں اختیار کرے گا، دیکھئے خود حق تعالیٰ لہجہ کی نرمی کا یہ اثر بتا رہے ہیں پھر کسی کی کیا مجال ہے کہ اس اثر کا انکار کردے، میں اپنی طرف سے تو نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ الفاظ قرآنی صاف بتلا رہے ہیں کہ عورتوں کا مردوں سے نرم گفتگو کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں لالچ پیدا ہوتی ہے۔

گفتگو کا طریقہ اور قول معروف کی تشریح

اس کے بعد یہ بھی حکم ہے وَقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفًا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب بات کرو بھی تو ایسی بات کرو جس کو شریعت میں اچھا مانا گیا ہو۔

(۱) ایک تو یہ کہ بے ضرورت الفاظ مت بڑھاؤ، کیونکہ شریعت اس کو کسی کے لئے پسند نہیں کرتی، شریعت نے کم بولنے ہی کو پسند کیا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ہر بات سوچ کر کہو کوئی بات گناہ کی منہ سے نہ نکل جائے، معروف کا مختصر ترجمہ معقول ہے، تو معنی یہ ہوئے کہ معقول بات کہو معقول بات وہی ہوتی ہے جس سے کوئی برا نتیجہ پیدا نہ ہو، اور جب ثابت ہو چکا کہ لہجہ کی نرمی سے بھی عورتوں کے لئے برا نتیجہ پیدا ہوتا ہے تو پیار محبت کی باتوں سے کیوں

برا نتیجہ پیدا نہ ہوگا جس کو آج کل تہذیب سمجھا گیا ہے، اس قسم کی باتیں عورتوں کے لئے معقول نہیں بلکہ نامعقول ہیں۔

بداخلاقی و بدتہذیبی کا شبہ

عورت کے لئے تہذیب یہی ہے کہ غیر آدمی سے روکھا برتاؤ کرے اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ ایک بات ایک کے لئے معقول ہو اور دوسرے کے لئے نامعقول، ایک کے لئے سختی سے بات کرنا اور بے رخی سے جواب دینا معقول ہو سکتا ہے اور دوسرے کے لئے نامعقول۔

مردوں کے واسطے باہمی کلام کا معقول طریقہ یہ ہے کہ نرمی سے بات کرو کسی کو سخت جواب نہ دو، روکھا پن نہ برتو، اور عورتوں کے لئے معقول طریقہ یہ ہے کہ اجنبی کے ساتھ نرمی سے بات نہ کریں اور سختی سے جواب دیں اور روکھا برتاؤ کریں، ایک ہی بات مردوں کے لئے بری اور عورتوں کے لئے اچھی ہو سکتی ہے، عورتوں کے لئے یہی مناسب ہے کہ جب غیر مردوں سے بات کریں تو خوب روکھے اور سخت لہجہ اور ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ کریں، اول تو عورتوں کو غیروں سے بولنا ہی نہیں چاہئے، مگر بضرورت بولنا جائز ہے تو اس کا طریقہ ہی ہے۔

(کساء النساء ص ۲۴۲)

حیا و شرم کا تحفظ

ہمارے یہاں ایک رسم یہ بھی ہے اور مجھے پسند ہے کہ لڑکیوں کا مردوں سے تو پردہ ہوتا ہی ہے غیر عورتوں سے بھی ان کا پردہ کرایا جاتا ہے، چنانچہ نائن

یا دھوبن یا کنجڑن وغیرہ جہاں گھر میں آئی اور سیانی لڑکیاں فوراً پردہ میں ہوگئیں، اس طریقہ سے ان میں حیاوشرم پوری طرح پیدا ہوجاتی ہے، بیباکی اور دیدہ چشمی نہیں ہونے پاتی پہلے لوگوں نے اس قسم کی بعض حکمت کی باتیں ایجاد کی تھیں سو واقعی ان میں بڑی مصلحت ہے، گو بعضی فخر کی باتیں ہیں ان کو مٹانا چاہئے لیکن یہ حکمت کی باتیں دستورالعمل بنانے کے قابل ہیں، اور جہاں ان پر عمل ہے وہاں کی لڑکیاں عموماً حیادار اور عفیف (پاکدامن) اور خاوند کی تابعداری ہوتی ہیں۔

(حقوق البیت ص ۳۴)

فرمایا یہاں پر میں نے سب رسموں کے چھڑانے کی کوشش کی گو وہ فی نفسہٖ مباح ہی ہوں کیوں کہ اس میں عارضی مفاسد تھے مگر دو رسموں کے چھڑانے کی کوشش نہیں کی کیونکہ ان میں مصالح تھے، ایک تو لڑکی کو ہفتہ دو ہفتہ کے لئے مائیوں بٹھانے (یعنی شادی سے پہلے اس کو گھر سے باہر نہ نکلنے اور ایک کونے میں بیٹھے رہنے) کی رسم ہے، میں نے اس کو نہیں چھڑایا اس میں حیا کا تحفظ ہے۔

اور ایک منہ پر ہاتھ رکھنے کی رسم ہے اس میں بھی حیا کا تحفظ ہے۔

(الافاضات الیومیہ ص ۱۵۷ ج ۲)

باب ۹

شرعی پردہ کے تین درجے

مسلمان عورت جو آزاد ہو، باندی نہ ہو بالغ ہو چکی ہو یا بالغ ہونے کے قریب ہو، جوان ہو یا بوڑھی، اس کے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے تین درجے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ اور بعض کے نزدیک پیروں کے علاوہ بھی باقی تمام بدن کو کپڑے سے چھپایا جائے اور یہ ادنیٰ (سب سے کم) درجہ کا پردہ ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ چہرہ اور ہتھیلیوں اور پیروں کو بھی برقع وغیرہ سے چھپایا جائے یہ درمیانی درجہ کا پردہ ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ عورت دیوار یا پردہ کے پیچھے آڑ میں (اس طرح) رہے کہ اس کے کپڑوں پر بھی اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے، یہ سب سے اعلیٰ درجہ کا پردہ ہے، اور یہ تینوں درجے کے پردے قرآن وحدیث میں مذکور ہیں اور شریعت میں ان کا حکم موجود ہے (جن کی تفصیل عنقریب آرہی ہے)

(ثبات الستو رمع تسہیل ص ۹)

پہلے درجہ کا ثبوت

(۱) آیت وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا الاية وفسر بالوجه

والكفين۔

(ترجمہ) عورتوں اپنی زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں سے اکثر کھلا ہی رہتا ہے جس کی تفسیر حدیث میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے ساتھ کی گئی ہے (کہ ان کا کھولنا ضرورت کی وجہ سے مستثنیٰ ہے) اور پیروں کو فقہاء نے قیاساً داخل کیا ہے۔

(۲) حدیث: **یااسماء ان المرأة اذابلغت المحیض لن یصلح ان یری منھا الا ھذا واشار الیٰ وجھہٖ و کفیہ** رواہ ابوداؤد۔

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو علاوہ اس کے اور اس کے (اور حضور نے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا) (اس کے علاوہ) اور کسی عضو کا اجنبی مردوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

اس (آیت وحدیث) میں پردہ کے پہلے درجہ کا ذکر ہے (یعنی یہ کہ چہرہ اور ہتھیلی اور قدم کے علاوہ پورے جسم کا پردہ کیا جائے جو پردہ کا کم سے کم درجہ ہے۔

(ثبات الستور ص ۱۰)

پردہ کے دوسرے درجہ کا ثبوت

(۱) آیت: **یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلاَ بِیْبِھِنَّ۔**

(ترجمہ) عورتیں اپنے اوپر چادر ڈال لیا کریں۔

(۲) حدیث: **قالت امرأة یارسول اللہ احدانالیس لھا جلباب قال لتلبسھا صاحبتھامن جلبابھا متفق علیہ۔**

(ترجمہ) ایک عورت نے کہا یارسول اللہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو (تو عید کی نماز کو کیسے جائے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر اڑھا دے۔ (بخاری ومسلم)

(۳)قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترخی (المرأة الازار) شبراً فقالت(ام سلمة) اذاتنکشف اقدامھن قال فیرخین ذراعاً، رواہ ابوداؤد۔

(ترجمہ) ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنی ازار کو (پنڈلی سے) ایک بالشت نیچے لٹکائے تو حضرت ام اسلمہؓ نے عرض کیا کہ اس صورت میں ان کے پیر کھلے رہیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایک ہاتھ لٹکا لیا کریں۔ (ابوداؤد)

ان آیات واحادیث میں پردہ کے دوسرے درجہ کا ذکر ہے (یعنی یہ کہ چہرہ اور ہتھیلیوں اور پیروں کو بھی برقع وغیرہ سے چھپالیا جائے جو پردہ کا دوسرا اور درمیانی درجہ ہے) (ثبات الستو ر ص۱۰)

پردہ کے تیسرے یعنی اعلیٰ درجہ کے پردہ کا ثبوت

(۱)وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ: اور اے بیبیو! تم اپنے گھروں میں رہا کرو۔

(۲)وَاِذَاسَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًافَاسْئَلُوْھِنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ۔

(ترجمہ) اور جب تم عورتوں سے استعمال کے لئے کوئی چیز مانگو تو پردہ کی آڑ میں ہو کر مانگو۔

(۳)لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ الْآیۃ

(ترجمہ)اورعورتوں کوان کے گھروں سے نہ نکالواور نہ خود نکلیں۔

(۴)حدیث:**قال رسول الله صلی الله علیه وسلم (لام سلمة ومیمونة) احتجبامنه (ای من ام مکتوم فقلنا یارسول الله الیس اعمی لایبصرنا ولا یعرفنا فقال النبی صلی الله علیه وسلم افعیا انتها الستما تبصرانه'.**

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد)

(ترجمہ)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمۃ میمونہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو یعنی عبداللہ بن ام مکتوم نابینا سے ،حضرت ام سلمۃ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا وہ نابینانہیں ہیں ہم کو دیکھ نہیں سکتے ،تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا پھر تم بھی اندھی ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں؟

(احمد،ترمذی،ابوداؤد)

(۵)**المرأة عوره فاذاخرجت استشرفها الشیطان،**

رواہ الترمذی۔

(ترجمہ)عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کوتا کتا ہے(اوراس کے پیچھے لگتا ہے)(ترمذی)

ان آیات واحادیث میں پردہ کے تیسرے درجہ کا ذکر ہے(یعنی یہ کہ عورت دیوار یا پردہ کے پیچھے آڑ میں رہے کہ اس کے کپڑوں پر بھی اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے یہ اعلیٰ درجہ کا پردہ ہے۔(ثبات الستو رص ۱۲)

پردہ کی قسموں میں اصل پردہ تیسرے ہی درجہ کا ہے

نقلی وعقلی مسلمہ ہے کہ احکام بعض اصلی ہوتے ہیں اور بعض عارضی اسی طرح پردہ کے دودرجے ہیں، ایک اصلی جوان آیات میں مذکور ہے **وقرن فی بیوتکن** (اے عورتو اپنے گھر میں رہا کرو)اور **واذاسالتھموھن متاعافاسئلوھن من وراء حجاب** (جب عورتوں سے کوئی چیز مانگوتو پردہ کی آڑ سے مانگو)(یہ پردہ کا حکم اصلی ہے جو تیسری قسم ہے)

اور دوسرا درجہ عارضی ہے وہ یہ کہ ضرورت کے موقع پر اس (حکم اصلی) میں تخفیف کردی گئی، اور یہ درجہ ان آیات میں مذکور ہے **یدنین علیھن من جلابیبھن** الآیۃ وغیرذالک۔ (امدادالفتاویٰ ص۱۹۵ج۴)

پردہ کے تینوں درجوں کے احکام اوران کا باہمی فرق

(۱) پردہ کے ان تینوں درجوں میں اتنافرق ضرور ہے کہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے، اور دوسرااور تیسرا درجہ کسی عارض کی وجہ سے واجب ہے مگر اس فرق سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تینوں درجوں میں سے کوئی درجہ واجب نہ رہے بلکہ اس فرق کے ساتھ تینوں درجے واجب ہیں۔

(۲) اور چونکہ پہلا درجہ (یعنی چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ پورے بدن کا چھپانا) اپنی ذات سے واجب ہے اس لئے اس کا حکم بھی جوان اور بوڑھی عورتوں سب کو عام ہے یعنی چہرہ اور ہاتھوں کے سوا باقی بدن یا سر کے کسی حصہ کا اجنبی کے سامنے کھولنا بوڑھی عورتوں کو بھی جائز نہیں۔

(۳)اور دوسرے اور تیسرے درجہ کا پردہ (یعنی برقعہ کے ساتھ باہر نکلنا یا گھروں کے اندر رہنا) چونکہ عارض (یعنی فتنہ) کی وجہ سے واجب ہے اس لئے ان کے واجب ہونے کا مدار اس عارض (فتنہ) ہی پر ہے جہاں وہ عارض (یعنی فتنہ کا خطرہ) موجود ہوگا وہاں یہ درجے واجب ہوں گے اور جہاں عارض موجود نہ ہوگا وہاں یہ درجے واجب نہ ہوں گے اور وہ عارض فتنہ کا اندیشہ ہے جس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے **استشرفها الشيطان** الحدیث نیز حق تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اس کی دلیل ہے **فيطمع الذى فى قلبه مرض** (کہ جس کے دل میں روگ ہے وہ طمع کرنے لگے گا)

فتنہ کس عورت میں ہے اور کس میں نہیں

رہا یہ کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے اور کہاں نہیں اس کی تعیین ہماری رائے پر نہیں رکھی گئی، بلکہ قرآن میں اس کا فیصلہ خود ہی فرمادیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے **وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِيْنَةٍ وَأَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۔**

(ترجمہ) اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتار دیں (جن سے چہرہ وغیرہ چھپایا جاتا ہے) بشرطیکہ زینت کے مواقع ظاہر نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ جو بوڑھی عورتیں نکاح کے قابل نہیں رہیں ان کو زینت ظاہر کرنے کی تو اجازت نہیں جس سے مراد تمام بدن ہے البتہ چہرہ اور

ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت ہے جیسا کہ دوسری آیت **ولا یبدین زینتھن** میں ہے پس بوڑھی عورتیں اگر ان زائد کپڑوں کو اجنبی کے سامنے اتار دیں جن سے منہ چھپایا جاتا ہے (جیسے برقع چادر) تو اس میں گناہ نہیں، لیکن اگر یہ بڑی بوڑھی اس سے بھی احتیاط رکھیں تو مستحب ان کے لئے بھی یہی ہے۔

اس آیت نے صاف بتلا دیا کہ فتنہ کا اندیشہ صرف ان بوڑھی عورتوں میں موجود نہیں ہے جو نکاح کے قابل نہیں ہیں اور ان کے سوا جوان اور ادھیڑ (گوری کالی) سے فتنہ کے اندیشہ کی نفی نہیں کی گئی بلکہ ان میں یہ اندیشہ موجود ہے، اور یہی وہ عارض ہے جس پر دوسرے اور تیسرے درجہ (کا پردہ واجب ہونے) کا مدار تھا۔

اور جب شارع نے جوان اور ادھیڑ عورتوں کے بارے میں یہ حکم کر دیا کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود ہے اب کسی کو اپنی رائے سے یہ کہنے کا اختیار نہیں کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود نہیں، جس کی دلیل یہ آیت ہے **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَاقَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ** ۔

(ترجمہ) کسی مؤمن مرد اور عورت کو گنجائش نہیں جب کہ اللہ اور اس کا رسول کسی بارے میں فیصلہ فرما دیں۔

(خلاصہ کلام) یہ کہ پہلے درجہ کے واجب ہونے میں فتنہ کا احتمال شرط نہیں بلکہ وہ ہر حال میں واجب ہے۔

اور دوسرے اور تیسرے درجہ کے واجب ہونے کے لئے فتنہ کا احتمال شرط ہے (اور احتمال فتنہ صرف بوڑھی عورت میں نہیں پایا جاتا باقی جوان اور ادھیڑ عورت میں پایا جاتا ہے۔

(ثبات الستو رمع التسہیل ص۱۴)

پردہ کے تینوں درجوں میں ضرورت کے مواقع کا استثناء

اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ پردہ کے تینوں درجوں میں یہ بات مشترک ہے کہ ضرورت کے مواقع ان سے مستثنیٰ ہیں جس کی دلیل بخاری کی یہ حدیث ہے:

عن عائشة رضی الله عنها قالت خرجت سودة بعد ماضرب الحجاب لحا جتها الی قولها فقالت یارسول الله انی خرجت لبعض حاجتی فقال لی عمر کذا و کذا (یعنی اماو الله ماتخفین علینا) قالت فاوحی الله الیه فقال انه قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن۔

(تفسیر سورۃ احزاب)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا قضاء حاجت کے لئے نکلیں (پھر کچھ قصہ اس کا بیان کر کے فرمایا کہ) حضرت سودہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اپنی ایک حاجت کے لئے باہر نکلی تھی تو مجھے حضرت عمر نے ایسا ایسا کہا (یعنی یہ کہا کہ اے سودہ خدا کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں، مطلب یہ تھا کہ تم کو باہر نہ نکلنا چاہئے (کیونکہ تم چادر برقعہ پہن کر بھی کسی سے چھپ نہیں سکتیں۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وحی نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے واسطے نکلنے کی تم کو اجازت دیدی ہے۔

(تفسیر سورہ احزاب) (ثبات الستور مع تسہیل ص ۱۶)

تینوں درجوں کے اعتبار سے ضرورت کے مواقع کی تفصیل

پردہ کے تینوں درجوں میں اس اعتبار سے فرق ہے کہ کونسی ضرورت کس درجہ میں مؤثر ہے اور کس درجہ میں مؤثر نہیں۔۔۔۔ چنانچہ پہلا درجہ جو کہ جوان اور ادھیڑ اور بوڑھی عورتوں سب پر واجب ہے (یعنی یہ کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ تمام جسم کا چھپانا) اس سے بہت سخت مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے جیسے علاج معالجہ کی ضرورت، یعنی بغیر ایسی سخت ضرورت کے اجنبی کے سامنے بدن کا کھولنا نہ جوان اور ادھیڑ عورت کو جائز ہے نہ بوڑھی عورتوں کو، اور پردہ کا دوسرا درجہ (یعنی چہرہ اور ہتھیلیوں کا بھی برقع سے چھپانا) جو صرف جوان اور ادھیڑ عورتوں پر واجب ہے بوڑھی عورتوں پر واجب نہیں، سخت مجبوری کی صورت مستثنیٰ ہے گو بہت سخت مجبوری نہ ہو، یعنی اجنبی مرد کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کھولنا بوڑھی عورتوں کو تو جائز ہے گو چھپانا ان کے لئے بھی مستحب ہے، اور جوان اور ادھیڑ عورتوں کو سخت مجبوری کے بغیر اجنبی کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا حرام ہوگا، اور سخت مجبوری کی حالت میں چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا جائز ہوگا، بشرطیکہ کوئی دوسرا مانع نہ پایا جائے، اور اس مجبوری کی صورت میں اگر کوئی مرد اس کو گھورنے لگے تو اس عورت کو گناہ نہ ہوگا اور حدیث میں جو آیا ہے **لعن اللہ الناظر و المنظور الیہ** (مشکوٰۃ) کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والے پر لعنت کرتے ہیں اور اس پر بھی جس کو دیکھا جائے۔

تو عورت پر یہ لعنت اسی صورت میں ہے جب کہ اس نے بغیر سخت مجبوری کے اپنا چہرہ وغیرہ کھولا ہو ورنہ اگر سخت مجبوری سے اس نے کھولا اور پھر کسی مرد نے اسے گھورا (دیکھا) تو اس سے عورت کو گناہ نہ ہوگا (بلکہ مرد ہی کو گناہ ہوگا)

پردہ کے تیسرے درجہ میں (یعنی گھر ہی کے اندر رہنا برقع کے ساتھ بھی باہر نہ نکلنا) اس میں (بھی) مجبوری (اور ضرورت) کی حالت مستثنیٰ ہے گو سخت مجبوری یا بہت سخت مجبوری کی صورت نہ ہو مگر مجبوری کا درجہ موجود ہو۔

اور مجبوری کا مطلب یہ ہے کہ اگر گھر سے یا پردہ سے نہ نکلیں تو غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہو جائے، ایسی ضرورت میں تمام بدن چھپا کر برقع کے ساتھ گھر سے نکلنا جوان اور ادھیڑ عورتوں کے لئے جائز ہوگا اور بغیر ایسی مجبوری (وضرورت) کے برقع کے ساتھ تمام بدن چھپا کر ان کو نکلنا جائز نہ ہوگا۔

(ثبات الستور ص ١٧)

ساری بحث کا خلاصہ

ان سب احکام کا خلاصہ یہ ہوا کہ بوڑھی عورتوں پر پہلا درجہ (یعنی چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ سارا بدن چھپانا) واجب ہے، اور دوسرا اور تیسرا درجہ مستحب ہے، اور بہت مجبوری کی حالت میں پہلے درجہ میں بھی (جو کہ واجب ہے) کچھ سہولت اور وسعت (گنجائش) کر دی گئی ہے۔

اور جوان اور ادھیڑ عورتوں کے لئے پہلا درجہ (یعنی چہرہ، ہتھیلیوں کے علاوہ پورا بدن چھپانا) بھی واجب ہے، اور بہت سخت مجبوری میں اس میں کچھ سہولت ووسعت بھی ہے، اور دوسرا اور تیسرا درجہ (یعنی گھروں میں رہنا اور ضرورت کی بنا پر جب باہر نکلنا ہو تو برقع کے ساتھ نکلنا) یہ درجہ بھی ان پر واجب ہے اور بہت سخت مجبوری سے کم درجہ کی مجبوری اور ضرورت کے مواقع میں کچھ سہولت ووست بھی ثابت ہے یعنی اگر مجبوری کا درجہ ہو تو چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا اجنبی کے سامنے ان کو

بھی جائز ہے بشرطیکہ فتنہ وفساد کے احتمال کی بندش بھی حتی الامکان کرلی جائے،یعنی سر اور کلائی اور پنڈلی وغیرہ کھولنا حرام ہوگا،اسی طرح زیب وزینت کے ساتھ اجنبی کے سامنے آنا حرام ہوگا،اور اگر سخت مجبوری کے درجہ سے کم درجہ کی ضرورت ہو مگر ضرورت ہو محض خیالی، مصلحت نہ ہو تو اس صورت میں برقع کے ساتھ گھر سے باہر نکلنا جوان عورت اور ادھیڑ عورت کو جائز ہے،مگر چہرہ اور ہاتھوں کا کھولنا حرام ہوگا ،اسی طرح زیب وزینت کے کپڑے پہن کر (اور عطر خوشبو لگا کر) نکلنا حرام ہوگا۔

(ثبات الستور ص ۱۸،۱۹)

ضرورت کے وقت باہر نکلنے کی ضروری شرطیں

ضرورت پر نظر کر کے تنگی نہیں کی گئی (بلکہ) آسانی کردی گئی مگر اس احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ خاص خاص احکام سے اس کی بندش بھی کی گئی ہے مثلاً عورتوں کو عطر وخوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،**ان المرأة اذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا و كذا**،یعنی عورت جب عطر وخوشبو لگا کر کسی مجلس سے گزرے تو وہ ایسی ویسی ہے یعنی زانیہ ہے۔ (ابوداؤد،ترمذی)

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **ولكن ليخرجن وهي تفلات** یعنی ضرورت کے وقت عورتوں کو میلے کچیلے کپڑوں میں باہر نکلنا چاہئے۔

(ثبات الستور مع تسہیل ص ۱۸)

فصل

مروجہ پردہ کا ثبوت

فتنہ اور شہوت سے محفوظ آدمی کا جوان عورت سے گفتگو کرنے اور چہرہ دیکھنے کا شرعی حکم

(سوال) کسی سلیم الفطرت شہوت سے محفوظ جوان آدمی کا کسی غیر محرم خوبصورت جوان عورت سے بلا ضرورت شدیدہ کے گفتگو کرنا اور گفتگو کرتے وقت بلاشہوت اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ جائز نہ ہونے کی صورت میں شرعی دلائل کیا ہیں، یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بعض صحابیات کھلے چہرے کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوتی تھیں، اور خاکسار کو اس بات کوئی ثبوت نہیں ملا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی انہیں پردہ کا حکم دیا ہو۔

(الجواب) سلیم الفطرت نیک دل پاکباز مرد کو بھی اجنبی جوان عورت سے بغیر سخت مجبوری کے بات چیت کرنا اور بغیر شہوت اور بغیر بری نیت کے اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔

اور یہ کہیں ثابت نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عورتوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چہرہ کھولنا بلا ضرورت کے نہ تھا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے تھا، پھر ضرورت کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کیسے منع فرماتے، خصوصاً جب کہ آپ شرعی حکم کو عام طور پر اپنے ارشادات میں ظاہر بھی فرما چکے تھے تو اس کے

بعد بعض عورتوں کا چہرہ کھول کر سامنے آنا یقیناً ضرورت کی وجہ سے تھا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف قصداً نظر فرماتے تھے اور نہ یہ ثابت ہے کہ اس وقت بے پردگی کی عام طور سے عادت تھی، چنانچہ یہ احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ عید کے دن حیض والی عورتوں اور پردہ میں بیٹھنے والیوں کو بھی عیدگاہ لے جائیں۔ الحدیث۔ (رواہ البخاری والمسلم) (مشکوٰۃ شریف)

اس میں ذوات الخدور کا لفظ جس کے معنیٰ ''پردہ میں بیٹھنے والیاں'' ہیں اس دعویٰ کو ثابت کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بے پردگی کی عام عادت نہ تھی۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے ایک خط دینے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ الحدیث

(رواہ البخاری والنسائی) (مشکوٰۃ شریف)

اس میں عورتوں کا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسرے درجہ کا گہرا پردہ کرنا مذکور ہے۔

(۳) ابوالسائب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک نوجوان صحابی کے قصہ میں جس کی شادی کو کچھ ہی دن گذرے تھے روایت کرتے ہیں کہ وہ نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر گیا تو اس کی بیوی دروازہ پر کواڑوں کے بیچ میں کھڑی ہوئی تھی، نوجوان نے اپنا نیزہ اس کی طرف سیدھا کیا تا کہ اس پر حملہ کرے اور غیرت کے جوش سے بے تاب ہو گیا۔ الحدیث رواہ مسلم۔

(مشکوٰۃ شریف)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردہ کی رسم اس زمانہ کے لوگوں کی طبیعتوں میں ایسی جمی ہوئی تھی کہ نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ دروازہ پر اپنی بیوی کو کھڑا دیکھ کر طیش (غصہ) سے بیتاب ہوگئے۔

اور قصہ افک میں (جس میں منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹا بہتان لگایا تھا) صحابہ کا خالی ہودج کا اونٹ پر باندھ دینا اور یہ خیال کرنا کہ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں نہایت مضبوط تائید ہے اس وقت کی ڈولی کی اور بی بی کے نہ بولنے کی (ورنہ ہودج باندھنے والوں کو حضرت عائشہؓ کی خاموشی سے شبہ ہوتا کہ شاید ہودج خالی ہو)

ان سب احادیث میں صاف تصریح ہے کہ اس زمانہ میں ایسا ہی پردہ تھا جیسا کہ آج کل ہمارے اطراف کی شرفاء کی عورتوں میں رواج ہے۔

(ثبات الستو رمع شرح وتسہیل ص ۲۷،۲۸،۲۹)

باب۱۰

مرد کے دیکھنے کے اعتبار سے احکام کی تفصیل

مرد کو شہوت کے ساتھ کسی کی طرف قصداً نظر کرنا جائز نہیں سوائے باندی اور بیوی کے ،اور بلا شہوت نظر کرنے میں تفصیل ہے ، کہ محارم (جیسے ماں، بیٹی ،بہن) کے چہرہ اور سر اور سینہ اور پنڈلی اور بازو اور کلائیاں اور دونوں ہتھیلی و قدم کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔

اور غیر محارم (مثلاً بھابھی، پھوپھی زاد ماموں زاد خالہ زاد بہن وغیرہ) کے چہرہ اور دونوں ہتھیلی اور ایک روایت کے مطابق دونوں قدم بھی دیکھنا جائز ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ اعضاء ستر میں داخل نہیں ،اور یہ مطلب نہیں کہ بلاضرورت عورت کا بے پردہ پھرنا اور مردوں کو اس کا نظارہ کرنا درست ہے، البتہ ضرورت کے وقت سامنے آنا یا باہر نکلنا درست ہے۔

اسی طرح بہت بوڑھے سے یہ پردہ نہیں، باقی بلاضرورت اور فتنہ کے خوف کے وقت چہرہ چھپانا بھی واجب ہے۔

اور مرد کا دوسرے مرد کے بدن کو ناف سے زانو تک کے علاوہ دیکھنا درست ہے اور بقیہ بدن دیکھنا مطلقاً جائز نہیں لیکن اگر شرعی ضرورت ہو تو اجازت ہے لیکن حتی الامکان شہوت کو قلب سے دفع کرے جیسے کسی جگہ زخم ہو تو معالج کو صرف اتنا بدن دیکھنا درست ہے۔

(بیان القرآن ص۱۶ ج۸ نور)

عورتوں کے دیکھنے کے اعتبار سے احکام کی تفصیل

مردوں کو عورتیں دیکھ سکتی ہیں یا نہیں؟

عورت کو شہوت کے ساتھ کسی کی طرف قصداً نظر کرنا جائز نہیں سوائے شوہر کے ،اور بلا شہوت نظر کرنے میں تفصیل ہے کہ عورت کا دوسری عورت کے بدن کو ناف سے زانو تک کے علاوہ دیکھنا درست ہے۔

اور مرد کے بدن کو ناف اور زانو کے درمیان (دیکھنا) تو بالاتفاق حرام ہے ،اور اس کے علاوہ کا دیکھنا مختلف فیہ ہے شافعیہ کے نزدیک حرام ہے اور حنفیہ کے نزدیک بلاشہوت گو حرام نہیں مگر خلاف اولیٰ ہے چنانچہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، بیہقی، میں حدیث ہے کہ ابن ام مکتوم نابینا صحابی نے حضور کی خدمت میں آنا چاہا تو آپ نے ام سلمہ و میمونہ سے فرمایا پردہ میں ہوجاؤ، انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں ہم کو نہ دیکھیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم ان کو نہ دیکھو گی ،اور شرعی ضرورت سے اجازت ہے۔

مسئلہ : کافر عورت سے مثل اجانب کے بدن ڈھانکنا واجب ہے۔

(بیان القرآن ص ۱۶ ج ۸ نور)

نابالغ لڑکوں سے پردہ ہے یا نہیں؟

نابالغ لڑکے تین قسم کے ہیں:

(۱) ایک تو بالکل نادان (ناسمجھ) جن کو بالکل کسی چیز کی تمیز نہیں ،ان کے روبرو تو برہنہ (بالکل ننگا) ہونا بھی جائز ہے، وہ مثل جمادات (پتھر وغیرہ) کے ہیں۔

(۲) ذرا ہوشیار کہ تمیز تو رکھتا ہے مگر حد شہوت کو نہیں پہنچا اس کے روبرو ناف سے زانو تک کھولنا جائز نہیں باقی جائز ہے۔

(۳) تیسرا وہ جو بلوغ کے قریب پہنچ گیا ہو اس کا حکم مثل بالغین کے ہے اس سے تمام ستر ڈھانکنا فرض ہے، تفسیر مظہری۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۹۸ ج ۴)

گھر میں کام کاج کرنے والے بڈھے یا جوان نوکروں سے پردہ

(**سوال**) بعض گھروں میں جوان یا بڈھے مرد کام کاج کے لئے نوکر رکھے جاتے ہیں اگر کسی فتنہ کا خوف نہ ہو تو گھر کی مستورات کا ان کے سامنے چہرہ کھولنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

(**الجواب**) نامحرم کے سامنے عورت کو چہرہ کھولنا حرام ہے اور یہاں کوئی ضرورت نہیں خصوصاً جب کہ اس صورت میں غالب بلکہ یقینی بات ہے کہ عورتیں (سر وغیرہ چھپانے کا بھی اہتمام نہیں کرتیں اور ان نوکروں کے سامنے) کھلے سر پھرتی ہیں اور بعض دفعہ خلوت اور تنہائی کی بھی نوبت آجاتی ہے جو کہ حرام ہے اس لئے یہ صورت بھی جائز نہیں۔

(ثبات الستور ص ۲۶، ۲۷)

مزدور عورتیں اور نوکرانیاں جو گھروں میں کام کرتی ہیں ان سے پردہ ہے یا نہیں

(**سوال**)(۲۳۸) جو عورتیں کھانا پکاتی ہیں وہ اکثر گھر میں بے احتیاطی سے رہتی ہیں، سر کھلا رکھتی ہیں اور بعض اوقات آٹا گونڈھنے میں کہنیاں کھلی رہتی ہیں

توان کے بارے میں ستر کا کیا حکم ہے؟ آیا ضرورت کی وجہ سے یہ اموران کے لئے درست ہوسکتے ہیں یا نہیں، اور مالک مکان کو کس طور سے احتیاط کرنا چاہئے۔؟

(**الجواب**) سر کھولنے کی تو کوئی ضرورت نہیں، البتہ ذراعین (کلائیاں) میں امام ابو یوسفؒ اجازت دیتے ہیں **کما فی کتاب الکراھیة من الھدایة** اور مواضع غیر مباحہ کو (یعنی جن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے) اگر عورت نہ ڈھانکے تو مرد کو غض بصر (نگاہ نیچی رکھنا) واجب ہے، اور نظر فجاءۃ (یعنی اچانک نگاہ پڑجانا) معصیت نہیں۔ (امدادالفتاویٰ ص ۲۰۰ ج ۴)

گھر میں کام کرنے والی نوکرانیوں سے پردہ

(**سوال**) اگر ہر جوان عورت کے لئے نامحرموں سے چہرہ چھپانا ضروری اور واجب ہے تو گھر کی خادمائیں (نوکرانیاں) اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یا نہیں؟ اگر مستثنیٰ ہیں تو شرعی دلیل کیا ہے۔ اور اگر نہیں ہیں تو گھر کے مرد مالک وغیرہ) جوان کے چہروں کی طرف بلا تکلف دیکھتے اور ان سے گفتگو بھی کرتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے۔؟

(**الجواب**) تمام بدن کو چھپا کر صرف چہرہ کھول کر نامحرموں کے سامنے (نوکرانی کا) آنا یہ ادنیٰ درجہ کا پردہ ہے جو ضرورت اور مجبوری کے وقت کافی ہے، باقی (گھر کے مردوں کو اس حالت میں خادمہ کے چہرہ کی طرف) دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی حدیث میں ہے **لعن اللہ الناظر** (یعنی خدا تعالیٰ نے دیکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے یعنی جو بلا ضرورت نامحرم کو دیکھے) اور بات چیت اگر ضرورت سے ہے تو ضرورت کی حد تک جائز ہے

اور بلاضرورت نفسانی لذت کے لئے بات چیت کرنا حرام ہے، حدیث میں ہے **اللسان یزنی** کہ زبان بھی زنا کرتی ہے۔

(ثبات الستور مع تسہیل ص ۷، ۲۶)

ہندوستانی لونڈیوں کا شرعی حکم

لونڈی (باندی) سے (شریعت نے) بے پردہ ہونے کی اجازت دی ہے اس سے مراد وہ لونڈی نہیں ہے جو ہندوستان میں اکثر بڑے گھروں میں موجود ہیں کیونکہ یہ تو شرعی قاعدہ سے آزاد ہیں، نہ ان سے جبراً خدمت لینا جائز ہے نہ ان سے خلوت اور صحبت کی اجازت ہے، بالکل اجنبی آزاد عورت کے مثل ہیں، نوکروں کی طرح ان سے برتاؤ کرنا چاہیئے، خدمت رضامندی سے ہونا چاہیئے، اور ان کو اختیار ہے جس سے چاہیں نکاح کریں، جب چاہیں، جہاں چاہیں چلی جائیں، ان پر کوئی زبردستی نہیں۔ (فروع الایمان ص ۶۸)

کالی کلوٹی بدصورت عورت جس سے فتنہ کا خطرہ نہ ہو اس سے پردہ کا حکم

(**سوال**) سیاہ فام (یعنی کالی کلوٹی) بدصورت جوان عورت جس کے چہرہ کھولنے میں کسی فتنہ کا خوف نہیں اگر وہ چہرہ نہ چھپائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟

(الجواب) سیاہ سفید کے احکام میں شریعت نے کوئی فرق نہیں کیا بلکہ جوان عورت کو ہر حال میں محل فتنہ قرار دیا ہے اس لئے سیاہ فام بدصورت عورت کو بھی بلاضرورت چہرہ کھولنا حرام ہے نیز مشاہدہ یہ ہے کہ بعض لوگ سیاہ فام عورتوں کو زیادہ

پسند کرتے ہیں، اور یہ بات بھی مسلم ہے **لکل ساقطة لاقطة** یعنی ہر گری پڑی چیز کا کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ضرور ہوتا ہے۔ (ثبات الستور مع تسہیل ص ۲۶)

عورتوں کے لئے بازار میں جانے کا شرعی حکم

(**سوال**)(۲۳۳) مسلمان عورتوں کو بازار میں جانا شریعت میں حلال ہے یا حرام یا مکروہ؟ شرعی دلیل کے ساتھ بیان کریں۔

(**الجواب**) **قال الله تعالیٰ ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ الآية وقال الله تعالیٰ غیر متبرجات بزينة وقال الله تعالیٰ ولايبدين زينتهن** اس سے معلوم ہوا کہ زینت کے ساتھ عورت کو بازار میں یا مجمع میں نکلنا یا کسی غیر محرم کے سامنے آنا قطعاً حرام ہے، البتہ اگر کوئی ضروری حاجت ہو اور ہیئت رثہ وثیاب بذلہ یعنی میلے کچیلے کپڑوں میں (بناؤ سنگار کئے بغیر) پردہ کر کے نکلے تو جائز ہے۔ **لقوله تعالیٰ يدنين عليهن من جلابيبهن ولقوله تعالیٰ الاماظهر منها**۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۹۷ ج ۴)

عورت کو ضرورت کے وقت منہ ڈھانک کر خواہ تنہا یا کسی محرم یا ثقہ (معتبر) عورت کے ساتھ محارم (رشتہ دار) سے ملنے کے واسطے اور دیگر حوائج ضروریہ (ضروریات) کے واسطے گھر سے نکلنا جائز ہے، مگر سفر کرنا بغیر محرم کے جائز نہیں۔

(امداد الفتاویٰ ۱۹۸ ج ۴)

عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کا حکم

عورتوں کے لئے زیارت قبور میں تین قول ہیں۔

(۱)ایک مطلقاً ممانعت کا **لقوله علیه السلام لعن الله زوارات القبور.**

(۲)دوسرا مطلقاً جواز **لقوله علیه السلام کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها ،قالوا لمّانسخ النهی بلغ الرخصة الرجال والنساء جمیعا۔**

(۳) تیسرا قول تفصیل کا ہے،اس طرح کہ اگر زیارت سے مقصود عذبہ نوحہ وغیرہ کرنا ہو تب تو حرام ہے (اور یہی مصداق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حدیث کا اور اگر عبرت وبرکت کے لئے ہو تو بوڑھی عورتوں کو جانا جائز ہے (اور یہی مصداق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ثانی کا)

اور جوان عورتوں کو جانا نا جائز جیسا کہ مساجد میں آنا **لقول عائشه رضی الله عنها لوان رسول الله صلی الله علیه وسلم رای ماحدث النساء بعده لمنعهن** ، یہ تفصیل ردالمحتار میں خیر رملی سے نقل کرکے کہا ہے **وهو توفیق حسن۔**

اور اس حکم میں عرب وعجم کی عورتیں سب برابر ہیں ، ہماری شریعت سب کے لئے یکساں ہے،(خلاصہ کلام یہ کہ بوڑھی عورتوں کے لئے عبرت کے لئے جانا جائز ہے جوان عورت کے لئے نا جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔(واللہ اعلم)

(امدادالفتاویٰ ۵۳۷ ج ۱ باب الجنائز)

فصل

بوڑھی عورت کے لئے بلامحرم سفر کرنے کی گنجائش

(سوال) عورت کے سفر کے لئے محرم کا شرط ہونا فقہاء لکھتے ہیں جوان وبوڑھی کی تعمیم بھی کتب فقہ شامی، فتح، عالگیری، بحرسب میں ہے عجوز (بوڑھی) کی تصریح بھی ہے، ایک صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ جناب نے فرمایا ہے کہ عجوز (بوڑھی عورت) کے لئے محرم کی ضرورت نہیں، اگر جزئیہ نظر اقدس سے گذرا ہوا طلاع فرمائی جائے۔

(الجواب) فی الدر المختار واما العجوز التی لاتشتھی فلابأس بمصافحتھا ومس یدھا، اذاامن، ومتیٰ جاز المس جاز سفرہ بھا ویخلو اذاامن علیہ وعلیھا، والا لا، وتکلم فیہ صاحب ردالمحتار بشئی ص ۳۶۲ ج ۵۔

میں نے شاید درمختار کے اس جزئیہ پر کہا ہوگا گو اچھی طرح یاد نہیں، بہرحال گنجائش ضرور ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۰۱ ج ۴)

(لیکن) اجنبی کے ساتھ سفر حج کرنا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۶۷ ج ۲)

ایک صاحب کا خط آیا تھا اس میں ان صاحب نے دریافت کیا تھا کہ فلاں بی بی میری عزیزہ (رشتہ دار) ہیں جو عمر رسیدہ ہیں۔ میرے ساتھ حج کو جانا چاہتی ہیں، میں ان کو اپنے ساتھ لے جاسکتا ہوں یا نہیں؟ میں نے لکھ دیا ہے کہ جب تک کوئی محرم ساتھ نہ ہو تو جائز نہیں۔ (الافاضات الیومیہ ص ۳۷ ج ۱)

بوڑھی عورت کے لئے پردہ میں تخفیف

جہاں فتنہ کا احتمال نہ ہو جیسے ساٹھ ستر برس کی بڑھیا تو اس پر یہ حکم بھی واجب نہیں اور اگر پردہ نہ کرے تو گنہگار نہ ہوگی، ہاں تارک سنت ہے۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۸۱ ج ۴)

اور ہر چند کہ عجائز کو کشف وجہ (یعنی بوڑھی عورتوں کو چہرہ کھولنے کی) اجازت ہے لیکن اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔

(بیان القرآن ص ۳۲ ج ۸ سورہ نور)

بہت عرصہ کے بعد ان لڑکیوں نے مجھ سے سامنے آنے کی اجازت چاہی، میری عمر بھی زیادہ ہوگئی تھی اور وہ بھی بڑی عمر کی ہوگئی تھیں، انہوں نے یہ کہا کہ اور ہمارا کون ہے اور اب تو عمر بھی زیادہ ہوگئی اس وقت میں نے حدود شرعیہ کے اندر سامنے آنے کی اجازت دے دی تھی۔ (الافاضات الیومیہ ص ۳۷ ج ۱۰)

عورت کے تنہا سفر کے ممنوع ہونے کی علت

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ سفر میں عورت کو تنہا جانے سے جو منع کیا گیا ہے اس کی وجہ خلوت (تنہائی) معلوم ہوتی ہے، فرمایا نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ سفر میں فساد کا موقع بہت ملتا ہے، دور دور تک کوئی امداد کرنے والا نہیں ہوتا، اور محرم کے ساتھ ہونے سے خود عورت کے دل میں بھی ایک قسم کی قوت ہوتی ہے کہ اگر کوئی بات پیش آئی تو آواز دینے پر موجود ہو سکتا ہے اور خبر لے سکتا ہے۔

(الافاضات الیومیہ ص ۳۷ ج ۱۰)

شوہر بیوی کا آپس میں پردہ

اپنے شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے تم کو اس کے سامنے اور اس کو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں۔

(بہشتی زیور ص ۴۹ ج ۳)

شوہر کے روبرو (سامنے) کسی جگہ کا بھی اخفاء (پردہ) واجب نہیں گو خاص بدن کو دیکھنا خلاف اولیٰ ہے۔

(۱) قالت سیدتنا ام المؤمنین عائشة رضی اله عنها مامحصله لم ارمنه ولم یرمنی ذلک الموضع اور ده' فی المشکوٰة.

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ مخصوص مقام (یعنی شرمگاہ) نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا دیکھا اور نہ میں نے دیکھا۔ (مشکوٰۃ)

(۲) وروی، عن ابن عباس مرفوعاً اذاجامع احدکم زوجته' اوجاریته فلاینظر الی فرجها فان ذالک یورث العمیٰ قال ابن الصلاح جیدالاسناد کذافی الجامع الصغیر.

(بیان القرآن سورہ نور ص ۱٦ ج ۸)

اور حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی یا باندی سے جماع کرے تو اس کی شرمگاہ نہ دیکھے کیونکہ یہ اندھے پن کو پیدا کرتا ہے ابن صلاح فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد اچھی ہے، جامع صغیر میں اسی طرح ہے۔ (بیان القرآن ص ۱٦ ج ۸)

بیوی کا ستر دیکھنے کا نقصان

تنہائی میں بلاضرورت برہنہ نہ ہونا چاہیئے اور بیوی کا ستر دیکھنا تو اس سے بھی زیادہ شرمناک ہے، بعض حکماء نے کہا ہے کہ اس حرکت سے اولاد اندھی پیدا ہوتی ہے، لیکن اگر اندھی نہ ہو تو بے حیا تو ضرور ہوتی ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس وقت خاص میں جس قسم کی اس سے حرکت ہوتی ہے اولاد کے اندر وہی خصلت پیدا ہوتی ہے، اسی واسطے حکماء نے لکھا ہے کہ انزال کے وقت اگر زوجین (میاں بیوی) کو کسی اچھے آدمی کا تصور آجائے تو بچہ نیک ہوگا، اسی واسطے پہلے لوگ اپنے خلوت کے کمرے میں علماء اور حکماء کی تصویریں رکھا کرتے تھے (لیکن اسلام نے آکر اس کو ناجائز قرار دیا) ہمارے پاس تو ایسی تصویر ہے کہ وہ ان تصویروں سے بے نیاز کرنے والی ہے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

یعنی ہم کو چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا تصور کریں اور یہ دعاء پڑھیں **اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان مارزقنا۔**

اللہ جل جلالہٗ سے زیادہ کون ہے کہ جس کا خیال کیا جائے، شیطان کا خیال اس وقت نہ ہونا چاہیئے۔ (التہذیب ملحقہ مفاسد گناہ ص ۴۸۸)

صحبت کے وقت دوسری عورت کا تصور کرنا حرام ہے

فرمایا اگر اپنی بیوی کے پاس ہو اور صحبت کے وقت کسی اجنبیہ کا قصداً تصور کرے تو وہ حرام ہوگا۔ (الافاضات الیومیہ)

فصل

تنہائی میں اپنی ذات سے پردہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو وہ حمام (غسل خانہ) میں بے لنگی باندھے نہ جائے۔

(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

معاویہ بن حیدہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس موقع پر بدن چھپائیں، اور کس موقع پر ویسے ہی چھوڑ دیں؟
آپ نے فرمایا سب سے اپنے ستر کو محفوظ رکھو سوائے بیوی یا باندی کے انہوں نے سوال کیا کبھی آدمی تنہائی میں ہوتا ہے آپ نے فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا مناسب ہے، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔
فائدہ: حدیث مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی بلاضرورت برہنہ ہونا (یعنی بالکل ننگا ہونا) جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے اور فرشتوں سے شرم کرنا چاہیئے۔

(فروع الایمان ص ٦٨)

تصویر کی طرف دیکھنا

فرمایا اگر تصویر قصداً دل خوش کرنے کو دیکھے تو حرام ہے اور اگر بلا قصد نظر پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں۔
ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر صنعت (کاریگری) کے لحاظ سے دیکھے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا تصویر بنانے والے کی صنعت (کاریگری) کیا چیز ہے صانع

حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی بعض مصنوعات کو بھی دیکھنا حرام ہے جیسے عورتوں ،امردوں کو صنعت کی نظر سے دیکھنے لگے، فقہاء نے اس کو خوب سمجھا ہے لکھتے ہیں کہ اگر شراب کی طرف فرحت کے لئے نظر کرے تو حرام ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اچھی چیز کو دیکھ کر رغبت ہوتی ہے۔ (ملحوظات جدید ملفوظات ص ۵۱)

ناجائز تصویر اور فوٹو سے پردہ

تصویروں کے ذریعہ لذت حاصل کرنے کی قباحت (وممانعت) میں کسی کو کلام نہیں ،اگر چہ نیک لوگوں کی تصویر ہوں ،اور اگر چہ اس تصویر کی طرف کوئی اور مکروہ (نازیبا حرکت) بھی منسوب نہ ہو، محض تفریح ولذت ہی کے لئے ہو (تب بھی ناجائز ہے) کیونکہ محرمات شرعیہ سے نظر (یعنی نگاہ) کے ذریعہ بھی لذت حاصل کرنا حرام ہے۔

فی الدرالمختار کتاب الاشربة وحرم الانتفاع بالخمر ولو لسقی دواب اولطین او نظر للتلهی:

شریعت اسلامیہ میں جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً گناہ ہے خواہ کسی کی تصویر ہو ،احادیث صحیحہ کی رو سے تصویر بنا رکھنا سب حرام ہے اور اس کو زائل کرنا، مٹانا، اور ختم کرنا واجب ہے، اس لئے کہ یہ معاملات سخت گناہ کے ہیں۔ (بوادرالنوادر)

فقہاء کی احتیاط اور چند اہم مسائل

فقہاء حکماء امت میں انہوں نے جوان عورتوں کو سلام کرنے تک کو منع لکھا ہے، فقہاء نے یہاں تک احتیاط کی ہے کہ اجنبی عورت کی چادر کو دیکھنا حرام ہے،

(امداد الفتاویٰ ص ۳۸۶ ج ۴، ص ۲۴۳ ج ۴، ص ۲۵۴ ملتقطاً)

نامحرم کا جھوٹا کھانے کا حکم

اور بعض فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ عورت کو اجنبی مرد کا جھوٹا کھانا جائز نہیں (اسی طرح مرد کو اجنبی عورت کا جھوٹا کھانا جائز نہیں) کیونکہ اس کھانے سے بھی رغبت ہوتی ہے، میں نے اس کا یہ انتظام کر رکھا ہے کہ جو کھانا بچا ہوا گھر میں جاتا ہے اگر معلوم نہ ہو کہ کس کا کھایا ہوا ہے تب تو کھالو، ورنہ مت کھاؤ۔

اور بعض فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ بھتیجی کو چچا سے علیحدہ رہنا چاہئے گو وہ خود محرم ہے مگر اپنے لڑکوں کے لئے پسند کرنے کے واسطے اس پر نظر کرے گا۔

(حسن العزیز ملحصاً ص۱۶ج۱)

دل و دماغ کا پردہ

حدیث شریف میں ہے:

اللسان یزنی وزناہ النطق والقلب یتمنی ویشتھی۔

یعنی زبان زنا کرتی ہے اور زبان کا زنا محرم سے بات کرنا ہے اور قلب تمنا کرتا ہے، خواہش کرتا ہے اور قلب کا زنا سوچنا ہے۔

(دعوات عبدیت ص۸۵ج۵)

اسی وجہ سے فقہاء نے ارشاد فرمایا ہے کہ اجنبی عورت (یا حسین لڑکے) کے تذکرہ اور تصور سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں، اور اجنبی عورت کے خیال و تصورات سے لذت لینا حرام ہے حتیٰ کہ اگر اپنی بیوی سے صحبت کرے اور اجنبی عورت کا تصور کرے وہ بھی حرام ہے۔ (ثبات الستور ص۴۱)

(الغرض) نامحرم کا تصور کرنا اور تصور سے لذت لینا یہ بھی اپنے اختیار میں ہے جس کا چھوڑنا واجب ہے، اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ اس حالت میں محبوب سے دور رہنے سے اکثر یہ مرض خفیف ہو جاتا ہے۔

(الکمال فی الدین دین ودنیا ص ۲۷۲)

(اسی طرح) کسی عورت سے نکاح نہیں ہوا مگر یہ فرض کر کے کہ اس سے نکاح ہو جائے تو اس طرح سے تمتع حاصل کروں گا اس طرح (سوچ کر) لذت حاصل کرنا بھی حرام ہے۔

اسی طرح اگر کسی عورت سے نکاح ہو چکا تھا مگر طلاق وغیرہ کی وجہ سے نکاح زائل ہو گیا، اور وہ زندہ ہے اس کے تصورت سے لذت حاصل کرنا کہ جب یہ نکاح میں تھی تو اس سے اس طرح تمتع کیا کرتا تھا یہ بھی حرام ہے۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۷۰ ج ۴ ملحقہ اسلامی شادی)

باب ۱۱

نامحرم رشتہ داروں سے پردہ

ایک کوتاہی عورتوں کی یہ ہے کہ ان میں پردہ کا اہتمام کم ہے، اپنے رشتہ داروں میں جو نامحرم ہیں ان کے سامنے بے تکلف آتی ہیں، ماموں زاد، چچازاد ،خالہ زاد بھائیوں سے بالکل پردہ نہیں کرتی ہیں، اور غضب یہ ہے کہ ان کے سامنے بناؤسنگار کر کے بھی آتی ہیں پھر بدن چھپانے کا ذرا اہتمام نہیں کرتیں، گلا کھلا اور سر کھلا ہوا ہے اور ان کے سامنے آجاتی ہیں اور اگر کسی کا سارا بدن ڈھکا ہوا بھی ہو تو کپڑے ایسے باریک ہوتے ہیں جن میں سارا بدن جھلکتا ہے حالانکہ باریک کپڑے پہن کر محارم کے سامنے بھی آنا جائز نہیں کیونکہ محارم سے ماتحت الازار (یعنی ناف کے نیچے کے حصہ کے) علاوہ پیٹ اور کمر اور پہلو اور پسلیوں کا چھپانا بھی فرض ہے، پس ایسا باریک کرتہ پہن کر محارم کے سامنے آنا بھی جائز نہیں جس سے پیٹ یا کمر یا پہلو یا پسلیاں ظاہر ہوں یا ان کا کوئی حصہ نظر آتا ہو، شریعت نے تو محارم کے سامنے آنے میں بھی اتنی قیدیں لگائی ہیں اور آج کل کی عورتیں نامحرموں کے سامنے بھی بیباکانہ آجاتی ہیں، گویا شریعت کا پورا مقابلہ ہے۔

اے عورتو! پردہ کا اہتمام کرو اور نامحرم رشتہ داروں کے سامنے قطعاً نہ آؤ اور محارم کے سامنے احتیاط سے آؤ۔

(الکمال فی الدین للنساء ص ۱۰۸)

زینت ومواقع زینت کی تفصیل اوران کا شرعی حکم

ولا یبدین زینتھن اوراپنی زینت کے مواقع کوظاہر نہ کریں ''زینت'' سے مرادزیور جیسے کنگن، چوڑی، خلخال، بازوبند، طوق جھومر، پٹی، بالیاں وغیرہ۔

اوران کے مواقع سے مراد ہاتھ، پنڈلی، بازو، گردن، سر، سینہ، کان، یعنی ان سب مواقع کواجنبیوں سے پوشیدہ رکھنا واجب ہے، جن کا ظاہر کرنا محارم (یعنی ایسے رشتہ دار جن سے نکاح جائز نہ ہوسکتا ہو) کے روبرو جائز ہے (اس کے علاوہ) اورمواقع واعضاء جو بدن کے رہ گئے جیسے پشت، شکم (پیٹھ پیٹ وغیرہ) ان کا کھولنا محارم کے روبرو بھی جائز نہیں۔ (بیان القرآن ص ۱۵ ج ۸ نور)

آج کل کے خوبصورت برقعے

اللہ تعالیٰ نے پردہ کے احکام (بیان فرمانے) کا کس قدر اہتمام کیا ہے ،فرماتے ہیں ولا یبدین زینتھن (کہ عورتیں اپنی زینت کو بھی ظاہر نہ کریں) اور قرآن میں زینت سے مرادلباس ہے چنانچہ آیت خذو زینتکم (کہ زینت کو اختیار کرو) اس میں تو سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مرادلباس ہی ہے۔

اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت ولا یبدین زینتھن کی تفسیر یہی کی ہے کہ عورتیں خوب بن ٹھن کر بھڑکدار برقعہ اوڑھ کر باہر نکلتی ہیں اورزینت کوتو برقعہ چھپالیتا ہے مگر (خود) برقعہ میں ایسی چین بیل لگی ہوتی ہے کہ اس کو دیکھ کر دوسرے کا دل بے چین ہوجائے، واقعی وہ برقعہ ایسا ہوتا ہے جسے دیکھ کر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے اندرکوئی حور کی بچی ہوگی، گومنہ کھولنے کے بعد چڑیل ہی کی ماں نکلے، توشریعت نے ایسے (برقعے) اورزینت کے لباس کا ظاہر

کرنا حرام کہا ہے، پھر بھلا چہرہ اور گلا کھولنا مطلقاً کیونکر جائز ہوسکتا ہے جو کہ حسن وجمال کا مرکز ہے۔ (الفیض الحسن ص ۱۷۰)

ایک ہی گھر میں نامحرم رشتہ دار کے ساتھ رہنا ہو تو پردہ کس طرح کیا جائے

عورتوں کو نامحرم رشتہ داروں (مثلاً دیور جیٹھ وغیرہ) سے گہرا پردہ کرنا چاہئے ،ہاں جس گھر میں بہت سے آدمی رہتے ہوں جن میں بعض نامحرم ہوں اور بعضے محرم،اور گھر تنگ ہواور پردہ کرنے کی حالت میں گزر مشکل ہو،ایسی حالت میں نامحرم رشتہ داروں سے گہرا پردہ کرنے کی ضرورت نہیں،اور نہ ہی ایک گھر میں اس طرح نباہ ہوسکتا ہے۔

ایسی صورت میں نامحرموں کے سامنے بقدر ضرورت چہرہ کا کھولنا جائز مگر باقی تمام بدن سر سے پیر تک لپٹا (چھپا) ہوا ہونا چاہئے ،کفوں کے چاک سے ہاتھ نہ جھلکیں، گریبان کھلا ہوا نہ رہے،بٹن اچھی طرح لگے ہوئے ہوں تا کہ گلا اور سینہ نہ جھلکے، دوپٹہ سے تمام سر لپٹا ہوا ہو کہ ایک بال بھی باہر نہ رہے،اس طرح بدن کو چھپا کر ان کے سامنے منہ کھول کر گھر کا کام کاج کرسکتی ہیں۔

اور یہی حکم کافر عورتوں کا ہے کہ ان کے سامنے صرف چہرہ اور ہاتھ اور پیر کھولنا جائز ہے باقی تمام بدن کا ان سے چھپانا واجب ہے کہ سر کا بال بھی ان کے سامنے نہ کھلے،عورتیں بھنگنوں اور چماریوں (غیر مسلم عورتوں) سے بالکل احتیاط نہیں کرتیں حالانکہ ان سے بھی چہرہ اور دونوں ہتھیلی اور پیروں کے علاوہ باقی بدن کا شرعاً ویسا ہی پردہ ہے جیسے نامحرم مردوں سے ہے۔ (الکمال فی الدین ص ۱۰۹)

ضرورت کے وقت نامحرم کے سامنے آنے کا طریقہ

جس کو نامحرم کے سامنے کسی ضرورت سے سامنے آنا پڑتا ہو، اس کا چہرہ اور دونوں ہاتھ گٹے تک اور دونوں پاؤں ٹخنے کے نیچے تک کھولنا جائز ہے، اس صورت میں اگر بدنگاہی سے کوئی دیکھے گا وہ گنہگار ہوگا، اس پر کوئی الزام نہیں، لیکن اور تمام بدن موٹے کپڑے سے اور اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ کپڑا سفید اور سادہ ہو مکلّف (یعنی پرتکلف) نہ ہو، ڈھکا ہوا ہونا چاہیے، خوشبو وغیرہ بھی نامحرم کے سامنے لگا کر نہ آنا چاہیے، زیور جہاں تک ممکن ہو چھپا ہوا ہو، بہت باتیں بالخصوص بے تکلفی اور لطف کی باتیں غیر محرم سے نہ کرے۔ (فروع الایمان)

پردہ کا لحاظ کرنے کی وجہ سے رشتہ داروں میں تعلقات کی خرابی کا شبہ

بعض عورتیں جو دیندار ہیں وہ سب نامحرموں سے پردہ کرتی ہیں، حتی کہ چچازاد بھائی سے بھی، ان کے اوپر بڑے طعنے ہوتے ہیں کہ بھلا بھائی سے بھی کہیں پردہ ہوتا ہے، عورتوں کے نزدیک چچا کا لڑکا تو ایسا ہے جیسے سگا بھائی، عورتیں تو عورتیں ایسے پردہ سے مرد بھی خفا ہیں، کسی نے ہمت کر کے اپنے قریبی نامحرم رشتہ داروں (جن سے نکاح ہوسکتا ہے) سے بھی پردہ کرنا شروع کیا تو اب چاروں طرف سے اعتراض کی بھرمار ہوتی ہے۔

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میاں کچھ نہیں اب رشتہ داروں میں آپس میں محبت ہی نہیں رہی، دوسرے صاحب بھی اینٹھ گئے کہ ان کے گھر جائیں تو کیا

دیواروں سے بولیں؟ اب ہم ان کے یہاں جانا ہی بند کردیں گے کیا عزیز وں (رشتہ داروں) کے تعلقات اور آپس کا میل جول بے پردگی ہی پر موقوف ہے؟اور اگر (بالفرض یہ پردہ تعلقات قائم رکھنے پر رکاوٹ اور) مانع ہے تو نعوذ باللہ اللہ میاں پر اعتراض ہے کہ ایسے قریبی رشتہ داروں کو بھی نامحرم قرار دیدیا ،مگر بعض (دیندار عورتیں) ایسی ہمت والیاں بھی ہیں چاہے کوئی ہو وہ کسی نامحرم کے سامنے نہیں آتیں، چاہے کوئی برامانے یا بھلا مانے ،اور اکثر جگہ تو پردہ کی ایسی کمی ہے کہ محرمیت نہیں (یعنی ایسے رشتہ دار نہیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہوتا ہے بلکہ) کچھ نہیں ،دور دور کے رشتہ داروں کو بے تکلف گھر میں بلا لیتی ہیں اور بے مہابا (بے جھجک بے پردہ ہوکر) آجاتی ہیں یہ بالکل ناجائز اور سخت گناہ ہے ،مردوں کو چاہیئے کہ وہ انہیں تنبیہ کریں اور سب نامحرموں سے پردہ کرائیں،اگر کسی کو ناگوار ہو تو بلا سے کچھ پرواہ مت کرو، ہرگز ڈھیلا پن نہ برتو، بلکہ مردوں کو چاہیئے کہ اگر کوئی نامحرم رشتہ دار عورت (جن سے رشتہ جائز ہوسکتا ہو) ان سے پردہ نہ کرے تو خود اس سے چھپا کریں اگر کوئی برامانا تا ہے مانا کرے، کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ، برامان کر کوئی کرے گا کیا، اچھا تو ہے سب لوگ چھوڑ دیں کوئی اپنا نہ رہے اسی طرح مخلوق سے تعلق گھٹے ،جب کوئی اپنا نہ رہے گا اور سب توقع ختم ہوجائے گی تب تو سوچے گا کہ بس اب تو اللہ میاں ہی سے تعلق پیدا کرنا چاہیئے ،اب سمجھے گا کہ (اعزہ اقرباء یار دوست یہ سب حجاب تھے) اب کوئی حجاب نہ رہا،اب خدا کے بنو جتنے تعلقات کم ہوں اتنا ہی اچھا ہے،اور بھائی یہ تو سوچو کہ کیسے کیسے راضی کرو گے، راضی تو ایک ہی ہوتا ہے، کئی تو راضی ہوا نہیں کرتے۔

تو حضرت یہ کیجئے کہ صرف ایک اللہ کو راضی رکھئے بہت سے آدمیوں کو کہاں

تک راضی رکھئے گا (اللہ تعالیٰ جب راضی ہوگا وہ خود دوسروں کو بھی راضی کردے گا اورآپ کی محبت لوگوں کے دل میں پیدا کردے گا)

(وعظ طریق القلندر، اصلاح المسلمین ص۴۵۶)

جس کو ناجائز فعل سے اطمینان ہو اس کو بھی پردہ کرنا ضروری ہے

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ (عورتوں کی طرف دیکھنے بات کرنے کی) ممانعت اس لئے ہے کہ کہیں ناجائز فعل نہ ہوجائے اور مجھ کو اطمینان ہے کہ مجھ سے کوئی ناجائز فعل نہ ہوگا، تو پس ایسی حالت میں کلام کرنا درست ہونا چاہئے، تو یہ بھی ہرگز جائز نہیں ہوسکتا، اور یہ خیال بالکل غلط ہے، کیونکہ اس میں رفتہ رفتہ عشق ومحبت بڑھ جائے گا پھر اپنی طبیعت قابو میں نہ رہے گی، اور بوسہ وکنار وغیرہ بھی سرزد ہوجائے گا جو کہ حرام ہے۔

لہٰذا ہم لوگوں کو چاہئے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے منع کردیا ہے اس کے پاس ہرگز نہ پھٹکیں ورنہ خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

(مقالات حکمت ملحقہ دعوات عبدیت ص۱۳۸ ج۲۰)

پاکدامن اور پاکیزہ دل والوں سے پردہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود (پردہ کا اہتمام فرمائیں اور دوسری عورتوں سے) اپنے سے پردہ کرائیں تو کونسا پیر اور کونسا رشتہ دار ہے جس سے بے حجابی جائز ہوگی، خواہ کوئی خالو ہو یا پھوپھا، دادا لگتا ہے یا چچا اگر محرم نہ ہو، وہ بھی اجنبی ہے، بڑا

ظلم وستم ہے کہ عورتوں کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے، ہم نے مانا کہ تمہارا دل پاک ہے لیکن تم کو دوسرے کی کیا خبر؟، اگر کہو کہ دوسرا بھی پاک ہے تو توبہ توبہ خدا ور سول کو تم نے ظالم قرار دیا کہ باوجودیکہ یہ پاک تھا پھر بھی اس سے پردہ کا حکم دیا اگر یہ (نامحرم رشتہ دار) پاک وصاف ہوتے تو حق تعالیٰ ضرور ان کا نام لکھ دیتے کہ فلاں شخص پاک ہے۔

یادرکھو اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے کہ کون پاک ہے اور کون نہیں انبیاء سے زیادہ تو کوئی نہیں ہوسکتا یوسف علیہ السلام باوجود نبی ہونے کے فرماتے ہیں **وما ابرّئ نفسی ان النفس لا مارة بالسوء الا مارحم ربی** یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا ہوں، نفس تو بری بات ہی کا حکم کرنے والا ہے، مگر جس پر میرا رب رحمت فرمائے وہ مستثنیٰ ہے۔

اب بتلایئے کہ کس کا منہ ہے جو کہے کہ میرا نفس پاک ہے، مجھ کو برا وسوسہ نہیں آتا ،اور اگر کسی کو ایسا اتفاق ہوتا ہے تو وہ عارضی حالت ہے ،چنانچہ بعض بزرگوں کو بھی اس میں دھوکہ ہوا ہے انہوں نے دیکھا کہ ہمارا نفس مزکی (پاک وصاف) ہوگیا ہے اس لئے انہوں نے غیر محرم سے اختلاط (میل جول بے پردگی)میں کوئی باک (لحاظ) نہیں رکھا، اور پھر کسی فتنہ میں مبتلا ہو گئے، خواہ وہ فتنہ دل ہی کا ہو، اور یہ کارگذاری (سازش) شیطان کی ہے کہ اس ترکیب سے کہاں سے کہاں تک لایا، اسی واسطے حق تعالیٰ نے پہلے یہ تدبیر بتلائی کہ نگاہ نیچی رکھو۔

(العفة ص ۷ اشرف الجواب معارف حکیم الامت ص ۵۷۵)

باب ۱۲

بزرگوں اور پیروں سے پردہ

بعض جگہ یہ دستور دیکھا ہے کہ عورتیں پیروں (اور بزرگوں) سے پردہ نہیں کرتیں ان کے سامنے آتی ہیں، اور غضب یہ کہ بعض دفعہ تنہائی میں بھی ان کے پاس آجاتی ہیں کہ کوئی محرم بھی اس جگہ نہیں ہوتا یہ کس قدر حیا سوز (بے غیرتی) کا طریقہ ہے۔

بیبیو! پیر سے صرف دین کی تعلیم حاصل کرو اس کے سوا خدمت وغیرہ کچھ نہ کرو، نہ اس کے سامنے آؤ، نہ خط وکتابت کرو، بلکہ جو کچھ لکھوانا ہو اپنے مرد سے کہہ دو خود لکھ دے، اور اگر کبھی مجبوری کی حالت میں تم کو خود ہی لکھنا پڑے تو اس بات کا ضرور لحاظ رکھو کہ خط لکھ کر اپنے شوہر یا بھائی یا بیٹے کو دکھلا دیا کرو، اور پتہ مرد ہی سے لکھوایا کرو، اس میں کوئی زیادتی نہ ہوگی اور نہ مردوں کو اس طرح خط وکتابت سے گرانی ہوگی، اور اگر اس (طرح کرنے) میں بھی ان کے دل پر کچھ گرانی دیکھو تو خود ہرگز خط نہ لکھو بلکہ مرد ہی سے لکھوایا کرو، مگر افسوس ان باتوں کی آج کل بالکل پرواہ نہیں بلکہ یہاں تک بے حیائی ہے کہ ایک عورت نے اپنے پیر کی شان میں عاشقانہ غزل لکھی جس میں خدوخال اور فراق ووصال تک کا حال لکھا تھا اور وہ غزل ایک پرچہ میں شائع ہوئی، پرچہ میرے پاس آتا تھا جب میں نے دیکھا مجھے سخت غصہ آیا اور اس پرچہ کا اپنے نام پر آنا بند کر دیا خدا جانے وہ پیر بھی کیسے تھے جنھوں نے اس کو گوارا کیا واقعی شریعت کے چھوڑنے سے حیاء وغیرت بھی بالکل جاتی رہتی ہے۔ (حقوق البیت ص ۳۳)

بزرگوں اور دینداروں سے زیادہ پردہ کرنا چاہئے

فرمایا کہ لوگ عورتوں کو بزرگوں سے تو بچاتے ہی نہیں حالانکہ بزرگوں میں زیادہ قوت ہوتی ہے کیونکہ وہ سب باتوں سے (یعنی بدنگاہی وغیرہ) سے رکے رہتے ہیں اور فاسق وفاجر میں کچھ نہیں رہتا کیونکہ فسق وفجور میں نکل جاتا ہے اور کچھ آنکھوں کی راہ سے نکل جاتا ہے، کچھ گندے خیالات کی راہ سے نکل جاتا ہے۔

اور جو متقی ہوتے ہیں ان کا سب ذخیرہ کوٹھری ہی میں (یعنی ان کے اندر) رہتا ہے سب راہیں نکلنے کی بند رہتی ہیں اس لئے بزرگوں سے ضرور بچنا چاہئے ۔بخاری شریف کے حاشیہ میں صراحۃً لکھا ہے کہ **ان شھوۃ المتقی اشد** (متقی کو شہوت زیادہ ہوتی ہے) کیونکہ تقویٰ کا خاصہ ہے کہ ادراک صحیح ہوجاتا ہے۔

بزرگوں کا ادراک بہت صحیح ہوتا ہے، آواز سے یہ لوگ استدلال کرسکتے ہیں ،صورت سے یہ استدلال کرسکتے ہیں ،لب ولہجہ سے یہ استدلال کرسکتے ہیں، چال ڈھال سے یہ استدلال کرسکتے ہیں ان کے استدلال غضب کے ہوتے ہیں۔

(حسن العزیز ص ۶۹۹ ج ۱)

دیندار متقیوں میں شہوت زیادہ ہونے کی وجہ

ابن قیمؒ کا ارشاد

ابن قیمؒ نے اس قول کی وجہ لکھی ہے کہ ان حضرات میں ذکر کا نور پھیلا ہوا رہتا ہے، اور نور کا اول خاصہ نشاط طبیعت ہے اور اس امر کا دارمدار نشاط پر ہے، جب نشاط ہوگا تو میلان ہوگا چونکہ بزرگوں میں ذکر کا نور پھیلا ہوا رہتا ہے اس لئے

ہر وقت نشاط میں رہتے ہیں ،اس لئے میلان بھی انہیں زیادہ ہوتا ہے عوام میں تو مشہور ہے کہ مولویوں کو بہت مستی ہوتی ہے اس کا بھی وہی مطلب ہے گو الفاظ غیر مہذب ہیں اور وہ مہذب لفظ ہے کیونکہ عربی ہے **ان شهوة المتقى اشد۔**

اس لئے بزرگوں سے ضرور بچنا چاہیے ،اب ہوتا یہ ہے کہ عوام بزرگوں سے کہتے ہیں کہ میری لڑکی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر دیجئے میری بیوی کے سر پر ہاتھ رکھ دیجئے ، یہ سب واہیات حرکت ہے ، بہت ہی احتیاط کرنا چاہیے ، بزرگوں کو بھی تو فتنوں سے بچانا چاہیے ، بلکہ دوسروں سے زیادہ ان کو بچانا چاہیے وہ بھی تو آخر انسان ہی ہیں۔ (حسن العزیز ص ۶۹۹ ج ۱)

جوان کے مقابلہ بوڑھوں سے زیادہ سخت پردہ کرنا چاہیے

فرمایا کہ میرے خیال میں اجنبی عمر رسیدہ (بوڑھے) شخص سے جوان کے مقابلہ میں اجنبی عورت کو پردہ کرنا زیادہ ضروری ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جوان آدمی میں اگر شہوت زیادہ ہوتی ہے تو اس میں ضبط کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے ،اس میں اگر تھوڑا سا بھی دین ہوتا ہے تو وہ اپنے نفس کو روکتا ہے ، برخلاف بوڑھے شخص کے کہ اس میں قلب کا میلان غوامض (اور دقائق حسن سے) باخبر ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے ،اور ضبط نفس (یعنی نفس پر قابو پانے کی قدرت) اس میں کم ہوتی ہے ،اور یہی وجہ ہے کہ اکثر بوڑھے لوگوں کے ناگوار واقعات زیادہ سنے گئے ہیں ،اور بعض دفعہ بوڑھوں کو انتشار عضو (استادگی) نہ ہونے کی وجہ سے شہوت نہ ہونے کا دھوکہ ہو جاتا ہے مگر یہ خیال غلط ہے ،عضو کا منتشر نہ ہونا اعصابی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے باقی شہوت ضرور ہوتی ہے ،اور یہی وجہ ہے کہ حرمت مصاہرت میں

مس (چھونے) کے وقت جوان کے لئے عضو کے منتشر ہونے اور شیخ (بوڑھے) کے لئے تحرک قلب (یعنی قلبی میلان) کو علامت لکھا ہے، نیز جوان مرد سے عادةً بھی عورتیں زیادہ پرہیز کرتی ہیں، اور بوڑھے کو تو فرشتہ سمجھتی ہیں اس لئے اس سے زیادہ احتیاط درکار ہے۔ (ملفوظات دعوات عبدیت ص۹۰ ج۱۹)

وجوہات اور دلائل

فرمایا بوڑھے سے زیادہ پردہ اور احتیاط کرنا چاہئے کیونکہ اس میں جس طرح اور قوتیں کمزور ہیں ویسا ہی شہوت کی مقاومت (قوت، برداشت) بھی کمزور ہے ،اور تقاضا اور میلان اس کو بھی ہوتا ہے، اور مقاومت (تحمل) کر نہیں سکتا۔

دوسرے یہ کہ اس کو عروض شہوت (یعنی شہوت کے پیش آنے) کا احساس کم ہوتا ہے اس واسطے وہ اس کو شہوت کا تقاضا سمجھتا ہی نہیں تیسرے یہ کہ اس کو تجربہ کی وجہ سے دقائق حسن (خوبصورتی کی باریکیوں) کا ادراک بہت ہوتا ہے، تھوڑے ہی خیال سے یہ مادہ متحرک ہوجاتا ہے۔

چوتھے یہ کہ جوان شخص تو فراغت کے بعد سرد ہوجاتا ہے (ٹھنڈا پڑ جاتا ہے) اور بوڑھے کو چونکہ فراغت ہوتی نہیں اس واسطے اس میں میلان قوی رہتا ہے، حسن خوبصورتی کو سوچ سوچ کر مزے لیتا رہتا ہے جو قلب کا زنا ہے۔

(الکلام الحسن ص۱۳۲)

میری تو خوب اطمینان کی تحقیق ہے کہ عفت (پاکدامنی) جیسی جوانوں میں ہوتی ہے بڑھاپے میں نہیں ہوتی عفیف جوان بہ نسبت عفیف بڈھوں کے زیادہ پاکدامن ہوتے ہیں کیونکہ ان میں ضبط کی قوت زیادہ ہوتی ہے یہ بالکل تحقیقی

بات ہے، اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ عورتوں کو بوڑھے آدمی سے زیادہ بچانا چاہئے، لیکن اب لوگوں کا معاملہ برعکس ہے، بوڑھوں سے بالکل احتیاط نہیں کرائی جاتی یہ بالکل تجربہ اور مصلحت کے خلاف ہے، بوڑھوں کے ہاتھوں میں قرآن اٹھا کر کہلوالو یہی کہیں گے جو میں کہہ رہا ہوں، حضرت! میں نے کئی بوڑھوں سے پوچھا سب نے اقرار کیا۔

شہوت تو بوڑھوں میں بھی ہوتی ہے یعنی میلان قلب، لیکن چونکہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے اس لئے بزرگ رہتے ہیں، میلان قلب خوب اچھی طرح رہتا ہے، یہ نہیں کہ میلان نہ ہو۔ (حسن العزیز ص ۶۹۷ ج ۱)

باب ۱۳

پردہ کس عمر سے ہونا مناسب ہے

ڈھاکہ کے نواب صاحب نے حضرت والا سے دریافت کیا کہ پردہ کس عمر سے ہونا چاہیے، فرمایا غیروں سے تو سات برس سے بھی کم اور نامحرم رشتہ داروں سے سات برس کی عمر سے۔

بسا اوقات سیانی (لڑکی) کے سامنے آنے سے اتنے فتنے نہیں ہوتے جتنے ناسمجھ کے سامنے آنے سے ہوتے ہیں کیونکہ سیانی خود حیا کرتی ہے، اور مردوں کو موقع کم دیتی ہے، نیز مرد سمجھتا ہے کہ یہ سیانی سمجھدار ہے اس کے سامنے دلی خیالات عملاً ظاہر کروں گا تو سمجھ جائے گی، اور ناسمجھ کے سامنے یہ مانع موجود نہیں ہوتا۔

بلکہ میری رائے یہ ہے کہ جب تک لڑکی پردہ میں نہ بیٹھ جائے ایک چھلہ بھی نہ پہنایا جائے اور کپڑے بھی سفید یا معمولی چھینٹ وغیرہ کے پہنائے جائیں اس میں دین کی بھی مصلحتیں ہیں اور دنیا کی بھی۔ (ملفوظات اشرفیہ ص ۱۷۳، ۱۷۴)

بیاہی لڑکی کی بھی حفاظت بہت ضروری ہے

لوگوں کا عام خیال یہ ہے کہ کنواری کی حفاظت زیادہ ضروری ہے، بیاہی ہوئی کی نگہبانی کی ضرورت نہیں اور یہ خیال ہندوؤں سے ماخوذ ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اگر کنواری سے کوئی بات ہوجاتی ہے تو اس میں بدنامی اور رسوائی ہوتی ہے اور بیاہی سے کوئی بات سرزد ہوجائے تو بدنامی نہیں ہوتی کیونکہ اس کے تو شوہر ہے اس کی طرف نسبت کی جائے گی، مگر یہ خیال محض جہالت پر مبنی ہے، اگر عقل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ

کنواری کی حفاظت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی بیاہی ہوئی کیلئے ضروری ہے۔

اور اس میں راز یہ ہے کہ قدرتی طور پر کنواری میں شرم وحجاب بہت ہوتا ہے تو اس کے ساتھ تو ایک طبعی مانع موجود ہے اور بیاہی ہوئی کی طبیعت کھل جاتی ہے اس کے ساتھ طبعی مانع موجود نہیں ہوتا اس لئے اس کی عفت وعصمت محفوظ رکھنے کے لئے بہت بڑی نگہبانی کی ضرورت ہے، نیز کنواری کو طبعی مانع کے علاوہ رسوائی کا بھی خوف زیادہ ہوتا ہے، اور بیاہی کو اتنا خوف نہیں ہوتا کیونکہ کنواری میں تو کوئی آڑ نہیں اور اس میں شوہر کی آڑ ہے، اس کا فعل اس کی طرف منسوب ہوسکتا ہے ،اس لئے بیاہی ہوئی کی طبیعت برے کاموں پر کنواری سے زیادہ مائل ہوسکتی ہے اس لئے اس کی حفاظت کنواری سے زیادہ ہونا چاہئے۔ (عضل الجاہلیہ ص ۳۶۸)

پردہ کی حقیقت وصورت اور پردہ کی روح

آج کل لوگ اس کی کوشش میں بھی ہیں کہ مروجہ پردہ اٹھادیا جائے اور عورتیں کھلے مہار آزادی کے ساتھ فٹن پر بیٹھ کر گھوما کریں اور اس کو بے پردگی نہیں سمجھتے حالانکہ یہ سخت بے حیائی ہے، باقی میں اس کو بے پردگی نہ کہوں گا جو غریبوں کی عورتیں منہ چھپا کر گھونگٹ نکال کر میلے کچیلے کپڑوں میں شرم وحیا کے ساتھ اپنے کسی کام کے لئے باہر نکلتی ہیں اس لئے کہ پردہ کی جو روح ہے وہ ان کو حاصل ہے۔

یہاں سے ان متکبرین کا جواب بھی نکل آیا جو علماء سے غریبوں کے متعلق بطور حقارت کے پوچھا کرتے ہیں کہ کیوں صاحب ان جولاہوں تیلیوں کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں باہر پھرتی ہیں اور ہماری عورتیں پردہ کرتی ہیں کیا ان کے پیچھے ہماری نماز ہوجاتی ہے۔؟

میں کہتا ہوں کہ ان کی عورتیں پردہ کرتی ہیں گو باہر نکلتی ہیں اور تمہاری عورتیں پردہ نہیں کرتیں گو گھر میں بیٹھتی ہیں، چنانچہ چچازاد بھائی، نندوئی، دیور، جیٹھ، پھوپھی زاد بھائی، ماموزاد بھائی سب کے سامنے آتی ہیں اور سامنے بھی ایسی صورت سے آتی ہیں کہ بنی ٹھنی، مانگ نکال رکھی ہے، مسی کی دھڑی جمی ہوئی، ہاتھوں میں کڑے، چوڑیاں چڑھی ہیں، گوٹے ٹھپے کے کپڑے ہیں اور بالکل بے مہابا سامنے آتی ہیں اور پھر غضب یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہنسی مذاق دل لگی بھی ہوتی ہے، پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہماری عورتیں پردہ میں رہتی ہیں، ہاں اتنا فرق ہے کہ تمہاری عورتیں گھر میں بیٹھ کر بجی سجائی نامحرموں کے سامنے آتی ہیں اور غریبوں کی عورتیں میلی کچیلی اپنی ضرورت کے لئے حیا شرم کے ساتھ باہر پھرتی ہیں، پس یہ بے پردگی نہیں ہے، بے پردگی تو بی، اے اور ایم، اے او ایف اے والی عورتوں میں ہے کہ کھلے منہ مردوں کی طرح آزادی کے ساتھ بوٹ سوٹ کے ساتھ آراستہ پھرتی ہیں۔ (التہذیب ملحقہ مفاسد گناہ ص ۴۱۰)

آنکھوں کے زنا کرنے اور بدنگاہی کی حقیقت

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ جو حدیث میں ہے:

العینان تزنیان (یعنی دونوں آنکھیں زنا کرتیں ہیں) تو کیا آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں؟ اس پر حضرت نے فرمایا، اس میں اشکال کیا ہے؟ انہوں عرض کیا کہ آگے حدیث میں ہے:

الفرج یصدقہ اویکذبہ' (اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب) اس سے معلوم ہوا کہ اگر دیکھنے پر زنا واقع ہوجائے تو آنکھوں کا بھی زنا

ہوگا،اوراگرزناواقع نہ ہوتو پھرآنکھوں کا بھی زنا نہ ہوگا،لہٰذاصرف دیکھ لیناز نانہیں ورنہ **والفرج یصدقه**‘کے کیامعنی ہوں گے؟

حضرت نے فرمایا عموماً لوگ اسی کوتفسیر سمجھتے ہیں مگراس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ مطلق دیکھناز نا نہ ہوحالانکہ دیکھنا بھی آنکھوں کا زنا ہے۔خواہ فعلی (یعنی عملی طور پر)زناواقع نہ ہو۔

اس حدیث کی اچھی تفسیر وہ ہے جومولانا محمد یعقوب صاحب سے منقول ہے جو یادرکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ ہرنظر(یعنی ہردیکھنا) زنانہیں بلکہ جونظرفرج کے علاقہ (یعنی شرم گاہ کے تعلق سے ہو) یعنی جس نظر کا باعث شہوت ہو(یعنی شہوت کے ساتھ جودیکھنا ہو) وہ زنا ہے۔ورنہ یوں توماں بہن پربھی نظرکرتے ہیں ،مگر وہ چونکہ شہوت سے نہیں ہوتی اس لئے زنانہیں۔

مطلب یہ ہے کہ آنکھوں کے زنا کا تحقق اس وقت ہوگا جب کہ فرج (شرم گاہ)اس کی تصدیق کرے،اوراگرفرج اس کی تصدیق نہ کرےتو آنکھوں کے زنا کاتحقق نہ ہوگا،یہاں پرفرج اس کی تصدیق نہ کرےتو آنکھوں کے زنا کاتحقق نہ ہوگا،یہاں پرفرج کے معنی شہوت کے ہیں اس تفسیر پرکوئی اعتراض نہیں پڑتا،پس ہروہ نظرزنا ہوگی جس کاباعث شہوت ہو،اب اگرکسی نے شہوت سے نگاہ کی تو(عملی طور پر)زناتحقق نہ ہوگامگرآنکھوں کازنا صادق ہوگا۔

حدیث کا مطلب یہ ہے گا کہ آنکھوں کے زنا کوشہوت ثابت کرتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ آنکھوں کے زنا کاتحقق اس وقت ہوگا جب کہ دیکھناشہوت سے ہو،یوں توطبیب،ڈاکٹر وغیرہ بھی دیکھتے ہیں،باقی یہ دوسری بات ہے کہ دیکھا تو تھا کسی اورضرورت سے مگرشہوت کا تحقق ہوگیا۔ (حسن العزیزص۲۱۲،۴۵۳ج ۳)

فصل

پردہ سے متعلق چند ضروری احکام ومسائل

مسئلہ: مرد کو ناف سے زانو کے نیچے تک بدن ڈھانکنا فرض ہے مردوں سے بھی اور عورتوں سے بھی، سوائے اپنی بیوی کے کہ اس سے کوئی عضو ڈھانکنا ضروری نہیں، گو بلا ضرورت بدن دکھانا خلاف اولیٰ ہے۔

مسئلہ: عورت کو عورت کے سامنے ناف سے نیچے زانو تک بدن کھولنا جائز نہیں اس سے معلوم ہوا کہ بعض عورتیں جو نہاتے وقت دوسری عورتوں کے سامنے ننگی بیٹھ جاتی ہیں یہ بالکل گناہ ہے۔

مسئلہ: عورت کو اپنے شرعی محرم کے سامنے ناف سے زانو تک اور کمر اور پیٹ کھولنا حرام ہے، باقی سر اور چہرہ اور بازو اور پنڈلی کھولنا گناہ نہیں، گو بعض اعضاء کا بلا ضرورت ظاہر کرنا مناسب بھی نہیں۔

اور شرعی محرم وہ ہے جس سے عمر بھر کسی طرح نکاح صحیح ہونے کا احتمال نہ ہو مثلاً باپ، بیٹا، بھائی، یا ان کی اولاد، یا بہنوں کی اولاد اور ان کے مثل جن جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو۔

اور جس سے عمر میں کبھی نکاح صحیح ہونے کا احتمال ہو وہ شرعاً محرم نہیں، بلکہ نامحرم ہے اور جو حکم شریعت میں محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے وہی ان کا ہے، گو یا کسی قسم کا رشتہ قرابت کا بھی ہو جیسے چچا یا پھوپھی کا بیٹا یا ماموں کا یا خالہ کا بیٹا، دیور یا بہنوئی یا نندوئی وغیرہم، یہ سب نامحرم ہیں، ان سے وہی پرہیز ہے جو نامحرم سے

ہوتا ہے، چونکہ ایسے موقعوں پر (اور ایسے رشتہ داروں سے) فتنہ ہونا سہل ہے اس لئے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔

مسئلہ: علماء نے فساد زمانہ کو دیکھ کر بعض محرموں کو نامحرموں کے مثل قرار دیا ہے، احتیاط وانتظام کی وجہ سے، جیسے خسر اور جوان عورت کا داماد، اور شوہر کا بیٹا اور اسکی دوسری بیوی اور دودھ شریکی بھائی وغیرہم، اہل تجربہ کو معلوم ہے جو کچھ ایسے تعلقات میں فتنہ وفساد واقع ہو رہے ہیں۔

مسئلہ: جو شرعاً نامحرم ہو اس کے سامنے سر اور بازو اور پنڈلی وغیرہ بھی کھولنا حرام ہے اور اگر بہت ہی مجبوری ہو مثلاً عورت کو ضروری کاموں کے لئے باہر نکلنا پڑتا ہے یا کوئی رشتہ دار کثرت سے گھر میں آتا جاتا رہتا ہے، اور گھر میں تنگی ہے کہ ہر وقت کا پردہ نبھ نہیں سکتا ایسی حالت میں جائز ہے کہ اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کلائی کے جوڑ تک دونوں پاؤں ٹخنے کے نیچے تک کھولے رکھے اور اس کے علاوہ اور کسی بدن کا کھولنا جائز نہ ہوگا۔

پس ایسی عورتوں کو لازم ہے کہ سر کو خوب ڈھانکیں کرتہ بڑی آستین کا پہنیں، پاجامہ غرارہ دار نہ پہنیں اور کلائی اور ٹخنے نہ کھلنے پائیں، کوئی مجبوری نہ ہو تو اتنا بھی ظاہر نہ کریں بلکہ گھر میں بیٹھیں اور شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلیں تو برقع پہنیں جیسا کہ شرفاء میں معمول ہے۔

مسئلہ: جس عضو کا ظاہر کرنا جائز نہیں جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے اس کو مطلقاً دیکھنا حرام ہے، گو شہوت بالکل نہ ہو، اور جس عضو کا ظاہر کرنا اور نظر کرنا جائز ہے اس میں یہ قید ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اور اگر ذرا بھی شک ہو تو اس وقت دیکھنا حرام ہے۔

یہاں سے سمجھئے کہ بوڑھی عورت جس کی طرف بالکل رغبت نہ ہوتو اس کا چہرہ تو دیکھنا جائز ہوگا مگر سر اور بازو وغیرہ دیکھنا جائز نہ ہوگا، عورتیں گھروں میں اس کی احتیاط نہیں کرتیں، اپنے اپنے نامحرم رشتہ داروں کے سامنے ننگے سر، بے آستین کا کرتہ پہنے بیٹھی رہتی ہیں اور خود بھی گنہگار ہوتی ہیں اور مردوں کو بھی گنہگار کرتی ہیں۔

مسئلہ: جس عضو کا دیکھنا حرام ہے اگر علاج کی ضرورت سے دیکھا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ ضرورت سے زائد نظر نہ بڑھائے۔

مسئلہ: جو شخص شرعاً نامحرم ہے اس کا اور عورت کا تنہا مکان میں ہونا حرام ہے، اسی طرح اگر تنہائی نہ ہو بلکہ دوسری عورت موجود ہو مگر وہ بھی نامحرم ہو تب بھی مرد کا مکان میں ہونا جائز نہیں البتہ اس عورت کا کوئی محرم یا شوہر یا اس مرد کی کوئی محرم عورت یا بیوی بھی اس مکان میں ہو تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: جس عضو کا دیکھنا جائز ہے اور چھونے میں شہوت کا اندیشہ ہے تو دیکھنا جائز ہوگا اور چھونا ناجائز ہوگا، البتہ علاج کی ضرورت مستثنیٰ ہے لیکن حتی الامکان اپنے خیالات کو ادھر ادھر بانٹ دے دل میں فاسد خیال نہ آنے دے۔

مسئلہ: مرد کا جھوٹا کھانا پینا نامحرمہ کو اور عورت کا جھوٹا نامحرم مرد کو جب کہ لذت کا احتمال ہو مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر نامحرم کا لباس وغیرہ دیکھ کر طبیعت میں میلان پیدا ہوتا ہو اس کو بھی دیکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: جو لڑکی نابالغ ہو مگر اس کی طرف مرد کو رغبت ہوتی ہو اس کا حکم بالغہ عورت کی طرح ہے۔

مسئلہ: جس طرح بری نیت سے نامحرم کی طرف نظر کرنا، اس کی آواز سننا، اس سے بولنا، اس کو چھونا حرام ہے اسی طرح اس کا خیال دل میں جمانا اور اس سے لذت لینا بھی حرام ہے، اور یہ قلب کا زنا ہے۔

مسئلہ: اسی طرح نامحرم کا ذکر کرنا یا ذکر سننا، یا اس کا فوٹو دیکھنا یا اس سے خط وکتابت کرنا، غرض جس ذریعہ سے فاسد خیالات پیدا ہوتے ہوں یہ سب حرام ہے۔

مسئلہ: جس طرح مرد کو اجازت نہیں کہ نامحرم عورت کو بلاضرورت دیکھے اسی طرح عورت کو بھی جائز نہیں کہ بلاضرورت نامحرم کو جھانکے، پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو عورتوں کی عادت ہے کہ دولہا کو یا بارات کو جھانک جھانک کر دیکھتی ہیں یہ بری بات ہے۔

مسئلہ: اگر قابلہ یعنی بچہ جنانے والی کافر ہو زچہ (یعنی جس عورت کے بچہ ہونا ہے (اس) کو اس کے سامنے جس قدر بدن کھولنے کی ضرورت ہے اس سے زائد کھولنا بھی جائز نہ ہوگا، اس ملک کی عورتیں اکثر مہترانیوں نائنوں کے آنے جانے میں اس کی احتیاط نہیں کرتیں ہیں۔

مسئلہ: بعض لوگ جوان لڑکیوں کو اندھے یا بینا مردوں سے پڑھواتے ہیں یہ بالکل خلاف شریعت ہے۔

مسئلہ: نامحرم مرد عورت کا آپس میں گفتگو کرنا بھی بلاضرورت ممنوع ہے اور ضرورت میں بھی فضول باتیں نہ کرے نہ ہنسے نہ مذاق کی کوئی بات کرے، نہ اپنے لہجہ کو نرم کر کے گفتگو کرے۔

مسئلہ: گانے کی آواز مرد کی عورت کو یا عورت کی مرد کو سننا دونوں ممنوع ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو عادت ہے کہ رسمی واعظ مناجات یا قصیدہ

آواز بنا کر عورتوں کو سناتے ہیں یہ بہت برا ہے۔

فقہاء نے نامحرم جوان عورت کو سلام کرنے یا ان کا سلام لینے سے منع کیا ہے۔

مسئلہ: ایسا باریک کپڑا پہننا جس میں بدن جھلکتا ہو ننگا ہونے کی طرح ہے، حدیث میں ایسے کپڑے کی مذمت آئی ہے۔

مسئلہ: مرد کو غیر عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں۔

مسئلہ: بجتا ہوا زیور جس کی آواز نامحرم کے کان میں جائے یا ایسی خوشبو جس کی مہک غیر محرم تک پہنچے استعمال کرنا عورتوں کو جائز نہیں، یہ بھی بے پردگی میں داخل ہے، اور جو زیور خود نہ بجتا ہو مگر دوسری چیز سے لگ کر آواز دیتا ہو ایسے زیور میں یہ احتیاط واجب ہے کہ پاؤں زمین پر آہستہ رکھے تاکہ اظہار نہ ہو۔

مسئلہ: چھوٹی لڑکی کو بھی بجتا زیور نہ پہنائے۔

مسئلہ: پیر بھی اگر نامحرم ہو تو دوسرے نامحرموں کی طرح ہے اس کے سامنے بغیر پردہ کے آجانا برا ہے، البتہ اگر وہ بہت بوڑھا ہو اور مریدنی بہت بڑھیا ہو تو صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں ٹخنوں سے نیچے کھول دینا جائز ہے، مگر باقی اعضاء دکھلانا، یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔

مسئلہ: جس عضو کو زندگی میں دیکھنا جائز نہیں موت کے بعد بھی اس کا دیکھنا جائز نہیں، اسی طرح زیر ناف بالوں کو، یا عورت کے سر کے بالوں کو اترنے یا ٹوٹنے کے بعد دیکھنا جائز نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں جو کنگھی کر کے بالوں کو ویسے ہی پھینک دیتی ہیں کہ عام طور سے سب کی نگاہ سے گذرتے ہیں یہ جائز نہیں۔

مسئلہ: ہجڑا یا خواجہ سرا یا عنین (نامرد) سب کا حکم نامحرم مرد کی طرح ہے، اس لئے احتیاط ان سے لازم ہے۔

مسئلہ: امرد یعنی بے ڈاڑھی کا (خوبصورت) لڑکا بعض احکام میں اجنبی عورت کی طرح ہے یعنی شہوت کے اندیشہ کے وقت اس کی طرف دیکھنا ،اس سے مصافحہ یا معانقہ کرنا ،اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا ،اس کا گانا سننا یا اس کے موجود ہوتے ہوئے گانا سننا یا اس سے بدن دبوانا ،اس سے بہت پیار واخلاص کی باتیں کرنا یہ سب حرام ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو پردہ کی وجہ سے سفر میں نماز قضا کرنا جائز نہیں اور نہ بیل گاڑی میں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنا درست ہے بلکہ چادر یا برقع پہن کر نیچے اتر کر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا واجب ہے برقع کا پردہ ایسے وقت کافی ہے۔

مسئلہ: سفر میں اگر کوئی محرم مرد ساتھ نہ ہو تو عورت کو سفر کرنا حرام ہے۔

مسئلہ: عورت کو مساجد یا مقابر (مسجد و قبرستان) جانا مکروہ ہے البتہ بہت بوڑھی عورت کو مسجد میں حاضر ہونا جائز ہے۔

(اصلاح الرسوم ص ۹۸ تا ۱۰۳)

باب ۱۴

کافر عورتوں سے پردہ میں کوتاہی

ایک بات عورتوں کے متعلق یہ کہنے کی ہے کہ یہ پردے میں احتیاط کم کرتی ہیں جن رشتہ داروں سے شرعاً پردہ ہے ان کے سامنے (بے تکلف) آتی ہیں، نیز کافر عورتوں سے جیسے بھنگن اور چمارن وغیرہ سے بدن چھپانے کا اہتمام نہیں کرتیں، حالانکہ شریعت میں ان سے بھی پردہ ہے، گوایسا گہرا پردہ نہیں جیسا مردوں سے ہوتا ہے بلکہ کافر عورتوں کے سامنے صرف منھ اور گٹوں تک ہاتھ اور پیر کھولنے کی اجازت ہے، باقی سر اور سر کے بال اور بازو کلائی اور پنڈلی وغیرہ کھولنا جائز نہیں، اس کا بہت خیال کرنا چاہئے۔ (علاج الحرص، ص ۵۶ ج ۱۳ التبلیغ)

کافر عورتوں سے پردہ کے حدود اور شرعی دلیل

ایک خاص بات ایسی ہے جس کی طرف اکثر عورتیں بلکہ مرد بھی توجہ نہیں کرتے وہ یہ کہ جسم کے جن حصوں کا محرم مرد سے چھپانا فرض ہے، کافر عورتوں سے بھی ان کا چھپانا فرض ہے، مثلاً سر کا کھولنا یا گلا کھولنا نا محرموں کے سامنے جائز نہیں ان حصوں کا کافر عورتوں کے سامنے بھی کھولنا بغیر کسی ضرورت کے حرام ہے۔ البتہ اگر ان حصوں کو علاج کی غرض سے کھولنا پڑے تو جائز ہے، لیکن بلا ضرورت ہر گز نہ کھولنا چاہئے، جس کی دلیل حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے اَوْ نِسَآئِهِنَّ اس سے پہلے حق تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کے سامنے عورتوں کو آنا جائز ہے،

چنانچہ ارشاد ہے:

لَاجُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي اٰبَائِهِنَّ وَلَا اَبْنَائِهِنَّ وَلَا اِخْوَانِهِنَّ (الاية)

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَائِهِنَّ اَوْ اٰبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ نِسَاءِ هِنَّ (الاٰية)

(ترجمہ) اور اپنی زینت کے مواقع کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر (خواہ حقیقی ہوں یا ماں باپ شریکی اور چچازاد ماموں زاد بھائی وغیرہ مرادنہیں) یا اپنے بھائیوں کی اولاد پر یا اپنی بہنوں کی اولاد پر (یہاں بھی حقیقی یا ماں اور باپ شریکی بہنیں مراد ہیں چچازاد خالہ زاد، ماموزاد بہنیں مرادنہیں) یا اپنی عورتوں پر۔

مراد اس سے مسلمان عورتیں ہیں، کیونکہ وہی اپنی کہلاتی ہیں، تو ان آیتوں میں یہ نہیں فرمایا اولنساء اگر اس طرح فرماتے تو مطلب یہ ہوتا کہ مسلمان عورتوں کو سب عورتوں کے سامنے آنا، اور اپنے زینت کے مواقع کا کھولنا جائز ہے، لیکن حق تعالیٰ نے اونسائھن فرمایا ہے جس کا ترجمہ ہے ''اپنی عورتیں'' اور باتفاق مفسرین اپنی عورتیں وہی ہیں جو مسلمان ہیں۔

پس مطلب یہ ہوا کہ مسلمان عورتوں کو مسلمان عورتوں کے سامنے اپنی زینت کے مواقع کا کھولنا جائز ہے، کافر عورتوں کے سامنے گلا اور سر اور کلائیاں اور پنڈلیاں کھولنا جائز نہیں، اس میں بکثرت عورتیں مبتلا ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ عورتوں سے کیا پردہ حالانکہ شریعت میں کافر عورتوں کا حکم مثل اجنبی مرد کے ہے۔

(الکمال فی الدین للنساء ص ۸۰)

کافرعورتوں سے پردہ

خوب سمجھ لو کافرعورتیں مثل اجنبی مرد کے ہیں ان کے سامنے بدن کا کھولنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ غیر مردوں کے سامنے بدن کھولنا، پس ان (کافرعورتوں سے تمام بدن کو احتیاط کے ساتھ چھپاؤ، صرف منھ اور قدم اور گٹے تک ہاتھ کھولنا ان کے سامنے جائز ہے باقی تمام بدن کا چھپانا فرض ہے۔

خصوصاً سر کھول کر گھر میں پھرنے کا عورتوں کو زیادہ مرض ہے ،ان کافرعورتوں کے آنے کے وقت تمام سر کو چھپالینا چاہئے کہ بال تک بھی ان کو نظر نہ آئیں، اس کی طرف عورتوں کو بالکل توجہ نہیں جس کا سبب یہ ہے کہ ان کو احکام کی طرف توجہ کم ہے۔

میموں (ڈاکٹرنیوں) سے تو ان کو کبھی کبھار واسطہ پڑتا ہے، مگر اکثر بھنگنوں، چماروں یا کنجڑنوں سے بہت واسطہ پڑتا ہے، یہ عورتیں رات دن گھر میں گھسی رہتی ہیں، ان سے بہت کم احتیاط کی جاتی ہے۔

(الکمال فی الدین للنساء ص ۸۱ ملحقہ حقوق الزوجین)

فصل

غیر مسلم ڈاکٹر عورتوں سے علاج کرانا

آج کل جا بجا شفاخانہ کھلے ہوئے ہیں جن میں زنانے شفاخانے بھی ہیں، ہندوستانی عورتیں وہاں جا کر میموں سے علاج کراتی ہیں اس ذریعہ سے ان کے پاس آمدورفت ہوتی ہے، اور جو زیادہ وسعت والے ہیں وہ میموں کو اپنے گھروں پر بلاتے ہیں۔لوگ اس میں احتیاط نہیں کرتے اور یوں سمجھتے ہیں کہ یہ عورتیں ہیں ان سے کیا احتیاط، اس لئے بے تکلف میموں سے علاج کراتے ہیں، حالانکہ میمیں مردوں سے زیادہ قابل احتیاط ہیں کیونکہ مردوں سے تو مردوں کو سابقہ پڑتا ہے اور مرد میں متاثر ہونے کا مادہ کم ہے وہ ان کی باتوں سے کم متاثر ہوتے ہیں اور میموں کو عورتوں سے سابقہ پڑتا ہے اور ان میں تاثر کا مادہ زیادہ ہے یہ ہر نئی چیز سے بہت جلدی متاثر ہوتی ہیں، پھر میموں کے طرز تقریر میں ایک خاص بات ہوتی ہے جو (عام) ہندوستانی عورتوں میں نہیں ہوتی اس لئے وہ میموں کی باتوں سے بہت جلد متاثر ہو جاتی ہیں، چنانچہ ایک دیندار عورت نے اس حقیقت کو خوب سمجھا، اس کی آنکھ میں کچھ نقص (مرض) تھا، ڈاکٹر کو آنکھ دکھانے سے وہ انکار کرتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ آنکھ ہی کی تو شرم ہے جب غیر مرد کے سامنے آنکھ ہو گئی پھر پردہ کاہے کا رہا، پھر اس نے ایک میم کو آنکھ دکھلائی، اس نے دیکھ کر کہا کہ میں اس علاج میں ماہر نہیں ہوں، تم کو ڈکٹر صاحب کو آنکھ دکھلانا چاہئے، اس نے ڈاکٹر کو دکھلانے سے انکار کیا، اس پر میم صاحبہ نے ایسی تقریر کی کہ انکی رائے فوراً بدل گئی اور ڈاکٹر کو دکھلانے کو

تیار ہوگئیں، پھران کو شبہ ہوا اور عہد کیا کہ اب ساری عمر بھی ان میموں کا کبھی منہ نہ دیکھوں گی کہ اس ساحرہ (جادوگرنی) نے تو میری عمر بھر کی حیا اور غیرت کو ایک منٹ میں اپنی تقریر سے مغلوب کر دیا کہ اس وقت مجھے ڈاکٹر کے سامنے آنے سے بھی غیرت نہ روکتی تھی، ان کا کیا اعتبار یہ ظالم تو اپنی تقریر سے کسی کا دین بھی بدل دیں تو تعجب نہیں۔

صاحبو! اس بات کو معمولی نہ سمجھو اس کی بہت احتیاط ضروری ہے خصوصاً یہ جو مشن کی میمیں (عیسائی ڈاکٹر عورتیں) ہیں ان سے تو بہت ہی احتیاط لازمی ہے یہ اپنے مذہب کی تبلیغ بڑی باریکی سے کر دیتی ہیں کہ سننے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا مگر اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کے ذہن میں ان کے مذہب سے نفرت نہیں رہتی، اور بعض تو علاج کے ساتھ ساتھ وہ مذہبی گفتگو بھی صاف صاف کرتی رہتی ہیں میں نے بہت واقعات ایسے سنے ہیں کہ بعض عورتوں نے میموں (عیسائی ڈاکٹر عورتوں) کا علاج شروع کیا پھر ان پر ایسا اثر پڑا، کہ کمبختوں نے دین بدل دیا، اور بعض نے دین نہیں بدلا تو پردہ کرنا چھوڑ دیا، اور بعض نے لباس اور زیور وغیرہ میں ان کا طرز اختیار کر لیا، یہ تو سب سے کم درجہ کا اثر ہے، اور اب روز بروز اس کی زیادتی ہو رہی ہے۔ (الکمال فی الدین ص ۷۹)

ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک لڑکا نو تعلیم یافتہ ہے وہ اپنی بیوی سے متنفر ہے اور اس کے رشتہ داروں میں کوئی لڑکی ہے وہ ایم، اے پاس ہے اس سے اس کا تعلق ہے اور اس لڑکی کا میلان بھی اس کی طرف ہے اور اس لڑکی کے ماں باپ نے جو اس کی شادی کرنا چاہا تو اس نے صاف انکار کر دیا اور یہ کہا کہ ہم اپنی مرضی کا ڈھونڈیں گے، جس کا ہم نے تجربہ کر لیا ہے۔

جناب یہ نتیجہ ہے اس آزادی (بے پردگی) اور جدید تعلیم کا جن عورتوں کی یہ حالت ہو، بتلایئے، کیا وہ خانگی امور کو انجام دے سکیں گی، اگر شوہر بیمار ہو تھکا ہو وہ کیا پاؤں دبائیں گی، یا بچوں کی خدمت کریں گی، ہاں بس اس کام کی ہیں کہ اولاد جنا کریں، بلکہ اگر کوئی مشین بچہ جننے کی ایجاد ہو تو یہ اس سے بھی آزاد ہو جائیں، اور یہ کہہ دیں گی کہ کیا ہمارا پیٹ فٹن ہے جو ہم بچہ کا بوجھ لادے لادے پھریں، اب بھی ان سے جس قدر ہو سکتا ہے بچوں سے قطع تعلق رکھتی ہیں، بچہ پیدا ہوا اور کسی عورت کے حوالہ کر دیا۔

الحاصل عورتوں کی آزادی اور بے پردگی میں وہ مصلحتیں جن کے لئے وہ پیدا کی گئی ہیں، حاصل نہیں ہو سکتے ہیں، وہ پردہ ہی میں حاصل ہو سکتی ہیں اور پردہ کا مفہوم عام ہے یعنی وہ بھی پردہ ہی ہے جو مالداروں میں ہے، اور وہ بھی پردہ ہے جو غریبوں کی عورتوں میں ہے، بے پردگی وہ ہے جو آزاد عورتوں میں ہے۔

(التہذیب ملحقہ مفاسد گناہ ص ۴۱۰)

کافر عورتوں سے علاج کرانے میں چند ضروری شرعی ہدایات

کافر عورتوں سے علاج کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر اس میں چند باتوں کا خیال رکھیں۔

(۱) ان سے علاج معالجہ کے سوا اور کوئی بات نہ کریں۔

(۲) ضرورت کے سوا زیادہ میل جول نہ بڑھائیں، ان سے بہناپا نہ کریں، آج کل تو غضب یہ ہے کہ جس گھر میں ایک دفعہ میم صاحب کا قدم آجاتا ہے پھر وہ روز کے روز اسی میں کھڑی نظر آتی ہے، اگر وہ خود بھی نہ آئی تو گھر والیاں بلاتی ہیں،

اس کی بہت سختی سے بندش کرنا چاہئے۔

(۳)اگر وہ مذہبی باتیں شروع کرے تو فوراً روک دینا چاہئے، یا کم از کم سننا نہ چاہئے، اور اگر وہ کسی بات کا جواب مانگیں تو صاف کہہ دو کہ شہر میں علماء موجود ہیں تم ان سے جا کر کہو، وہ تم کو ہر بات کا جواب دیں گے۔

(۴)اور ایک خاص بات تو ایسی ہے جس کی طرف اکثر عورتیں تو کیا خاص مرد بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتے، وہ یہ کہ جسم کے جن حصوں کا محرم مرد (جیسے بھائی وغیرہ) سے چھپانا فرض ہے، کافر عورتوں سے بھی ان کا چھپانا فرض ہے، مثلاً سر کا کھولنا یا گلا کھولنا محرموں کے سامنے جائز نہیں، ان مواضع کا کافر عورت کے سامنے کھولنا بھی بلاضرورت حرام ہے۔ البتہ ان مواضع (جسم کے حصہ) کو علاج کی غرض سے کھولنا پڑے تو جائز ہے، لیکن بلاضرورت ہرگز نہ کھولنا چاہئے، اس میں بکثرت مستورات (عورتیں) مبتلا ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ عورتوں سے کیا پردہ، حالانکہ شریعت میں کافر عورتوں کا حکم مثل اجنبی مرد کے ہے ان کے سامنے بدن کھولنا ایسا ہی ہے جیسا کہ غیر مردوں کے سامنے بدن کھولنا، پس ان سے تمام بدن کو احتیاط سے چھپاؤ، صرف منہ اور قدم اور گٹے تک ہاتھ کھولنا ان کے سامنے جائز ہے باقی تمام بدن کا چھپانا فرض ہے، اس کی طرف عورتوں کو بالکل توجہ نہیں۔

(التبلیغ وعظ کساء النساء ص ۱۶۷ ج ۷)

باب ۱۵

فیشن پرستی

حق تعالیٰ نے مرد و عورت میں فرق رکھا ہے، عورت کو مردوں کی برابری ظاہر کرنا اوران کے مشابہ بننا جائز نہیں، اسی کو تشبہ بالرجال کہتے ہیں یعنی مردوں کی سی صورت، شکل، چال، ڈھال اختیار کرنا حرام ہے، مگر آج کل عورتوں میں یہ خبط بھی بہت پایا جاتا ہے، وضع قطع میں مرد بننا چاہتی ہیں ان کا بس چلے تو سچ مچ مرد ہی بن جائیں، مگر کیا کریں یہ تو ان کے اختیار سے خارج ہے، لہٰذا اتنا کرتی ہیں کہ مردانہ جوتا ہی پہن لیتی ہیں (مردانہ لباس پہن لیتی ہیں)

بیٹیو! خدا سے ڈرو کہیں تمہارے ڈاڑھی نہ نکل آئے خدا تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں، یادرکھو حق تعالیٰ نے ان باتوں کی تمنا کرنے سے بھی منع کر دیا ہے جو مردوں کے ساتھ خاص ہیں، تو تکلف کے ساتھ ان کے اختیار کرنے کو کب جائز رکھیں گے۔

بیٹیو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو کہیں تشبہ بالرجال (مردوں کی مشابہت اختیار) کرنے سے تمہارے منہ پر ڈاڑھی نہ نکل آئے ہم نے لکھنؤ میں ایک تمبا کو بیچنے والی عورت کو دیکھا ہے اس کی ڈاڑھی نکل آئی۔

(مردوں کی وضع اختیار کرنے والے پر سخت وعید آئی ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی سی وضع بنائے اور ایسے مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسی وضع بنائے، اس لعنت کو مسلمان کیسے گوارہ کرسکتا

ہے ،علماء نے اسی حدیث سے عورتوں کے لئے کھڑے (مردانہ) جوتے پہننے کو حرام کہا ہے۔ (التبلیغ وعظ کساء النساء ص ۱۶۷ ج ۷)

شہروں میں ایسی آزادی پھیلی ہے کہ بعض شہروں میں عورتیں اچکن (مردانہ لباس) پہنتی ہیں، اوراس میں قصور عورتوں کا تو ہے ہی کچھ ڈھیلا پن مردوں کا بھی ہے ، کہ وہ ان باتوں کو معمولی سمجھ کر عورتوں پر روک ٹوک نہیں کرتے حالانکہ یہ باتیں ہلکی اور معمولی نہیں لعنت سے زیادہ اور کیا سختی ہوگی ، جب ان باتوں پر لعنت آئی ہے تو ہلکی کیسی مگر لوگوں کو دین کا اہتمام ہی نہیں ،سالن میں ذرا نمک تیز ہوجائے تو مرد ایسے خفا ہوجاتے ہیں کہ کھانا نہ کھائیں اور رکابی (پلیٹ) بیوی کے منھ پر دے ماریں ،اور مارنے پیٹنے کو کھڑے ہو جائیں مگر لعنت کے کام پر ذرا بھی حرکت نہیں ہوتی۔

بلکہ بعض مرد تو ایسے آوارہ مزاج کے ہیں کہ باہر والی (فیشن والی) عورتوں کو دیکھ کر ان کے دل میں خود ہی شوق ہوتا ہے کہ اپنی گھر والیوں کو ایسا ہی بنائیں۔

افسوس! کہاں گئی ان کی غیرت اور کہاں گئی شرافت کیا شریف عورتوں کو بازاری بنانا چاہتے ہیں۔

گھر میں رہنے والی عورتیں تو بس الول جلول ڈھیلی ڈھالی وضع ہی میں اچھی لگتی ہیں ، یہ کیا کہ کسی کسائی پھرتی ہیں ، یہ کوئی سپاہی ہیں جو ہر وقت کمر کسی ہوئی ہے ،ہاں یہ ضروری ہے کہ میلی کچیلی نہ رہیں ، کیونکہ صفائی ستھرائی اور زینت اختیار کرنا یہ شوہر کا حق ہے ،مگر یہ مناسب نہیں کہ آستینیں بھی کسی ہوئی ہیں پائجامے بھی ایسے چست ہیں کہ چٹکی لو تو کھال چٹکی میں آجائے جوتا بھی (کڑھا) جڑھا ہوا ہے یہ کیا لغو حرکتیں ہیں ،خدا تعالیٰ نے تم کو عورت بنایا ہے تم مرد کیسے بن سکتی ہو۔

(التبلیغ کساء النساء ص ۱۶۸ ج ۷)

دوسری قوموں کا لباس اور فیشن اختیار کرنا

عقل ونقل کی روشنی میں

آج کل لوگوں کو اس مسئلہ میں بھی شبہ ہے کہ دوسری قوموں کی وضع (فیشن) اختیار کرنے کے متعلق کہتے ہیں کہ کیا اس سے ایمان جاتا رہتا ہے؟ اس کے متعلق دو مثالیں عرض کرتا ہوں، اس وقت سلاطین (اور مختلف ممالک) میں جنگ ہورہی تھی، اگر کوئی شخص جو برطانیہ کی فوج میں ہو وہ جرمنی سپاہی کی وردی پہن لے، اور منصبی خدمت (اپنی ذمہ داری) میں کوئی کوتاہی نہ کرے تو کیا اس کا یہ فعل (حرکت) افسران کی ناخوشی کا ذریعہ نہ ہوگا۔؟

دوسری مثال لیجئے کہ کیا کوئی مرد اپنے لئے زنانہ کپڑے پہننا اپنے لئے تجویز کرسکتا ہے، ذرا زنانہ کپڑے اور پازیب (چوڑی وغیرہ) پہن کر عام جلسہ میں بیٹھ تو جائیں، زنانی وضع (طور طریق) میں سوائے تشبہ کے اور کیا عیب ہے۔

افسوس ایک مسلمان تو دوسرے مسلمان کی وضع اختیار نہ کرے کیونکہ اس میں اگر فرق ہے تو صرف مرد اور عورت کا ہے، اسلام تو دونوں کا مشترک ہے، اور مسلمان ہو کر غیر مسلمان (دوسری قوموں) کی وضع اختیار کرے؟

تعجب ہے! بعض لوگ کہتے ہیں کہ ضرورت کی وجہ سے (دوسری قوموں کا لباس) پہنتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اگر اس کی ضرورت تسلیم بھی کرلی جائے تو کیا ہر وقت ہی ضرورت رہتی ہے؟ یہ سب حیلے ہیں ، میں اس کا اصلی گرُ (اور وجہ) بتلادوں، بات صرف یہ ہے کہ یہ ایسی قوم کی وضع (اور فیشن) ہے جو رعب اور

دبدبہ والی قوم ہے ،اس کو محض اس لئے اختیار کرتے ہیں تا کہ ہمارا بھی رعب پڑے۔

میں کہتا ہوں کہ کون سا کام اٹکا ہوا ہے،اصل منشاء محض تکبر ہے بس اپنے کو بڑا بننے کی کوشش کرتے ہیں ،اور یہ بڑا بننا قانون الٰہی میں بہت بڑا جرم ہے گوتعزیرات ہند(ہندوستانی دفعات) میں نہ ملے گا ،مگر تعزیرات شرع (یعنی شریعت کی دفعات) میں ملے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جاسکتا، جو جنت کو نہ مانے وہ تو مخاطب ہی نہیں،مگر جو جنت کو مانتا ہے وہ سمجھ لے کہ اس پر کیسی وعید ہے۔

جنت جیسی چیز کا ہاتھ سے جاتا رہنا کیا چھوٹی بات ہے حدیث کے علاوہ قرآن شریف میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ،اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے ،اور شیطان راندۂ درگاہ ہوا، اس کا سبب بھی تکبر تھا،غرض اپنے کو بڑا سمجھنا یہ جرم ہے اور فیشن وغیرہ میں جو غلو پیدا ہو گیا ہے اس کا منشا تکبر ہے۔

(العاقلات الغافلات ص ۳۴۵)

شرعی دلیل

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَاتَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ (ترجمہ) اور تم لوگ ظالموں (یعنی نافرمانوں) کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل باطل کی طرف میلان حرام ہے،اور یہ یقینی بات

ہے کہ اپنی وضع اور طریقہ چھوڑ کر دوسرے کی وضع اور طریقہ، فیشن خوشی سے تب ہی اختیار کرتا ہے، جب اس کی طرف دل سے جھکے، اور نافرمانوں کی طرف جھکنے پر دوزخ کی وعید فرمائی ہے، اس سے صاف معلوم ہوا کہ ایسی وضع اور طریقہ اختیار کرنا گناہ ہے۔ (حیات المسلمین ص ۲۲۶، الافاضات ص ۳۲۵ ج ۲،۸)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضع (یعنی فیشن وغیرہ) میں کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

فائدہ: یعنی اگر کافروں فاسقوں کی وضع بنائے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے دیکھے فرمایا یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہے ان کو مت پہنو۔ (مسلم)

فائدہ: ایسا کپڑا مرد کے لئے خود بھی حرام ہے مگر آپ نے ایک وجہ یہ بھی فرمائی ”کہ یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہے“ معلوم ہوا کہ اس وجہ میں بھی اثر ہے، پس یہ وجہ جہاں بھی پائی جائے گی یہی حکم ہوگا۔ (حیات المسلمین ص ۲۲۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی شباہت بناتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں۔ (بخاری)

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ ایک عورت مردانہ جوتہ پہنتی ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مردانی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔(ابوداؤد)

فائدہ: آج کل عورتوں میں اس کا بہت رواج ہوگیا ہے،اور بعض عورتیں انگریزی جوتہ پہنتی ہیں جس سے دوگناہ ہوتے ہیں ،ایک مردوں کی وضع اختیار کرنیکا،دوسرا غیر قوم کی وضع اپنانے کا۔ (حیات المسلمین ص۲۲۶)

تشبہ یعنی دوسری قوموں کے طور طریق اختیار کرنے کے شرعی احکام

(۱) تشبہ بالکفار، اعتقادات وعبادات میں کفر ہے،اور مذہبی رسومات میں حرام ہے ،جیسا کہ زنار(دھاگا سا) باندھنا ،سر پر چوٹی رکھنا ''یا جے'' پکارنا ،ایسا تشبہ بلاشبہ حرام ہے۔(الافاضات الیومیہ،سیرت المصطفےٰ بحوالہ تھانوی ص۵۵۹ ج۲)

(۲) معاشرت اور عبادات اور قومی شعار میں تشبہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً کسی قوم کا وہ مخصوص لباس استعمال کرنا ،جو خاص انہی کی طرف منسوب ہو،اور اس کا استعمال کرنے والا اسی قوم کا ایک فرد سمجھا جانے لگے ،جیسے ہندووانہ دھوتی یہ سب ناجائزاور ممنوع ہے۔

اسی طرح کافروں کی زبان اور ان کے لب ولہجہ اور طرز کلام کو اس لئے اختیار کرنا کہ ہم بھی انگریزوں کے مشابہ بن جائیں،تو بلاشبہ یہ ممنوع ہوگا۔

(۳) اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں ،نہ مذہبی وضع ہیں گوان کی ایجاد کی ہوئی ہوں ،اور تمام ضرورت کی چیزیں ہیں ،جیسے دیاسلائی یا گھڑی ،یا نئے ہتھیار ،یا نئی ورزشیں جن کا بدل ہماری قوم میں نہ ہو،اس کا برتنا جائز

ہے، جیسے بندوق، ہوائی جہاز وغیرہ، یہ درحقیقت تشبہ نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ اس کے استعمال کرنے سے نیت وارادہ کافروں کی مشابہت کا نہ ہو، مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں بلکہ علماء سے پوچھ لیں۔

(حیات المسلمین، روح بست وپنجم)

اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں، ان کی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے۔

(انفاس عیسیٰ ص ۳۹)

تشبہ ختم ہوجانے کی پہچان

اس کا معیار یہ ہے کہ جن چیزوں کے دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ بات کفار کی ہے، اور کفار کی خصوصیت کی طرف ذہن جاتا ہوگا تو تشبہ ہوگا ورنہ نہیں۔

(بس تشبہ کے ختم ہوجانے کی) پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کے دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک نہ ہو کہ وضع تو فلانے لوگوں کی ہے، جب تک یہ خصوصیت باقی ہے اس وقت تک منع کیا جائے گا، جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا، دھوتی باندھنا، یا عورتوں کو لہنگا (ساڑی اور مردانہ کرُتے) پہننا، البتہ اگر یہاں پر بھی کوٹ پتلون عام ہوجائے کہ ذہن میں خصوصیت جاتی رہے تو ممنوع نہ ہوگا، مگر جب تک دل میں کھٹک ہے اس وقت تک تشبہ کی وجہ سے ناجائز رہے گا۔

(حسن العزیز ص ۲۱۲ ج ۳)

چند مثالیں

(۱)ایک صاحب نے عرض کیا کہ جو شخص لندن میں مسلمان ہواور وہاں کوٹ پتلون پہنے تو تشبہ ہوگا یا نہیں؟ فرمایا وہاں تشبہ نہیں ہوگا کیونکہ وہاں یہ نہیں سمجھا جاتا کہ یہ غیر قوم کا لباس ہے، وہاں تو سب کا لباس یہی ہے، کوئی امتیاز نہیں ،اگر یہاں پر بھی کوٹ پتلون عام ہوجائے کہ ذہن سے خصوصیت جاتی رہے تو ممنوع نہ ہوگا۔ (حسن العزیز ص: ۲۰۸ ج ۴)

(۲) سوال کیا گیا کہ عورتوں کو اپنے کرتے میں کف لگانا جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا، جہاں مردوں کے ساتھ تشبہ ہو وہاں ممنوع ہے، اور جہاں (عام رواج ہوجانے کی وجہ سے مردوں کے ساتھ تشبہ) نہ ہو وہاں جائز ہے۔

(ملفوظات خبرت ص ۵۷ ج ۳)

(۳) میز کرسی پر کھانا کھانے کی قباحت میں بعض مقامات میں تامل ہوتا ہے کیوں کہ ان مقامات میں اب یہ عام طور سے مشہور اور عام ہوگیا ہے اور عموم شہرت کی وجہ سے تشبہ سے نکل جائے گا، مگر پورا عام نہیں ہوا، اس لئے دل میں کچھ کھٹک سی رہتی ہے، جب تک دل میں کھٹک ہے اس وقت تک تشبہ کی وجہ سے ناجائز رہے گا۔ (الکلام الحسن ص ۸۳)

ضروری تنبیہ از مرتب

فائدہ: مذکورہ بالا اصول وقواعد اور مثالوں سے لباس اور زینت کے تمام مسائل کو سمجھنا چاہیے، زمانہ اور مکان کے لحاظ سے احکام مختلف بھی ہو سکتے ہیں، مثلاً

ساڑی پہننا، اس وقت یوپی میں غیر مسلم یا بدکار اور آزاد عورتوں کا لباس سمجھا جاتا ہے ، اس لئے مکروہ ہوگا ،لیکن صوبہ بہار میں عام لباس یہی ہے مسلمان عورتیں بکثرت بلکہ سب ساڑی استعمال کرتی ہیں، اس لئے وہاں تشبہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، لہٰذا وہاں بلا کراہت جائز ہوگا۔

دوسری قوموں کے نئے نئے فیشن اختیار کرنا

بعض عورتوں نے سایہ پہننا شروع کیا ہے اور وہ میم صاحب بننا چاہتی ہیں ، ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں، کان ننگے ان میں بالیاں تک نہیں جو طرز میموں کا ہے وہ اختیار کیا ہے، عورتوں میں یہ نیا فیشن ہے۔

میں کہتا ہوں اس سے قطع نظر کہ تشبہ (یعنی لباس میں بھی دوسری قوموں کی مشابہت اختیار کرنا) نا جائز ہے، اخلاق پر بھی تو اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے وہ یہ کہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے تو جو (لباس) تکبر کا سبب ہوگا ، وہ بھی ناجائز ہوگا (ایسا لباس پہننے والے) اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔

اور میں یہ نہیں کہتا کہ غیر قوم کی ہر چیز ناجائز ہے بلکہ وہ ناجائز ہے جس کو دوسری قوم کے ساتھ خصوصیت ہے، اور جس چیز کو دوسری قوم کے ساتھ خصوصیت نہیں وہ جائز ہے، جیسے کرسی وغیرہ میں کوئی امتیازی شکل باقی نہیں رہی اور وہ کسی خاص قوم کی وضع نہیں سمجھی جاتی، اس لئے جائز ہے اور سایہ وغیرہ میں امتیازی شکل باقی ہے اس لئے ناجائز ہے۔

اور امتیازی شکل (باقی رہنے یا نہ رہنے) کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کو دیکھ کر طبیعت کھٹک جائے کہ یہ تو فلاں قوم کا طرز (لباس) ہے تو تشبہ ہے ورنہ تشبہ

نہیں، چنانچہ سایہ (ساڑی) وغیرہ دیکھ کر فوراً دیکھنے والے کا ذہن منتقل ہوتا ہے کہ یہ تو میموں کا طرز ہے اور کرسی میں ایسا نہیں ہے، اسی پر اور چیزوں کو قیاس کر لو (البتہ اگر رواج ہو جانے کی وجہ سے طبیعت میں یہ کھٹک باقی نہ ہے کہ یہ تو دوسری قوم کا لباس ہے تو تشبہ ختم ہو جائے گا اور تشبہ کی وجہ سے ممانعت بھی باقی نہ رہے گی۔)

مردوں کے کہنے سے دوسری قوموں کا لباس پہننا

آج کل بہت سی جگہ عورتوں کو فیشن کا بہت اہتمام ہو گیا ہے، دوسری قوموں کی وضع بناتی ہیں، سایہ (ساڑی) پہننے لگی ہیں، کانپور میں دیکھا بعض عورتیں اچکن (صدری وغیرہ مردانہ لباس) پہنتی ہیں، یہ آفت اب نازل ہوئی ہے۔

اور بعض جگہ عورتیں خود ایسا نہیں کرتیں مگر بعض مردان عورتوں کو اس پر مجبور کرتے ہیں، مگر یہ سمجھ لیجئے کہ **"لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق"** اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں، پس عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کے کہنے سے ایسا لباس ہرگز نہ پہنیں، جس میں مردوں کے ساتھ (یا دوسری قوموں کا) تشبہ ہے۔

(العاقلات الغافلات ص ۳۴۴)

باب ۱۶

زیور کا استعمال

زیور استعمال کرنے کی اصل غرض

عقلاء نے زیور (استعمال کرنے کی وجہ اور) تجویز اس لئے نکالی ہے کہ یہ نقد (روپیہ پیسہ) کے لئے قید ہے کیونکہ اس سے رقم محفوظ ہوجاتی ہے یعنی مثلاً اگر ہم کو کسی وقت چار آنہ کی ضرورت ہو تو اس کے لئے روپیہ توڑالیں گے مگر پانچ سو روپیہ کی چوڑیاں (یا زیور کو عادۃً) فروخت نہیں کر سکتے، تو روپیہ اکثر جمع نہیں رہ سکتا، اور زیور سے رقم محفوظ ہوجاتی ہے، زیور پہننے سے اصلی غرض یہی ہے، یہی وجہ ہے کہ قصبات (اور شہروں) میں زیور زیادہ ہوتا ہے کیونکہ دیہاتی لوگ بینک وغیرہ میں رکھنا نہیں جانتے، اور جب (زیور کی) یہ غرض ہے تو اس کا خوبصورت اور بدصورت ہونا کیسا؟ بلکہ اس غرض کے لئے تو اور بھدا بنوا کر پہننا چاہئے تاکہ کسی کی نگاہ اس پر نہ اٹھے اور کوئی پیچھے نہ لگ جائے، اور اگر بھدا بھی نہ ہو تو خیر پہلی دفعہ تو خوبصورت بنوالو پھر جیسا بن جائے اس پر اکتفا کرو۔

(اسباب الغفلۃ ص ۳۸۲ ملحقہ دین ودنیا)

زیور استعمال کرنے کے نقصانات

زیور میں یہ نفع بیان کیا جاتا ہے کہ مال محفوظ ہوجاتا ہے کیونکہ نقد روپیہ

تو خرچ ہوجاتا ہے اور زیور بنوانے سے اس کی حفاظت ہوجاتی ہے میں اس کو کسی درجہ میں تسلیم کرتا ہوں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میں کوئی نقصان بھی ہے یا نہیں۔
غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قومی ،ملکی، ذاتی سب قسم کے نقصانات ہیں۔

(۱) قومی نقصان تو یہ ہے کہ زیور دکھلاوے اور بڑے بننے کے لئے پہنا جاتا ہے، اور بڑا بننے کی عادت بہت بری ہے حدیث میں ہے: **"لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر"** ۔یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ برابر کبر (تکبر) ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔

(نیز زیور کے پہننے سے) کبھی دوسرے کی تحقیر مقصود ہوتی ہے، اور جب اس سے کسی کی تحقیر کی گئی تو مساوات نہیں رہی، اور قومی ترقی کا اصل الاصول مساوات ہے

(۲) ملکی نقصان یہ ہے کہ زیور کی محبت حب مال ہے، اور جس قوم میں مال کی محبت ہے وہ کوئی کام ملکی ترقی کا نہیں کرسکتی۔

(۳) اور ذاتی نقصان تو سب سے پہلے یہ ہے کہ اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے ہروقت خطرہ میں ہے کہ کوئی لوٹ نہ لے کوئی چرا نہ لے، کہیں کھو نہ جائے۔
دوسرا نقصان یہ ہے کہ زیور پہن کر عورتیں کچھ کام نہیں کرسکتیں اچھی خاصی اپاہج بن جاتی ہیں، جب وہ ہلنے جلنے کے بھی کام کی نہ رہی تو صحت کی جو گت ہوگی وہ معلوم ہے (یہ صحت کا نقصان ہے)

تیسرا نقصان یہ ہے کہ بعض دفعہ زیور ٹوٹ جاتے ہیں، یا کھو جاتے ہیں، اور بناتے وقت سنار ان میں کھوٹ ملاتے ہیں، یہ سب مالی نقصان ہوا۔
ان دنیوی نقصانات کے علاوہ دینی نقصانات تو اس قدر ہیں کہ کوئی نفع اس

کا مقابلہ ہی نہیں کرسکتا، اضاعۃ وقت اور اسراف (فضول خرچی) اور مال کی محبت ،اور ریا، سمعہ (شہرت، دکھلاوا) اور تکبر وتفاخر یہ اس کے نتائج ہیں، جس کو ہم لوگوں نے بہت ہی معمولی سمجھ رکھا ہے، ان کے متعلق جو وعیدیں قرآن وحدیث میں وارد ہیں ان کو کوئی دیکھے تو کبھی زیور کا نام نہ لے، مگر طبیعتوں میں ایسا انقلاب ہوا ہے کہ دنیوی ودینی نقصانات کے باوجود عورتوں کو دن رات اس سے فرصت ہی نہیں۔

(ملفوظات اشرفیہ مطبوعہ پاکستان ص ۲۸۶)

زیور استعمال کرنے کا شرعی حکم

عورتوں کو زیور پہنانا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملے گا، اور بجتا زیور (یعنی جس زیور میں آواز ہوتی ہو) پہننا درست نہیں، جیسے پازیب وغیرہ اور بجتا زیور چھوٹی لڑکیوں کو بھی پہنانا جائز نہیں۔

چاندی اور سونے کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے جیسے پیتل، گلٹ، رانگا، وغیرہ، مگر انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز کی درست نہیں۔ (بہشتی زیور ص ۴۸ ج ۳)

ضرورت کی وجہ سے لباس وزیور استعمال کرنے کی مختلف صورتیں اور شرعی احکام

ضرورت کے درجے بھی ہیں:

(۱) ایک یہ کہ جس کے بغیر کام نہ چل سکے یہ تو مباح بلکہ واجب ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ایک چیز کے بغیر کام تو چل سکتا ہے مگر اس کے ہونے سے راحت ملتی ہے اگر نہ ہو تو تکلیف ہوگی گو کام چل جائے گا، مگر دقت (دشواری) سے چلے گا، ایسے سامان کے رکھنے کی بھی اجازت ہے۔

(۳) ایک سامان اس قسم کا ہے جس پر کوئی کام نہیں اٹکتا نہ اس کے بغیر تکلیف ہوگی، مگر اس کے ہونے سے اپنا دل خوش ہوگا، تو اپنا جی خوش کرنے کے واسطے بھی کسی سامان کے رکھنے کا بشرط وسعت مضائقہ نہیں، یہ بھی جائز ہے۔

(۴) ایک یہ کہ دوسروں کے دکھانے اور ان کی نگاہ میں بڑا بننے کے لئے کچھ سامان رکھا جائے یہ حرام ہے۔

یہ جو ضرورت وغیرہ کے درجات میں نے لباس وزیور وغیرہ کے متعلق بیان کئے ہیں، یہ ان کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ درجہ ہر چیز میں ہے دکان میں بھی، اور برتنوں میں بھی، ہر چیز میں ضرورت کا معیار یہ ہے کہ جس کے بغیر تکلیف ہو وہ ضروری ہے، اور جس کے بغیر تکلیف نہ ہو وہ غیر ضروری اب اگر اس میں اپنا دل خوش کرنے کی نیت ہو تو مباح ہے، اور اگر دوسروں کی نظر میں بڑا بننے کی نیت ہو تو حرام ہے، اس معیار کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ (غریب الدنیا ص ۱۵۶)

دل کا چور

زیور اور لباس پہننے میں فاسد نیت

جو عورتیں اپنی راحت کے لئے یا اپنا اور اپنے خاوند کا جی خوش کرنے کے لئے قیمتی کپڑا یا زیور پہنتی ہیں تو ان کو مذکورہ شرط کے ساتھ (یعنی دکھلاوے اور تکبر

کے لئے نہ ہوان کو) تو گناہ نہیں ہوتا، اور جو عورتیں محض دکھلاوے کے لئے پہنتی ہیں وہ گنہگار ہیں، اوراس کی علامت یہ ہے کہ اپنے گھر میں تو ذلیل وخوار بھنگنوں کی طرح رہتی ہیں، اور جب کہیں شادی میں نکلیں گی تو نواب کی بچی بن کر جائیں گی، اب عورتیں دیکھ لیں (اوراپنے دل کوٹٹولیں) کہ یہ جوڑے بدل بدل کر جاتی ہیں، اس میں ان کی کیا نیت ہوتی ہے اگر اپنی راحت اوردل کی خوشی ہے تو گھر میں اس ٹھاٹھ سے کیوں نہیں پہنتیں۔

بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ہم اپنے خاوند کی عزت کے لئے عمدہ جوڑا پہن کر نکلتی ہیں، اگراس تاویل کو مان لیا جائے تو پہلی دفعہ ایک جوڑا تم نے شادی کے لئے نکالا تھا، خاوند کی عزت کے لئے تمہارے خیال میں وہی کافی تھا اب دیکھو کہ اگر کبھی شادی میں دوتین دن جانا ہوجائے تو تم تینوں دن اسی ایک جوڑے میں جاؤ گی، یا ہردن نیا جوڑا بدلوگی؟ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہردن نیا جوڑا بدلا جاتا ہے آخر یہ کیوں؟ خاوند کی عزت کے لئے تو ایک بہت کافی تھا، مگرنہیں! ایک جوڑے میں ہر دن نہیں جاسکتیں بلکہ ہردن نیا جوڑا بدلتی ہیں، اگراور کچھ نہ بھی بدلیں گی تو دوپٹہ توضرورہی بدلیں گی کیونکہ وہ سب سے اوپر رہتا ہے، سب کی نظریں اس پر پہلے پڑتی ہیں، اس لئے اس کوضرور بدلیں گی تاکہ ہردن نیا جوڑا معلوم ہو، یہ سب ریا ہے اوراس غرض سے قیمتی کپڑا یا زیور پہننا حرام ہے۔

(غریب الدنیا ص ۱۵۶ ملحقہ دین ودنیا)

زیور استعمال کرنے کا شرعی حکم

لباس اور زیور میں کوتاہی کا آسان علاج

(عورتوں کو جب دیکھو) ان کی تمام تر گفتگو زیور، کپڑے، روپئے پیسے کے متعلق ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان میں زیور کی اور لباس کی محبت بہت زیادہ ہے۔

اگر کوئی کہے کہ یہ امور تو عورتوں میں فطری ہیں، پھر فطری امر پر کیوں ملامت کی گئی وہ تو اختیار سے باہر ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ فطری امر پر ملامت کرنا مقصود نہیں، بلکہ اعتدال کی تعلیم مقصود ہے کہ عورتوں کو زینت میں انہماک نہ ہونا چاہئے باقی اعتدال کے ساتھ تو زینت ضروری ہے، علماء نے لکھا ہے کہ شوہر بیوی کو زینت نہ کرنے پر مار سکتا ہے، مگر یہ نہ ہونا چاہئے کہ رات دن اسی فکر میں رہیں، لیکن ان کا مزاج یہ ہوگیا ہے کہ رات دن اسی فکر میں پڑی رہتی ہیں، رات دن ان کا یہی مشغلہ ہوتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ زیور کا استعمال کم کردیا جائے۔

یہ مطلب نہیں کہ اپنے گھر میں استعمال کم کردو کیونکہ اپنے گھر میں تو عموماً عورتیں زیور پہنتی ہی نہیں اور لباس بھی معمولی ہی پہنتی ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کسی دوسرے کے گھر جاؤ تو زیور کم پہن کر جاؤ، اور لباس بھی معمولی پہن کر جاؤ، باقی سارے زیور کو اور قیمتی جوڑوں کو اپنے گھر میں پہنو، کیونکہ شریعت نے عورتوں کو چاندی سونے کا زیور اور ریشم کا کپڑا اسی لئے حلال کیا ہے تاکہ وہ شوہر

کے سامنے اس سے زینت کرسکیں ،توان کے استعمال کا اصلی محل اپنا ہی گھر ہے، مگراب عورتوں نے اسی تعلیم کے خلاف یہ طرز اختیار کرر کھا ہے کہ شوہر کے سامنے تو معمولی حالت میں رہیں گی اور دوسرے کے گھر بن ٹھن کر جائیں گی تو یہ عمل خلاف شریعت بھی ہے اوراس سے زیور، لباس کی محبت بھی بڑھتی ہے اس لئے عورتوں کوشریعت کی اصل تعلیم پرعمل کرنا چاہئے کہ اپنے گھر میں سب زیور،لباس پہنا کریں،اوردوسرے کے گھرمیں معمولی زیور،لباس پہن کر جایا کریں،اس سے زیورولباس کی محبت ان کے دل میں کم ہوجائے گی۔

اورسب سے بڑامجاہدہ یہ ہے کہ شادی اور دوسری تقریبات (خوشیوں) کے موقع پر سادے کپڑے اور سادازیور پہن کر جایا کریں ،اصلاح تو اسی طرح ہوگی ،اس کے بغیر صرف کتابیں پڑھنے اور وعظ سننے سے کچھ نہ ہوگا،رہا یہ کہ یہ تو بہت دشوار ہے دل پرآرہ چل جائے گا کہ بھری برادری میں سب لوگ تواچھے زیور اورعمدہ لباس سے آئیں،اورہم سادے لباس اورمعمولی زیورمیں ہوں توصاحبو! دنیا کا بھی کوئی کام بغیرمحنت کے نہیں ہوتا،دینداری ہی ایسی سستی کیوں ہےلوگ بغیر محنت کے دیندار بننا چاہتے ہیں۔

(المجاہدہ،ملحقہ حقیقت تصوف وتقویٰ ص ۱۳۸)

(خیرالاثاث للاناث ص ۳۰۷ ملحقہ حقیقت مال وجاہ)

زیور پہننے کی ہوس

عورتوں کی حالت یہ ہے کہ زیور سے کسی وقت ان کا پیٹ نہیں بھرتا کانوں میں بالیاں بھی ہیں،بندے بھی ہیں ان کو کچھ حس ہی نہیں کہ اس سے کان ٹوٹیں

گے یا کیا ہوگا، چاہیں کان جھک پڑیں، مگران کوسب زیور لادنا فرض ہے ناک میں نتھ بھی ہے اور لونگ بھی ہے پھر چاہے لونگ سے ناک میں آگ ہی لگ جائے مگر کیا مجال ہے جو کسی وقت اترے، پھراس زیور کے شوق میں ان کو ساری مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں، یعنی کان چھدوانے میں کتنی تکلیف ہوتی ہے مگر لڑکیاں ہنسی خوشی سب کام کرالیتی ہیں، بلکہ اگر کوئی ان سے یہ کہے کہ کان چھدوا کر کیا لوگی خوامخواہ تکلیف اپنے سرمول لیتی ہو کان مت چھدواؤ تو اس سے لڑنے کو تیار ہو جاتی ہیں۔ (الکمال فی الدین ص:۸۳)

ایک لطیفہ

ایک بنئے کا قصہ مشہور ہے کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ ذرا سل کا بٹہ اٹھالاؤ، اس نے کہا کہ سل کا بٹہ مجھ سے کیسے اٹھے گا بھاری پتھر ہے کہیں میری کمر میں لچک نہ آجائے، اس نے پتھر تو خود اٹھالیا لیکن سل کو کسی بہانہ سے باہر لے گیا، اور ایک سنار کو بلا کر کہا کہ اس سل کے اوپر سونے پتر خوبصورتی کے ساتھ جڑ دے اور اس میں ایک مضبوط زنجیر ڈال دے جب وہ تیار ہو کر آگئی تو اسی بیوی کو لا کر دیا کہ لو ہم نے تمہارے واسطے ایک ہنیکل (بھاری زیور) بنوایا ہے اسے پہن لو، تو اس نے خوش ہو کر اسے گلے میں ڈال لیا، اور گلے میں لٹکائے پھرنے لگی گردن بوجھ سے جھکی جاتی تھی مگر زیور کے شوق میں سب تکلیف گوارہ تھی، اس کے بعد بنئے نے جوتہ نکال کر خوب خبر لی کہ کمبخت اس روز تو تجھ سے سل کا بٹہ بھی نہ اٹھتا تھا اور آج سل کو گلے میں لٹکائے پھرتی ہے آج تیری کمر میں کچھ نہیں ہوتا۔

خیر یہ قصہ تو گڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر جس نے گڑھا ہے اس نے عورتوں

کے مزاج کو خوب سمجھا ہے حقیقت میں ان کو زیور کی حرص ایسی ہے کہ اگر سونے کا زیور بہت بھاری بھی ہو تو یہ کبھی اس کے پہننے سے انکار نہ کریں گی گو گردن اور گلا کیسا ہی دکھتا رہے۔ (الکمال فی الدین ص ۸۴)

زیور پہننے کا فیشن

آج کل کچھ دنوں سے نوعمر لڑکیوں میں زیور کا شوق کم ہو گیا ہے، یہ نیا فیشن چلا ہے کہ نوعمر لڑکیاں آج کل کان وغیرہ ننگے رکھتی ہیں، چاندی کا زیور تو آج کل عیب شمار ہونے لگا، شرفاء کی لڑکیاں صرف سونے کا زیور پہنتی ہیں، وہ بھی صرف کانوں میں دو ہلکے ہلکے بندے، اور سارا بدن زیور سے ننگا ہے، ہاں پیروں میں کچھ چاندی بھی ڈال لیتی ہیں کیونکہ وہ حقیر چیز ہے پیروں ہی میں رہنی چاہئے، آج کل زیور میں لڑکیوں نے اختصار کر لیا ہے، اور اس مذاق کی ابتداء میموں کے اتباع سے ہوئی میمیں زیور نہیں پہنتی، کیونکہ ان کی قوم میں اس کا رواج نہیں، حکمراں قوم ہے ان کو دیکھ دیکھ کر ہندوستانی عورتوں میں بھی یہ مذاق پیدا ہو گیا، اور یہ اس طرح کہ آج کل جا بجا شفا خانے کھلے ہوئے ہیں جن میں زنانے شفا خانے بھی ہیں، ہندوستانی عورتیں وہاں جا کر میموں سے علاج کراتی ہیں اس ذریعے سے ان کے پاس آمد و رفت ہوتی ہے، اور جو زیادہ وسعت والے ہیں وہ میموں کو اپنے گھروں پر بلاتے ہیں پھر ایک نے تو میموں کو دیکھ کر ان کا طرز اختیار کیا، پھر اس کو دیکھ دیکھ کر دوسری عورتوں نے اپنا رنگ بدلا۔

(الکمال فی الدین ص ۷۸)

الغرض ان میں (میموں) کا یہ اثر ہے کہ نوعمر لڑکیوں کو زیور کا خیال کم ہو گیا

ہے، اس کا منشاء کفایت شعاری ہرگز نہیں، کیا ساری کفایت شعاری زیور ہی میں رہ گئی؟ اچھا کپڑوں میں کفایت شعاری کیوں نہیں کی جاتی، جو لڑکیاں زیور کم پہنتی ہیں وہ کپڑوں میں بڑی رقم صرف کرتی ہیں، اسی طرح گھر کی آرائش وزینت میں بھی خرچ کی پرواہ نہیں کرتیں، اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصود محض میموں کا اتباع ہے، جس چیز میں وہ رقم صرف نہیں کرتیں اس میں یہ بھی صرف نہیں کرتیں، اور جس میں ان کو زیادہ غلو ہے اس میں یہ بھی خرچ کی پرواہ نہیں کرتیں، بلکہ یہ مذاق (اور رواج) اس درجہ غالب ہوا ہے کہ جن عورتوں میں زیادہ مالی وسعت نہیں بھی ہے وہ بھی معمولی کپڑوں اور معمولی زیوروں ہی میں ایسی تراش خراش کرتی ہیں، اور ایسی وضع (طرز) سے اس کو بناتی ہیں، جس سے وہ میم کی طرح نظر آنے لگیں۔

بس ایسی حالت میں ان کو زیور کا خیال کم ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں بلکہ یہ تو اس کا مصداق ہو گیا۔

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی   تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

اگر یہ اپنی پرانی وضع پر قائم رہیں پھر زیور کا شوق کم کر دیں اس وقت البتہ خوشی کی بات ہے۔ (الکمال فی الدین ص ۸۲)

آواز دار زیور پہننے کا شرعی حکم

باجہ دار زیور پہننا ممنوع ہے، البتہ جس میں خود باجہ نہ ہو اگرچہ لگ کر بجتا ہو اس کا پہننا جائز ہے، مگر اس طرح چلنا کہ اجنبی اس کی آواز سنے ممنوع ہے:

قال اللہ تعالیٰ: ”وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔“ (پارہ ۱۸ سورہ نور آیت ۳۱)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”لاتدخل الملٰئکة فیه جرس وقال مع کل جرس شیطان۔“

(رواہ ابوداؤد)

جس زیور کی آواز پیدا ہو وہ دو قسم کے ہیں، ایک وہ جو خود بھی بجتا ہو جیسے گھونگرو یا باجہ دار جھانور اس کا پہننا تو اس وجہ سے کہ حدیث میں جرس سے نہی آئی ہے، بالکل ممنوع ہے اور قرآن میں یہ مراد نہیں۔

اور دوسری قسم وہ ہے جو خود نہیں بجتا مگر دوسری چیز سے لگ کر آواز دیتا ہے جیسے چھڑے اور کڑے (اور چوڑیاں) اس کا پہننا جائز ہے اور اسی کی نسبت اس آیت میں حکم ہے کہ پاؤں زور سے نہ رکھیں یعنی پہننا درست ہے، مگر اس کا ظاہر کرنا فتنہ اور اجنبیوں کے میلان کے خوف سے درست نہیں (لیکن) بعض عورتیں منیہار (مردوں) سے چوڑیاں پہنتی ہیں یہ بڑی بیہودہ بات (اور بالکل حرام ہے)

(بہشتی زیور ص ۱۸۸ ج ۳)

فائدہ: چوڑیاں سب (قسم کی پہننا) جائز ہے۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۲۶ ج ۴)

باب ۱۷

بدنگاہی وبدفعلی کا بیان

امرد یعنی بے ریش خوبصورت لڑکے سے احتیاط

امرد یعنی بے داڑھی والا لڑکا (خوبصورت جس کی طرف میلان قلب و کشش ہو) بعض احکام میں اجنبی عورت کی طرح ہے، یعنی شہوت کے اندیشہ کے وقت اس کی طرف دیکھنا اس سے معانقہ یا مصافحہ کرنا، اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا اس کا گانا سننا یا اس کے موجود ہوتے ہوئے گانا سننا یا اس سے بدن دبوانا، اس سے بہت پیار واخلاص کی باتیں کرنا یہ سب حرام ہے۔

(اصلاح الرسوم ص ۱۰۳)

امردوں سے قرآن پاک یا نعت سننا

اسی طرح اجنبی عورت یا امرد مشتہیٰ سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے حتی کہ اگر کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرکت ہو تو اس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔

اکثر لوگ لڑکوں کو نعت غزلیں یاد کرا دیتے ہیں یہ بھی جائز نہیں ہے، فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر بے ریش لڑکا مرغوب طبع ہو تو اس کی امامت بھی مکروہ ہے تو جب امام بنا کر کھڑا کرنا جائز نہیں حالانکہ اللہ کا قرآن ہی پڑھے گا مگر فقہاء نے بلاضرورت اس کی بھی اجازت نہیں دی۔

اکثر واعظین عورتوں کے مجمع میں خوش الحانی سے اشعار پڑھتے ہیں یہ بالکل ہی مصلحت دین کے خلاف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں ایک غلام کو عورتوں کے سامنے اشعار پڑھنے سے روک دیا اور فرمایا تھا کہ "رویدک یا انجشہ لاتکسر القواریر" (بخاری شریف) تو جب اس زمانہ میں کہ سب پر تقویٰ غالب تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہیں دی تو آج کس کو اجازت ہو سکتی ہے، بالخصوص جب کہ خود عورتیں یا لڑکے ہی پڑھنے والے ہوں۔ (دعوات عبدیت ص ۱۲۶ ج ۹)

عورتوں کی طرح امردوں کو پردہ کا حکم کیوں نہیں

ایک سوال کیا گیا کہ عورتوں کے پردہ میں رکھنے کی علت تو یہی ہے، کہ ان کے خروج (باہر نکلنے) سے فتنہ کا اندیشہ ہے اور یہ علت جیسی عورتوں میں پائی جاتی ہے امارد (بے ڈاڑھی کے خوبصورت لڑکوں میں جن کی طرف کشش ہوتی ہے ان) میں بھی پائی جاتی ہے تو اشتراک علت سے حکم بھی مشترک ہونا چاہیے، اور امردوں کے لئے بھی خروج (باہر نکلنا) جائز نہیں ہونا چاہیے۔

جواب میں فرمایا کہ شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جس امر میں مفاسد شامل ہو جائیں اگر وہ غیر ضروری ہوتا ہے تو اس امر ہی کو روک دیا جاتا ہے اور اگر وہ ضروری ہوتا ہے تو اس کی ممانعت نہیں کی جاتی، بلکہ مفاسد کے اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے تو عورتوں کا باہر نکلنا چونکہ غیر ضروری تھا، اس لئے مفاسد کی وجہ سے اسی کو روک دیا گیا، اور امرد (بے ریش لڑکے) چونکہ چند روز میں رجال (مرد) ہونے والے ہیں اور ان کے لئے ایسے کمالات جن کا مردوں کو حاصل ہونا ضروری ہے ان

کا حاصل کرنا ضروری ہے اور وہ عادۃً بغیر خروج (باہر نکلے بغیر) ممکن نہیں ،اس لئے ان کے خروج کو نہیں روکا گیا بلکہ مفاسد کا انسداد (بندش) ڈرانے اور وعید کے ذریعہ سے کیا گیا۔ (مجادلات معدلت دعوات عبدیت ص ۱۵۴ ج ۵)

بدنگاہی کا مرض

آنکھوں کے بہت سے گناہ ہیں لیکن یہاں ایک خاص گناہ کا ذکر ہے بدنگاہی ،لیکن اس گناہ کو لوگ گناہ سمجھتے ہی نہیں۔

بعض لوگ نظر میں مبتلا ہوتے ہیں یعنی غیر محرموں کی طرف بے باکانہ دیکھتے ہیں اور اس کی ذرا پرواہ نہیں کرتے بلکہ یہ ایسا مرض ہے کہ اس سے بہت کم لوگ پاک ہیں کیونکہ اکثر ان گناہوں سے لوگ بچتے ہیں جن کے ارتکاب میں فوت جاہ یا رسوائی کا خیال ہو اور اس گناہ میں جاہ (عزت) فوت نہیں ہوتی اس لئے کہ اول تو دوسرے کو نظر کی خبر ہی کیوں کر ہوسکتی ہے۔ دوسرے اگر نظر کی اطلاع بھی ہو جائے تو نیت کی کیا خبر ،بعض لوگ اس سے بھی بچتے ہیں کیونکہ سمجھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس کے وقوع (اور علم) سے کسی کو بدگمانی پیدا ہو جائے اس لئے اس سے بھی بچتے ہیں ،لیکن ان کے قلب میں یہ مرض شہوت کا ہوتا ہے اور لطف یہ کہ باوجود اس قلبی مرض کے یہ شخص اپنے کو متقی سمجھتا ہے ،حالانکہ خیالات اس کے نہایت گندے ہوتے ہیں ،اور اکثر وہ حدیث نفس (نفس سے باتیں کر) کے مزہ لینے میں مبتلا ہوتا ہے ،بعض اوقات عزم بھی ہو جاتا ہے ،یعنی اگر اس کو موقع مل جائے تو یہ ہرگز نہ بچے ،جب اس کی عادت ہو جاتی ہے تو اس کا چھوٹنا نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔

(مطاہر الاقوال ص: ۳۴)

بدنگاہی سے بہت کم لوگ بچے ہیں

ہم کو اپنی حالت دیکھنا چاہئے کہ ہمارے اندر اس معصیت سے بچنے کا کتنا اہتمام ہے میں دیکھتا ہوں شاید ہزار میں ایک اس سے بچا ہوا ہو، ورنہ ابتلائے عام ہے اور اس کو نہایت درجہ خفیف سمجھتے ہیں۔

جو جوان ہیں ان کو تو اس کا احساس ہوتا ہے اور جن کی قوت شہو یہ ضعیف ہوگئی ہے ان کو احساس بھی ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو تو شہوت ہی نہیں اس لئے کچھ حرج نہیں ہے سو ان کو مرض کا پتہ بھی نہیں لگتا۔ (دعوات عبدیت ص ۷۷ ج ۵)

یہ مرض تاک جھانک کا اکثر پرہیزگاروں میں بھی ہے، ان کو دھوکہ اس سے ہوجاتا ہے کہ وہ بعض اوقات اپنی طبائع میں اکثر شہوت کی خلش نہیں پاتے، اس سے سمجھتے ہیں کہ ہماری نظر شہوانی نہیں، لیکن بہت جلد ظاہر ہوجاتی ہے اس لئے ابتداء ہی سے احتیاط واجب ہے۔ (دعوات عبدیت الاتعاظ بالغیر ص ۱۱۹ ج ۹)

ایک کوتاہی طلبہ میں یہ ہے کہ امارد (حسین لڑکوں) کی طرف نظر کرنے اور ان کے ساتھ اختلاط کرنے سے نہیں بچتے، حالانکہ یہ تقویٰ کے لئے سمِّ قاتل ہے، آخرت کا مواخذہ تو شدید ہے ہی، اس سے دنیا میں اہل علم کی سخت بدنامی ہوتی ہے، علم دین پڑھنے والوں کو اس باب میں سخت احتیاط کرنا چاہئے۔

(التبلیغ ص ۱۳۶ ج ۲)

بدنگاہی کا مرض بہت چھپا ہوا ہوتا ہے

افسوس ہے کہ لوگ تو اس (بدنگاہی) کو ایسا خفیف سمجھتے ہی کہ گویا حلال ہی ہے حالانکہ معصیت کو حلال سمجھنا قریب بہ کفر ہے، کسی عورت کو دیکھ لیا، کسی لڑکے کو گھور لیا اس کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے کسی اچھے مکان کو دیکھ لیا، یا کسی پھول کو دیکھ لیا، اور یہ گناہ وہ ہے کہ اس سے بوڑھے بھی بچے ہوئے نہیں ہیں بدکاری سے تو محفوظ ہیں کیونکہ اس کے لئے بڑے اہتمام کرنے پڑتے ہیں، اول تو جس سے ایسا فعل کرے وہ بھی راضی ہو، اور روپیہ بھی پاس ہو، اور حیا و شرم بھی مانع نہ ہو، غرض اس کے لئے بہت شرائط ہیں، اسی طرح بہت سے موانع ہیں، چنانچہ کہیں یہ امر مانع ہوتا ہے کہ اگر کسی کو اطلاع ہوگئی تو کیا ہوگا، کسی کو خیال ہوتا ہے کہ کوئی بیماری نہ لگ جائے، کسی کے پاس روپیہ نہیں ہوتا، کسی کو اس کی وضع مانع ہے، چونکہ موانع زیادہ ہیں اس لئے شائستہ آدمی خصوصاً جو دیندار سمجھے جاتے ہیں اس میں بہت کم مبتلا ہوتے ہیں، بخلاف آنکھوں کے گناہ کے کہ اس میں سامان کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ نہ اس میں ضرورت روپیہ کی اور نہ اس میں بدنامی کیونکہ اس کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ کیسی نیت ہے، کسی کو گھور لیا اور مولوی صاحب مولوی صاحب رہتے ہیں اور قاری صاحب قاری صاحب رہتے ہیں، نہ اس فعل سے ان کی مولویت میں فرق آتا ہے اور نہ قاری صاحب کے قاری ہونے میں کوئی دھبہ لگتا ہے، اور (دوسرے) گناہوں کی خبر تو اوروں کو بھی ہو جاتی ہے مگر اس کی اطلاع کسی کو نہیں ہوتی، معصیت کرتے ہیں اور نیک نام رہتے ہیں لڑکوں کو گھورتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کو بچوں سے بڑی محبت ہے، جب آنکھوں کے گناہ میں اطلاع نہیں ہوتی

تو دل کے گناہ پر کیسے ہوسکتی ہے۔

اور جن کو اطلاع ہوتی بھی ہے وہ حضرات ایسے متحمل ہوتے ہیں کہ کسی کو خبر نہیں کرتے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور وہ کسی کو بری نگاہ سے دیکھ کر آیا تھا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے خطاب خاص سے تو اس سے کچھ نہ فرمایا لیکن یہ فرمایا **مابال قوم یترشح الزنا من اعینهم** یعنی لوگوں کا کیا (عجیب) حال ہے کہ ان کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے، یہ عنوان ایسا ہے کہ اس میں رسوائی کچھ نہیں لیکن جو کرنے والا ہے وہ سمجھ جائے گا۔

(دعوات عبدیت ص ۵۲ ج ۵)

غرض چونکہ وہ لوگ (جن کو علم ہوجاتا ہے) کسی کو فضیحت نہیں کرتے اور جو فضیحت کرنے والے ہیں ان کو اطلاع نہیں ہوتی، اس لئے یہ گناہ بدنگاہی کا اثر چھپا ہی رہتا ہے اس لئے بے دھڑک اس کو کرتے ہیں۔

دیگر معاصی مثلاً سرقہ زنا وغیرہ میں تو ضرورت اس کی بھی ہے کہ قوت وطاقت ہو، اس میں اس کی ضرورت نہیں اس لئے بوڑھے بھی اس میں مبتلا ہیں مجھ سے ایک بوڑھے آدمی ملے اور وہ بہت متقی تھے انہوں نے اپنی حالت بیان کی کہ میں لڑکوں کو بری نظر سے دیکھنے میں مبتلا ہوں، اور ایک اور بوڑھے تھے وہ عورتوں کے گھورنے میں مبتلا تھے۔ (دعوات عبدیت ص ۴۷ ج ۵)

بدنگاہی بھی بدکاری اور بدترین معصیت ہے

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گناہ اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے چنانچہ حدیث میں ہے:

"**أنا غيور و الله أغير مني و من غيره حرم الفواحش ماظهر منها وما بطن**" میں بہت غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ غیرت مند ہے ،اور اسی غیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بے شرمی کی باتوں کو حرام قرار دے دیا چاہے اس کی برائی کھلی ہو یا اندرونی ہو۔

اور یہ سب فواحش ہیں آنکھ سے دیکھنا ،ہاتھ سے پکڑنا ،پاؤں سے چلنا کیونکہ ان سب کو شارع نے زنا ٹھہرایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

"**العینان تزنیان الخ**" آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا کرنا دیکھنا ہے کان زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا سننا ہے اور زبان بھی زنا کرتی ہے اور اس کا زنا بولنا ہے اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا پکڑنا ہے۔ (دعوات عبدیت ص۸۵ ج۵)

اس وقت لوگوں میں یہ مرض شدت سے پھیل رہا ہے کوئی تو خاص اصلی ہی گناہ میں مبتلا ہے،اور کوئی اس کے مقدمات میں۔یعنی اجنبی لڑکے یا اجنبی عورت پر نظر کرنا،حدیث میں ہے:

"**اللسان یزني وزناه النطق والقلب یتمنی ویشتهي**" اس میں ہاتھ لگانا بری نگاہ سے دیکھنا سب داخل ہو گئے یہاں تک کہ جی خوش کرنے کے لئے کسی حسین لڑکے یا لڑکی سے باتیں کرنا یہ بھی زنا ولواطت میں داخل ہے،اور قلب کا زنا سوچنا ہے،جس سے لذت حاصل ہو،تو جیسے زنا میں تفصیل ہے ایسے ہی لواطت میں بھی اور یہ نہایت ہی افسوس اور رنج کی بات ہے باجودیکہ عورت کی طرف طبعاً میلان ہوتا ہے مگر لوگ پھر بھی لڑکوں کی طرف مائل ہیں اور وجہ اس کی زیادہ تر یہی ہے کہ عورت سے ملنے میں بدنامی ہو جاتی ہے،دوسرے عورت ملتی بھی مشکل سے ہے،اور لڑکے سے ملنے میں زیادہ بدنامی کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا اور ملتے

بھی ہیں آسانی سے، بالخصوص دیکھنا اور تصور کرنا تواس لئے بھی سہل ہے کہ اس کی کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی اور یہ سب بدکاری ہے۔ (دعوات عبدیت ص۱۱۹ ج۹)

اس تعلق بد کا انجام

اس فعل کی خباثت عقلاً ونقلاً ہر طرح ثابت ہے اور طبیعت سلیمہ اس سے خود ہی انکار کرتی ہے، اس فعل پر سوائے بدطینت آدمی کے اور کوئی سبقت نہیں کرسکتا۔

ایک کھلا ہوا فرق شہوت بالنساء اور شہوت بالرجال میں یہ ہے کہ عورت سے قضاء شہوت کرنے کے بعد آپس میں طبیعت بڑھتی ہے اور مرد کی عزت عورت کی نظر میں بڑھ جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ یہ مرد ہے نامرد نہیں اور لڑکوں سے قضاء شہوت کرکے ایک دوسرے کی نظر میں اسی وقت ذلیل وخوار ہوجاتا ہے پھر بہت جلد مفعول کے دل میں عداوت ایسی قائم ہوجاتی ہے کہ ایک دوسرے کی صورت سے بیزار ہوجاتا ہے۔ (دین ودنیا ص۲۷۲)

امارد (حسین لڑکوں) سے تعلق بہت خبیث النفس کو ہوتا ہے، اور اس کا نام لوگوں نے محبت رکھا ہے، یہ محبت ہرگز پاک نہیں، ایسے ناپاکوں کا مرجانا ہی بہتر ہے۔ ایسے موقعوں پر دیکھا گیا ہے جہاں دونوں طرف سے فریفتگی تھی تعشش کیا جاتا ہے، مقصد حاصل ہونے کے بعد دونوں میں عداوت ہوگئی، اس تعلق میں یہی خاصیت ہے۔ (حسن العزیز ص۸۹ ج۲)

بدنگاہی وبدنظری

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو شہوت بالرجال سے پاک وصاف ہیں مگر ان

میں بھی نظر کے مرض میں اکثر مبتلا ہیں، حالانکہ حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ زنا آنکھ سے بھی ہوتا ہے پس امردوں کو بھی بنظر شہوت دیکھنا حرام ہے اس میں بہت کم لوگ احتیاط کرتے ہیں حالانکہ نظر (بدنگاہی) مقدمہ ہے **فعل** کا اور **مقدمة الحرام حرام** قاعدہ فقہیہ ہے یعنی حرام کے مقدمات بھی حرام ہوتے ہیں (لہٰذا بدنگاہی بھی حرام ہے) اس لئے نگاہ کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ (دین ودنیا ص۲۷۲)

بدنگاہی کا وبال اور اس کا عذاب

اہل کشف نے لکھا ہے کہ بدنگاہی سے آنکھوں میں ایک ایسی ظلمت ہو جاتی ہے کہ جس کو تھوڑی سی بصیرت ہو وہ پہچان لے گا، کہ اس شخص کی نگاہ پاک نہیں ہے۔

اگر دو شخص ایسے لئے جائیں کہ عمر میں حسن و جمال میں اور ہر امر میں وہ برابر ہوں، فرق ان میں صرف اس قدر ہو کہ ایک فاجر ہو دوسرا متقی ہو، جب چاہے دیکھ لو فاجر کی آنکھ میں ایک قسم کی ظلمت اور بے رونقی ہوگی، لیکن اہل کشف خصوصیت سے کسی کو کہتے نہیں بلکہ عیب پوشی کرتے ہیں۔

(دعوات عبدیت ص۸۷ ج۵)

میں نے خواب میں ایک مرتبہ دجال کو دیکھا کہ اس کے ساتھ عورتیں اور باجے بہت کثرت سے ہیں اسی واسطے میں اس سے بہت خوف کرتا ہوں جو لوگ حسن پرست ہیں اور (ان میں) بدنظری کا مادہ ہے وہ اس کے (دجال کے) ساتھ ہوں گے۔ (مزید المجید ص۶۸)

یہ بہت پرانا مرض ہے اور سب سے اول لوط علیہ السلام کی قوم میں یہ مرض

پیدا ہوا تھا، اور شیطان نے ان لوگوں کی راہ ماری۔

افسوس ہے کہ خدا تعالیٰ نے فراغت اس لئے دی تھی کہ دین کا کام کریں گے مگر زیادہ تر ایسے ہی لوگ محروم رہے۔ (دعوات عبدیت ص۱۲۴ ج۹)

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی بارگاہ سے مردود کرنا چاہتے ہیں اس کو لڑکوں کی محبت میں مبتلا کر دیتے ہیں، یہ نہایت مضرت کی چیز ہے۔

حضرت ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں: "**النظرة سهم من سهام ابليس**" یعنی نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔

(دعوات عبدیت ص۷۸ ج۵)

بعض اکابر کا قول

بعض اکابر کا قول ہے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ اپنے دربار سے نکالنا چاہتے ہیں اس کو امارد (حسین خوبصورت لڑکوں) کی محبت میں مبتلا کر دیتے ہیں، محبت گو فعل اختیاری نہیں مگر اس کے اسباب اختیاری ہیں یعنی ان کو دیکھنا ان سے اختلاط کرنا وغیرہ۔

پس مطلب یہ ہوا کہ جس کو حق تعالیٰ اپنے دربار سے مطرود (یعنی مردود وراندۂ درگاہ) کرنا چاہتے ہیں اسی کو نظر الی الامارد واختلاط بالامارد (یعنی لڑکوں سے بدنگاہی اور خلط ملط) میں مبتلا کر دیتے ہیں اور یہ افعال اختیاریہ ہیں جس کا انجام طرد عن الحق (اللہ کی طرف سے دھتکار) ہے (أعاذنا اللہ)

(دین و دنیا ص۲۷۲)

بدنگاہی کی وجہ سے سلبِ ایمان کا خطرہ

ایک روایت ہے کہ ”النظر سھم من سھام ابلیس“یعنی نظر ایک تیر ہے شیطانوں کے تیروں میں سے،نظر کرنے سے دل میں ایک آگ بھڑک اٹھتی ہے اور نظر کو روکنے میں وہ آگ گھٹتی ہے جس سے تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن وہ آگ وہیں (دب کر) رہ جاتی ہے جہاں تھی ،بھڑکتی نہیں ،گھٹ کر بجھ جاتی ہے اور نظر کرنے سے موت تک کی نوبت آجاتی ہے کیونکہ جب مقصد حاصل نہیں تو پھر تقاضا پیدا ہوگا تکرار نگاہ کا اور پھر بھی مقصود حاصل نہیں ہوتا تو پھر تقاضا پیدا ہوتا ہے غرض یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا تو نگاہ کر لینے کا نقصان تو ختم نہیں ہوتا اور نگاہ کو روک لینے کی تکلیف ذرا دیر میں ختم ہو جاتی ہے۔

تجربہ کر کے دیکھ لیجئے دو چار دفعہ نظر کو روکئے اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ جو تکلیف نظر روکنے سے ہوتی تھی وہ اس میں ہرگز نہیں ہوگی ،جو تکلیف نظر کرنے میں ہوتی ہے وہ نظر کو روکنے کی تکلیف سے زیادہ ہوتی ہے۔ (مفاسد گناہ ص۱۷۲)

کانپور میں ایک بزرگ تھے وہ بیان کرتے تھے کہ میں جوانی میں لکھنؤ میں ایک مرتبہ ناچ میں چلا گیا وہاں ایک بازاری عورت پر جو نظر پڑی بس دل ہاتھ سے نکل گیا اور اس قدر فریفتگی کا غلبہ ہوا کہ بیوی بچوں کو چھوڑا اس کے پیچھے ہولئے۔

(التھذیب ملحقہ برکات رمضان ص ۳۶۸)

عبرتناک واقعہ

ابن القیمؒ نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق جو اپنے محبوب کے ملنے

سے مایوس ہوکر مرنے لگا تھا کسی نے محبوب سے جا کر کہا کہ وہ مر رہا ہے رحم کرو اس وقت پہونچ جاؤ گے تو اس کی جان بچ جائے گی کچھ اس کی سمجھ میں آ گئی اور اٹھ کر اس کی طرف چل دیا کسی نے عاشق کو خبر دی کہ تیرا محبوب آ رہا ہے یہ سن کر اس میں جان آ گئی اور اٹھ کر بیٹھ گیا، مگر آتے آتے محبوب کو کچھ غیرت آئی اور یہ کہہ کر لوٹ گیا کہ کون بدنام ہو کسی نے یہ بھی جا کر (اس عاشق سے) کہا یہ خبر سنتے ہی وہ عاشق گر گیا اور نزاع میں مبتلا ہو گیا، اس سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھ لے تو وہ بجائے کلمہ کے کفر کا کلمہ کہتا ہے۔

رضاک اشھیٰ الی فؤادی　　　من رحمة الخالق الجلیل

(یعنی اے میرے محبوب خالق کے مقابلہ میں تیری رضا کی مجھے زیادہ خواہش ہے)

اور اسی حالت میں جان نکل گئی، دیکھئے کس قدر عبرتناک واقعہ ہے، اس کی اگر اصل تلاش کریں گے تو کہیں پہنچ کر نگاہ ہی پر ختم ہوگی، جان بھی گئی اور ایمان بھی گیا، اور یہ سب خرابی نگاہ کی ہوئی، اب دیکھ لیجئے کہ نگاہ کرنے میں زیادہ تکلیف ہوئی یا نگاہ روکنے میں کہیں نہ سنا ہوگا کہ کوئی تکلیف سے مر گیا ہو، تکلیف اس میں ضرور ہے مگر وہ تکلیف آسان ہے لوگ کہتے کہ نگاہ پر قابو نہیں نظر بد سے رکا نہیں جاتا یہ غلط ہے نظر یقیناً فعل اختیاری ہے۔　　　(مفاسد گناہ ص ۱۷۲)

دردناک واقعہ

ایک بزرگ طواف کر رہے تھے اور ایک چشم (کانے تھے) اور کہتے جاتے تھے: ''اللّٰھم انی اعوذبک من غضبک'' اے اللہ میں تجھ سے تیرے

غضب کی پناہ چاہتا ہوں، کسی نے پوچھا کہ اس قدر کیوں ڈرتے ہو کیا بات ہے؟ کہا میں نے ایک لڑکے کو بری نظر سے دیکھ لیا تھا غیب سے چپت لگا اور آنکھ پھوٹ گئی اس لئے ڈرتا ہوں کہ پھر عود نہ ہو جائے۔ (دعوات عبدیت ص۱۹ ج۵)

حضرت جنیدؒ چلے جا رہے تھے ایک حسین لڑکا نصرانی کا سامنے سے آ رہا تھا ایک مرید نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ ایسی صورت کو بھی دوزخ میں ڈالیں گے، حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ تو نے اس کو نظر استحسان سے دیکھا ہے عنقریب اس کا مزہ تم کو معلوم ہوگا چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص قرآن بھول گیا۔ (دعوات عبدیت ص۷۷ ج۵)

طاعون (عذاب) کا ایک دوسرا سبب بھی ہے اگرچہ بعض باتیں ظاہر کرنے کی نہیں ہوتیں مگر اس لئے ظاہر کر دیتا ہوں کہ شاید اس کو سن کر لوگ اپنی حالت درست کر لیں، تین چار سال ہوئے جب تھانہ بھون اور اس کے گرد ونواح میں طاعون ہوا تھا قبل طاعون کے ایک روز میں اخیر شب میں بیٹھا ہوا تھا کہ قلب پر یہ آیت وارد ہوئی، **انا منزلون علی اهل هٰذه القرية رجزا من السماء بما كانو يفسقون** میں نے اس کو وعظ میں بیان کیا مگر لوگوں نے توجہ نہ کی اور طاعون پھیلا غرض ایک سبب وہ نکلا جو قوم لوط میں تھا اس وقت لوگوں میں یہ مرض شدت سے پھیل رہا ہے۔ (دعوات عبدیت ص۱۹ ج۵)

نگاہ حق ونگاہ بد کا معیار

بعضوں کو دھوکہ ہوتا ہے شیطان بہکاتا ہے کہ جیسے کسی پھول یا اچھے کپڑے یا اچھے مکان وغیرہ کو دیکھنے کا دل چاہتا ہے ایسے ہی اچھی صورت دیکھنے کو بھی دل چاہتا ہے یہ بالکل دھوکہ ہے۔

یاد رکھو! رغبت کے مختلف انواع ہیں جیسی رغبت پھول کی طرف ہے ویسی انسان کی طرف نہیں، اچھے کپڑے کو دیکھ کر کبھی جی نہیں چاہتا کہ اس کو گلے لگالوں، چمٹالوں، انسان کی طرف ایسی ہی رغبت ہوتی ہے۔

ایک دھوکہ اور ہوتا ہے وہ یہ کہ بعضے یہ کہتے ہیں کہ جیسے اپنے بیٹے کو دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ گلے لگالوں اسی طرح دوسرے کے بچے کو دیکھ کر بھی ہمارا یہی جی چاہتا ہے۔

صاحبو! کھلی ہوئی بات ہے اپنے سیانے بچے اور دوسرے کے سیانے لڑکے میں بڑا فرق ہے، اپنے لڑکے کو گلے لگانا چمٹانا اور طرح کا ہے، اس میں شہوت کی آمیزش ہرگز نہیں، اور دوسرے کے لڑکے کی طرف اور قسم کا میلان ہے کہ اس میں گلے لگانے سے بھی آگے بڑھنے کو بعض کا جی چاہتا ہے، محبوب کی جدائی میں اور طرح کا رنج ہوتا ہے اور لڑکے کی جدائی میں اور قسم کا، اور لڑکوں کی رغبت تو اور بھی سم قاتل ہے نصوص میں اس کی حرمت ہے۔ (دعوات عبدیت ص ۱۱۸ ج ۹)

بدنگاہی کا مرض کیسے پیدا ہو جاتا ہے

یہ مرض اول جوانی میں پیدا ہوتا ہے بلکہ سب گناہوں کی یہی شان ہے کہ اول جوانی میں تقاضے کی وجہ سے کیا جاتا ہے پھر وہ مرض اور روگ لگ جاتا ہے ، جیسے حقہ کہ اول کسی مرض کی وجہ سے پینا شروع کیا تھا مگر پھر یہ مرض لگ جاتا ہے اور شغل ہو جاتا ہے۔

لیکن جوان اور بوڑھے میں فرق یہ ہے کہ جوان آدمی تو معالجہ کے لئے کسی سے کہہ بھی دیتا ہے اور بوڑھا آدمی شرم کی وجہ سے کسی سے کہتا بھی نہیں، اس کے مخفی رہنے کی وجہ سے اس میں کثرت ابتلا ہے۔ (دعوات عبدیت ص ۷۵ ج ۵)

بدنگاہی سے بچنے کی تدبیر

شیطان اول تو اچھی نیت سے دکھلاتا ہے چند روز کے بعد جب محبت جاگزیں ہوتی ہے تو پھر نگاہ کو ناپاک کردیتا ہے تو ضروری امر یہ ہے کہ علاقہ (تعلق) ہی نہ کرو اور علاقہ ہوتا ہے نظر سے لہٰذا نظر ہی نہ کرو، غالباً حدیث میں ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے: "**النظر سھم من سھام ابلیس**" (کہ نظر کرنا ابلیس کے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہے)

یہ نظر ایسی چیز ہے کہ اس کا اثر پیدا ہونے کے بعد بھی مدت تک یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ہم کو تعلق ہو گیا، بلکہ کبھی محبوب جدا ہوتا ہے اس وقت قلب میں ایک سوزش سی پیدا ہوتی ہے اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ تعلق ہو گیا، اور جس قدر یہ سوزش بڑھتی ہے خدا کی محبت کم ہوتی جاتی ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کو بہت غیرت آتی ہے

(دعوات عبدیت الانغاظ ص ۱۲۲ ج ۹)

بدنگاہی چھوڑنے کے لئے آسان علاج

جب اس لغو کام کی عادت پڑ جاتی ہے تو کم ہمتوں سے بڑی مشکل سے چھوٹتا ہے، ہاں اگر ہمت کی جائے اور پختہ قصد کرے تو چھوٹ بھی جاتا ہے، کیونکہ بعض گناہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں ایک حد تک مجبوری بھی ہو سکتی ہے، جیسے غریب آدمی کا رشوت لینا کہ اگر نہ لے تو بظاہر اس کے کام اٹکتے ہیں، اور اس میں تو کوئی ایسی مجبوری بھی نہیں کہ کوئی کام اس پر اٹکا ہوا ہو بس اس میں تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں زیادہ سے زیادہ تھوڑی سی تکلیف نفس کو ہوگی، اس کا

چھوڑ دینا ہمت والے کے لئے بہت آسان ہے، ہمت والوں نے خدا کی راہ میں جانیں تک دیدی ہیں، بہت سے باہمتوں کے واقعے سنے ہیں کہ انہوں نے تمام عمر کی افیون کی عادت چھوڑ دی۔ (دعوات عبدیت ص۱۲ ج۹)

بدنگاہی میں مبتلا شخص کا آسان علاج

فرمایا اگر کسی حسین صورت کو دیکھ کر براخیال دل میں آنے لگے تو فوراً اس مجمع میں جو سب سے زیادہ بدصورت شخص ہو اس کو بہت غور سے دیکھنے لگے، اور اگر اس جگہ کوئی بدشکل نہ ہو تو پچھلے دیکھے ہوئے کسی بدشکل شخص کو ذہن میں لاوے، ورنہ متخیلہ سے (خیال سے) کوئی نہایت بھونڈی صورت تراش کر اس کا مراقبہ کرنے لگے، آخر قوت خیال پھر کس وقت کام دے گی۔

کسی ایسے موٹے بھدے آدمی کا تصور کرے کہ جس کا پیٹ نکلا ہوا ہو، ہونٹ موٹے موٹے ہوں، ناک پچکی ہوئی ہو، رینٹھ (ناک) بہہ رہی ہو، مکھیاں بھنک رہی ہوں، غرض کہ جہاں تک متخیلہ کام کر سکے نہایت بدشکل کی تصویر اختراع کر کے تصور میں لائے، ایسا کرنے سے انشاء اللہ فوراً وہ بدخیال جاتا رہے گا۔

ایک صاحب کو (بدنگاہی کے علاج کے لئے) تحریر فرمایا کہ یہ تصور کیا کرو کہ اس حسین کا مر کر کیا حال ہوگا، بدن گل سڑ جائے گا، پیٹ پھٹ جائے گا، کیڑے کھا جائیں گے، غرض عجب ہیئت ہو جائے گی، اس وقت اگر کوئی اس عاشق سے کہے کہ اس کو گود میں لے کر پیار کرو تو وہاں سے ہزار نفرتیں کر کے لاحول پڑھ کے بھاگ آئے۔ (حسن العزیز ص۲۸ ج۱)

تمت